کتاب التنویر

فی

خصائص السراج المنیر

از رشحات قلم

خطیب اہلسنت مولانا محمد صدیق نقشبندی ملتان

116

Marfat.com

تخ
۱۱۹

Marfat.com

منزہ عن شریک فی محاسنہٖ

فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

کتاب التنویر
فی
خصائص السراج المنیر

از رشحات قلم

خطیب اہلسنت حضرت مولانا محمد صدیق نقشبندی

ت خ
116

ناشر

مکتبہ صدق و صفا اقبال نگر بیرون دہلی گیٹ ملتان شہر

Marfat.com

86867

نام کتاب ________ کتاب التنویر فی خصائص السراج المنیر

مصنف ________ حضرت مولانا محمد صدیق صاحب نقشبندی ملتان

مطبوعہ ________ اشرف پریس ایبک روڈ لاہور

کتابت و سرورق ________ فانی خوشنویس خانیوال کالونی ۱

تعداد اشاعت ________ بار اوّل ۱۱۰۰ جولائی ۱۹۷۳ء

ناشر ________ مکتبہ صدق و صفا اقبال نگر بیرون دہلی گیٹ ملتان

86867

کتاب ملنے کے پتے

۱۔ نوری رضوی بک سٹور چوک جامع مسجد خانیوال ضلع ملتان

۲۔ چشتی کتب خانہ جھنگ بازار لائیلپور

۳۔ حامدیہ رضویہ کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

بدر الکبریٰ

اسلام نے جہاد کو سنام الایمان قرار دیا مسلمان بے شک جذبہ جہاد سے سرشار تھے ان کی عظمت و سطوت اقوام عالم پر ثابت رہی لیکن عرصہ دراز سے مسلمانوں نے اس فریضہ سے انحراف کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے آج مسلمان کی دنیا کے کسی گوشہ میں بھی وہ عزت و قدر نہیں جو کبھی تھی دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کے لئے ایسے حالات پیدا کر دیے ہیں کہ اہل اسلام علم جہاد لے کر ایک بار پھر میدان میں نکلیں اور دشمن کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اپنی شاندار تاریخ کو دہرائیں اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کریں اس فرض کی یاد دہانی کے لیے مصنف کی کتاب " بدر الکبریٰ " کا مطالعہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔

تعارف

از خطیب پاکستان مقرر شیریں لسان کتاب سنت کے نکتہ دان حامی سنت ماحی بدعت آسمان خطابت کے نیر اعظم حضرت علامہ مولانا الحاج حافظ **محمد شفیع** اوکاڑوی مدظلہ العالی

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب بن الحاج علم الدین صاحب اسلام آباد امرتسر (پنجاب) میں ۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئے اور تقسیم ملک کے بعد ملتان شریف میں آکر آباد ہوئے۔

مولانا موصوف ایک معزز تجارت پیشہ خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ چونکہ گھر کا ماحول سادہ اور مذہبی تھا۔ اس لیے تربیت بھی پاکیزہ ہوئی۔ ابتدا ہی سے نماز روزہ کے پابند اور مذہبی اجتماعات اور مجالس علماء و مشائخ میں شرکت کے شائق رہے جس کا اثر یہ ہوا کہ وہی رنگ غالب آگیا۔

آپ نے اسلامیہ ہائی سکول دولت گیٹ ملتان میں میٹرک پاس کیا پھر ایمرسن کالج ملتان میں ایف، اے کیا۔ کتب درسیہ و حدیث شریف جامعہ رضویہ انوار الابرار ملتان میں پڑھیں اور جامعہ رضویہ مظہر الاسلام لائل پور سے سند فراغ حاصل کی۔

سلسلہ مبارکہ نقشبندیہ مجددیہ میں قطب الاقطاب سرچشمہ فیوض و برکات حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرت کرمانوالہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔

باوجود اس کے کہ ملتان میں آپ کے والد اور بھائی نہایت اچھے کاروبار پر فائز ہیں، اور ایک کارخانہ "غوثیہ بلیچنگ اینڈ ڈائنگ ملز" کے مالک ہیں۔ جس میں آپ کا بھی حصہ ہے۔ مگر مذہب و ملت اور مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی خدمت کا جذبہ ایسا غالب آیا کہ کارخانہ چھوڑ کر دین و مذہب کی خدمت کے لیے وقف ہو گئے ہیں۔ شب و روز ملک کے مختلف مقامات پر تشریف لے جاکر تقاریر فرماتے ہیں، اور دن بدن دائرہ تبلیغ وسیع ہوتا جا رہا ہے اور مقبولیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ماشاء اللہ آپ کی

Marfat.com

تقریر یہ مدلل اور مسلک حق اہلسنّت کی آئینہ دار اور اصلاح اخلاق و عمل پر مشتمل ہوتی ہیں۔

"اللہ کرے زورِ بیاں اور زیادہ"

ماشاء اللہ جہاں آپ تقاریر کے ذریعے دین متین کی خدمت کر رہے ہیں وہاں آپکو اللہ تعالیٰ نے تحریری طور پر بھی خدمتِ دین کی توفیق مرحمت فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ کی ایک کتاب "بدرالکبریٰ" چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ جس میں آپ نے اپنے مخصوص انداز میں جنگ بدر کے حالات بیان فرمائے ہیں، یہ کتاب بہت پسند کی گئی ہے۔ آپ کی دوسری تالیف "کتاب التنویر فی خصائص السراج المنیر" ہے جو حضور سیدِ عالم نورِ مجسم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے خصائص وفضائل پر مشتمل ہے۔ بڑی پیاری کتاب ہے کیوں نہ جب کہ ذکر بڑے ہی پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ انشاء اللہ اس ذکرِ مبارک سے اہل ایمان کے قلوب روشن و منوّر ہوں گے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کتاب کو مقبولیتِ عامہ عطا فرمائے اور مولانا موصوف کو دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کے علم وعمل، زہد وتقویٰ میں مزید برکت فرمائے۔ آمین ثم آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

بندۂ آثم

محمد شفیع الخطیب الاوکاڑوی غفرلہٗ

صدر مرکزی جماعت اہلسنّت کراچی

۱۴ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ

Marfat.com

مَاخذ

۱	قرآن مجید	۲۲	دار قطنی
۲	کنز الایمان	۲۳	بلوغ المرام معہ حاشیہ مولوی عبدالتواب ملتانی
۳	تفسیر کبیر	۲۴	ریاض الصالحین
۴	〃 روح المعانی	۲۵	کشف الغمہ
۵	〃 روح البیان	۲۶	سفر السعادت
۶	〃 خازن	۲۷	الدرر المنتشرہ
۷	〃 مظہری	۲۸	عمدۃ القاری
۸	〃 ابن کثیر	۲۹	فتح الباری
۹	〃 معالم التنزیل	۳۰	مرقات
۱۰	〃 تفسیراتِ احمدیہ	۳۱	اشعۃ اللمعات
۱۱	〃 تنویر المقباس	۳۲	بذل المجہود
۱۲	〃 عزیزی	۳۳	زرقانی
۱۳	〃 نعیمی	۳۴	مواہب اللدنیہ
۱۴	〃 تفہیم القرآن	۳۵	خصائص کبرٰے
۱۵	بخاری شریف	۳۶	نسیم الریاض
۱۶	مسلم 〃	۳۷	جواہر البحار
۱۷	ترمذی 〃	۳۸	انسان العیون
۱۸	ابوداؤد 〃	۳۹	دلائل النبوّت
۱۹	نسائی 〃	۴۰	سیرتِ نبویہ
۲۰	ابن ماجہ 〃	۴۱	الشفاءُ شریف
۲۱	مشکوٰۃ 〃	۴۲	شرح شفا ملا علی قاری رح

Marfat.com

٤٣ مدارج النبوت
٤٤ معارج النبوت
٤٥ نشر الطیب
٤٦ الریاض النضرہ
٤٧ الیواقیت والجواہر
٤٨ فتاوی حدیثیہ
٤٩ احیاء العلوم
٥٠ کیمیائے سعادت
٥١ الخیرات الحسان
٥٢ غوث العباد
٥٣ نزہتہ الخاطر الفاطر
٥٤ درۃ الناصحین
٥٥ نزہتہ المجالس
٥٦ انیس الارواح
٥٧ بہجۃ الاسرار
٥٨ خزپوتی
٥٩ تاریخ الخلفاء
٦٠ شرح الصدور
٦١ دلائل الخیرات
٦٢ جذب القلوب
٦٣ اخبار الاخیار
٦٤ الابریز
٦٥ نبراس
٦٦ مجموعۃ الفتاوے
٦٧ شرح عقائد
٦٨ احسن القصص
٦٩ الامن والعلی
٧٠ فتاوی رضویہ
٧١ بہار شریعت
٧٢ معراج النبی
٧٣ الصارم المسلول
٧٤ براہین قاطعہ
٧٥ مکالمۃ الصدرین
٧٦ تقویت الایمان
٧٧ مفتاح العلوم
٧٨ جلاء الافہام
٧٩ ملفوظات احمد علی
٨٠ امداد المشتاق
٨١ الشکر النعمۃ
٨٢ تحذیر الناس
٨٣ البصائر
٨٤ قصیدہ بردہ شریف ٨٥ مثنوی شریف
٨٦ حدائق بخشش ٨٧ ذوق نعت
٨٨ اسرار و رموز ٨٩ میلاد اکبر
٩٠ دیوان ظفر
٩١ اکرام محمدی

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	قسم اوّل	
۱	اوّل باعتبار تخلیق	۱۱
۲	تقدم نبوت	۱۵
۳	میثاق میں اولیت	۱۸
۴	تقدم اقرار ربوبیت	۲۰
۵	حضور علیہ السلام کا ذکر آدم علیہ السلام کے عہد میں اذان میں ہوتا تھا۔	۲۳
۶	کتب سابقہ میں آپکا اور آپکی امت کا ذکر خیر	۲۴
۷	شیاطین آسمانوں سے روک دیے گئے۔	۲۷
۸	آپ کا شق صدر ہوا۔	۲۷
۹	آپ عقل میں تمام لوگوں سے زیادہ ہیں۔	۳۰
۱۰	سرور کائنات کو کل حسن دیا گیا۔	۳۰
۱۱	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین کو اصلی صورت میں دیکھا۔	۳۳
۱۲	حضور علیہ السلام کے والدین زندہ ہو کر آپ پر ایمان لائے۔	۳۴
۱۳	خدا تعالےٰ نے نبی پاک کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔	۳۵
۱۴	اسرے کا دولہا	۳۷
۱۵	ملائکہ کا آپ کی خدمت میں حاضر رہنا۔	۳۹
۱۶	آپ کو بے مثال قرآن ملا۔	۴۰
۱۷	انشقاق القمر	۴۳
۱۸	تسلیم حجر	۴۵
۱۹	کھجور کی لکڑی کا گریہ	۴۶
۲۰	انگلیوں سے پانی کے چشمے	۴۸
۲۱	شہادت شجر	۵۴
۲۲	رسالت عامہ و نبوت تامہ	۵۴
۲۳	تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم	۵۶
۲۴	دو چیزوں کا اجتماع	۵۶
۲۵	اللہ تعالےٰ نے آپ کے لیے محبت اور خلعت کو جمع فرما دیا۔	۵۹
۲۶	اللہ تعالےٰ نے آپکے لیے کلام اور رویت کو جمع فرمایا۔	۶۲
۲۷	نزول اسرافیل	۶۲
۲۸	شہنشاہ دو عالم	۶۳
۲۹	آپ پر جمیع امت پیش کی گئی۔	۶۷
۳۰	افضل الانبیاء	۶۹
۳۱	ایک اعتراض کا جواب	۷۰
۳۲	افضل الملائکہ	۷۱
۳۳	ملک الموت کا اجازت طلب کرنا۔	۷۳
۳۴	آپ کی قبر مبارک عرش الٰہی سے افضل ہے	۷۸
	قسم دوم	
۳۵	انشقاق قبر	۸۰
۳۶	اولیت افاقہ	۸۱
۳۷	ملائکہ کی معیت	۸۲
۳۸	شفاعت	۸۵
۳۹	نور مجسم	۹۲
۴۰	عطائے کوثر	۹۴
	قسم سوم	
۴۱	نماز عصر کے بعد آپکو نماز نفل جائز ہے	۹۷

Marfat.com

۴۹	صغیرہ لڑکی کو آغوش میں لے کر نماز نہ پڑھنا	۹۸
۵۰	غائب کی نماز جنازہ پڑھنا	۹۸
۵۱	صوم وصال	۱۰۲
۵۲	آپکو اجنبیہ کے ساتھ خلوت جائز تھی۔	۱۰۴
۵۳	چار سے زائد شادیاں	۱۰۵
۵۴	بغیر ولی اور گواہ کے نکاح۔	۱۰۶
۵۵	سہم صفی	۱۰۸
۵۶	امت کی طرف سے قربانی	۱۰۹
۵۷	آپ کی ہجو کرنے والے کا قتل جائز ہے	۱۱۰
	قسم چہارم	
۵۸	امتیازی شان	۱۱۲
۵۹	برزخی زندگی میں امتیاز	۱۱۷
۶۰	مومن کا فدیہ	۱۱۸
۶۱	یوم قیامت	۱۱۹
۶۲	دخولِ جنت	۱۱۹
۶۳	یہ امت محبوب الانبیاء ہے۔	۱۲۲
	قسم پنجم	
۶۴	نماز تہجد	۱۲۶
۶۵	فضائل نماز تہجد وقیام لیل	۱۲۷
۶۶	مشاورت باہل الرائے۔	۱۲۹
۶۷	ازواج مطہرات کو اختیار دینا	۱۳۱
۶۸	فجر کی دو رکعتیں	۱۳۳
۶۹	توکل	۱۳۴
۷۰	استغفار	۱۳۶
۷۱	پچاس نمازیں	۱۳۷
	قسم ششم	
۷۲	تحریم صدقہ وزکوٰۃ	۱۴۰
۷۳	کتابت اور قراءت	۱۴۱

۷۴	شعر گوئی	۱۴۲
۷۵	قبل از قتال زرہ اتارنا آپ پر حرام تھا	۱۴۳
۷۶	جو عورت آپ کی زوجیت میں نہ رہنا چاہے اس کو روکے رکھنا آپ پر حرام تھا۔	۱۴۴
۷۷	کتابیہ سے نکاح آپ پر حرام تھا۔	۱۴۴
۷۸	مسلمہ لونڈی سے نکاح کی تحریم	۱۴۵
۷۹	سماع تکبیر پر اغارت کی تحریم	۱۴۶
۸۰	مشرک سے اعانت کی تحریم	۱۴۶
۸۱	جس کھانے میں بو ہو اُس کا کھانا آپ پر حرام تھا۔	۱۴۷
۸۲	تحریم عُریانی	۱۴۸
	قسم ہفتم	
۸۳	امتِ مرحومہ کے لیے غنائم کا حلال ہونا اور کل روئے زمین کا مسجد قرار پانا۔	۱۴۹
۸۴	وضو	۱۵۰
۸۵	مشروعیت اذان	۱۵۱
۸۶	پنجوقتہ نماز	۱۵۲
۸۷	جمعۃ المبارک	۱۵۴
۸۸	رمضان المبارک	۱۵۵
۸۹	لیلۃ القدر	۱۵۷
۹۰	خدا تعالےٰ اور رسولِ پاک کے ساتھ امت مرحومہ کا ذکر۔	۱۵۸
۹۱	حرمتِ شراب	۱۶۰
	قسم ہشتم	
۹۲	غزوہ میں نبی کی معیت واجب تھی۔	۱۶۴

Marfat.com

۹۳	نمازی پر ارشادِ نبوی کی تعمیل واجب ہے	۱۶۵	۱۰۰	لعابِ دہن	۱۸۴
۹۴	حجرات کے پیچھے سے آپکو آواز دینا حرام ہے	۱۶۷	۱۰۱	انوکھی نیند	۱۸۴
۹۵	فخرِ دوعالم کے فضلات امت کے لیے پاک ہیں۔	۱۶۹	۱۰۲	پسینہ مبارک	۱۸۵
۹۶	بنت رسول پر تزوج جائز نہیں	۱۷۳	۱۰۳	ایامِ شیرخوارگی کے چند خصائص	۱۸۷
۹۷	آپ سے رشتہ کرنے والا جنتی ہے۔	۱۷۳	۱۰۴	خاکِ پاک کی برکت	۱۸۸
۹۸	احکام شریعت میں اختیار	۱۷۴	۱۰۵	تو زندہ ہے واللہ	۱۹۱
۹۹	کمالِ نگاہِ نبوت		۱۰۶	تمت بالخیر	۲۰۰

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عُلمائے ربانیین نے امام الانبیاء حبیب کبریا سرورِ کائنات فخرِ موجودات سلطانِ عرب وعجم صاحبِ التاج والمعراج رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، صاحبِ حوضِ کوثر، مالکِ فتح وظفر رسول الثقلین، نبی الحرمین امام القبلتین صاحبِ قابَ قوسین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ نبی الوریٰ نورِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کو آٹھ اقسام پر تقسیم کیا ہے۔ میں اس کتاب میں ہر قسم پر مفصل بحث کروں گا۔ وَمَا توفیقی الا باللہ العلی العظیم

قسم اوّل: اس قسم میں حضور علیہ السلام کے وہ خصائص بیان کیے جائیں گے، جن کا تعلق آپ کی دنیا کی زندگی کے ساتھ ہے۔

Marfat.com

قسم اول

اوّل باعتبار تخلیق

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو تمام کائنات سے پہلے پیدا فرمایا چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم سَأَلَ جِبْرِیْلَ علیہ السلام فَقَالَ یَاجِبْرِیْلُ کَمْ عَمَرْتَ مِنَ السِّنِیْنَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَسْتُ اَعْلَمُ غَیْرَ اَنَّ فِی الْحِجَابِ الرَّابِعِ نَجْمٌ یَطْلَعُ فِیْ کُلِّ سَبْعِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ مَرَّۃً رَاَیْتُہٗ اِثْنَیْنِ وَسَبْعِیْنَ اَلْفَ مَرَّۃٍ فَقَالَ یَاجِبْرِیْلُ وَعِزَّۃِ رَبِّیْ جَلَّ جَلَالُہٗ اَنَا ذَالِکَ الْکَوْکَبُ (سیرۃ حلبیہ صفحہ ۳۶ جلد ۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے سوال کیا (اور) فرمایا کہ تمہاری عمر کتنی ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ مجھے اس کے سوا کچھ علم نہیں کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ستّر ہزار برس کے بعد طلوع ہوتا تھا جس کو میں نے بہتّر ہزار (۷۲،۰۰۰) مرتبہ دیکھا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے رب تعالےٰ جل جلالہٗ کی عزّت کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام نورانیت کے اعتبار سے پانچ ارب چار کروڑ سال رب قدوس کی بارگاہ میں موجود رہے اور کیا کرتے رہے اس کے متعلق علماء نے لکھا ہے۔ جب خلّاق عالم کو آفرینش مخلوقات کا ظہور منظور ہوا تو اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کے نور فیض گنجور سے خطاب فرمایا کُنْ حَبِیْبِیْ مُحَمَّدًا یعنی میرا محبوب محمد ہوجا جب اس نور نے یہ خطاب رب ارباب سنا، فوراً بصورت ایک ستون کے بلند ہوا اور حجاب عظمت تک پہنچ کر سجدہ ریز ہوا اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ارشاد باری تعالےٰ ہوا لِاَجْلِ ذٰلِکَ خَلَقْتُکَ وَسَمَّیْتُکَ مُحَمَّدًا یعنی اسی لیے میں نے تجھے پیدا فرمایا اور تیرا نام محمد رکھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حضور علیہ السلام نورانیت کے اعتبار سے مذکورہ مدّت میں رب تعالےٰ کی حمد وثنا بیان کرتے رہے اور خدا کی عبادت میں مصروف

Marfat.com

رہے، اب ذرا غور کیجیے کہ اتنی عبادت کون کرسکتا ہے، ظاہر ہے کہ کوئی دوسرا انسان خواہ نبی ہو یا ولی غوث ہو یا قطب، مفسر ہو یا محدث، مفرر ہو یا واعظ، مدرس ہو یا مصنف، مجاہد ہو یا عابد، زاہد ہو یا متقی، اتنی عبادت نہیں کرسکتا۔ اب ذرا بانیٔ مدرسہ دیوبند کی بانسری کی آواز بھی سنیئے، لکھتے ہیں،

"انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی سے ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ (تحذیر الناس صفحہ ۵)

جس مدرسہ کے بانی کا مبلغ علم اتنا ہو کہ یہ بھی پتہ نہ ہو کہ نبی کے ایک سجدہ کا مقابلہ ساری امت کی روز و شب کی عبادت نہیں کرسکتی اس مدرسہ سے پڑھ کر فارغ ہونے والوں کے علم کا اندازہ آپ خود فرمالیں۔

امت مسلمہ میں سب سے زیادہ عبادت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کی ہے جن کی ایک غار والی نیکی کے بدلے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی زندگی بھر کی نیکیوں کا سرمایہ دینے کو تیار ہیں۔ حالانکہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نیک اعمال کا نقشہ یہ ہے کہ آپ کے اسلام لانے پر تمام اہل ایمان کو سب کے سامنے خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کی جرأت اور ہمت ہوئی۔ آپ کی طفیل تمام مسلمانوں نے اس بیت اللہ میں نماز ادا کی جہاں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ملتا ہے۔ چونکہ آپ اس نیک عمل کے محرک ہوئے، لہٰذا اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ نیکی پر دلالت کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے کے تحت آپ کو اس وقت کے تمام مسلمانوں کے برابر عبادت کا ثواب ملا، علاوہ ازیں اسلام لانے کے بعد آپ نے ہجرت کی، اپنے دور خلافت میں آپ نے چار ہزار گرجا برباد کئے اور چار ہزار مساجد تعمیر کرائیں، اٹھارہ ملکوں کو کلمہ پڑھایا، بائیس لاکھ اکاون ہزار تیس لاکھ مربع میل میں آپ نے اسلام پھیلایا، آپ کے زمانے میں شام، عراق، مصر، خوزستان، آرمینیہ، آذربائیجان فارس کرمان، خراسان اور مکران فتح ہو کر اسلامی سلطنت کا حصہ بنے، جس صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک رات کی عبادت کے عوض فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی تمام مذکورہ نیکیوں کو دینے کے لیے تیار ہیں، اس جانشینِ مصطفےٰ کی پوری زندگی کی عبادت کا کتنا ثواب ہوگا۔ اس کثرتِ عبادت کے باوجود صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی یہ عرض

Marfat.com

نہیں کی کہ میں آپ سے عبادت میں بڑھ گیا ہوں۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اعمال میں حضور علیہ السلام سے نہیں بڑھ سکتے تو اور کسی کا ذکر ہی کیا۔ لہٰذا قاسم نانوتوی کی یہ عبارت اس کے اجہل ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ کُنْتُ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ قَبْلَ خَلْقِ آدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِاَرْبَعَۃَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ۔ (سیرت حلبیہ صفحہ ۳۶ جلد ۱)

ترجمہ: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار (۱۴۰۰۰) سال پہلے اپنے رب کے حضور ایک نور تھا۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس عدد میں کم کی نفی ہے زیادتی کی نہیں، پس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شبہ نہ کیا جائے (نشر الطیب ص ۹)

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

یٰسٓ قَسَمٌ اَقْسَمَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ بِاَلْفَیْ عَامٍ یَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفےٰ ص۲ جلد ۱)

ترجمہ: یٰسٓ ایک قسم ہے جو اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے یاد فرمائی، کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک تو مرسلین میں سے ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک کی بارگاہ میں عرض کی، یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔

اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَاءِ قَالَ یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ (سیرت حلبیہ صفحہ ۳۷ جلد ۱)

ترجمہ: فرمایئے کہ اللہ تعالےٰ نے تمام اشیاء کی تخلیق سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا، آپ نے فرمایا بے شک اللہ تعالےٰ نے تمام اشیاء کی پیدائش سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

ان مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام، زمین و آسمان

Marfat.com

بلکہ اٹھارہ ہزار مخلوقات کی پیدائش سے پہلے اپنے محبوب کے نوری وجود کو اپنے ذاتی نور سے پیدا فرمایا۔
جب اللہ تعالےٰ نے عرش بریں کو پیدا فرمایا تو اس پر نور سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا، تو آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ ساقِ عرش پر شجرِ طوبیٰ کے پتوں پر، سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر، حوروں کے سینوں پر، فرشتوں کی دونوں آنکھوں کے درمیان غرضیکہ ہر جگہ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسم اللہ کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ رب کی بارگاہ میں عرض کی الٰہی یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ خدا تعالےٰ نے جواب ارشاد فرمایا کہ یہ تیرا وہ فرزند ہے کہ اگر یہ نہ ہوتا تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی، یا اللہ اس فرزند کے صدقے اس کے اس باپ پر رحم فرما اس پر خدا تعالےٰ نے فرمایا۔

یَا آدَمُ لَوْ تَشَفَّعْتَ اِلَیْنَا بِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ اَھْلِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَشَفَّعْنَاکَ (سیرت نبویہ ص۶ جلد ۱، جواہر البحار ص۲۰۵ جلد ۱)

ترجمہ: اے آدم! اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے تمام آسمان والوں اور تمام زمین والوں کی شفاعت کرتے تو ہم تمہاری شفاعت قبول فرماتے۔

آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند شیث علیہ السلام سے فرمایا اے میرے پیارے فرزند تو میرے بعد میرا خلیفہ ہے، خلافت میں تقویٰ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا جب تو اللہ کا ذکر کرے تو ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں بھی رطب اللسان رہنا اس لئے کہ میں نے اس وقت ان کا نام ساقِ عرش پر لکھا دیکھا جب کہ میں روح اور مٹی کی درمیانی منزل میں تھا، پھر میں نے آسمانوں کا طواف کیا، میں نے آسمانوں کی کوئی ایسی جگہ نہ دیکھی جہاں آپ کا نامِ مبارک تحریر نہ ہو۔ پھر خدا تعالےٰ نے مجھے جنت میں ٹھہرایا وہاں میں نے جنت کے محلات پر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا دیکھا، علاوہ ازیں حوروں کے سینوں پر فرشتوں کی دونوں آنکھوں کے درمیان درختِ طوبیٰ اور سدرہ کے پتوں پر اس نام اقدس کو لکھا دیکھا۔ اے میرے فرزند تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کثرت سے کر اس لیے کہ فرشتے اپنے اکثر اوقات میں آپ کا ذکر کرتے ہیں۔ (خصائص کبریٰ ص۹ جلد ۱)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کا ذکر کثرت سے کرنا سنتِ ملائکہ اور سنت حضرت شیث علیہ السلام ہے۔ ہم اہلِ سنت وجماعت محفل میلاد منعقد کر کے آپ کا ذکر خیر کر کے ملائکہ اور خدا کے پیغمبر حضرت شیث علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہیں، لیکن بعض لوگ

Marfat.com

ایسی ذکر کی محافل کے انعقاد سے تقریراً اور تحریراً روکتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے لکھا ہے۔

"پس ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔" (براہین قاطعہ ص ۱۵۲)

اس عبادت پر غور کیجیے کہ حضور علیہ السلام کی محفلِ میلاد کو کنھیا کی ولادت کے سانگ سے تشبیہ دی جا رہی ہے۔ اور ذکرِ مصطفیٰ کو روکنے کی ناکام کوشش کر کے عداوتِ مصطفیٰ کا اظہار کیا جا رہا ہے، ایسے لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی نالائق اولاد ہیں جو آپ کی وصیت سے سبق حاصل نہیں کرتے، بلکہ ذکرِ مصطفیٰ کی مجالس کو ناجائز قرار دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف کرتے ہیں۔ اور حضرت آدم علیہ السلام اپنے صاحبزادے کو خصوصیت کے ساتھ وصیت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ اس کے محبوب کا ذکر ضرور کرنا لہٰذا جو محفل میلاد یا ذکرِ مصطفیٰ کی دوسری محافل کے ناجائز و حرام ہونے کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ وہ اپنی حماقت، جہالت، عداوت، ضلالت اور شقاوت کا ثبوت دیتے ہیں۔ ایسے لوگ رسولِ اکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کہلانے کے حقدار نہیں ہے۔

ذکر روکے فضل کاٹے، نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی،

تقدمِ نبوت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے بارگاہِ نبوت میں عرض کی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ قَالَ وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: یارسول اللہ نبوت کے لیے آپ کس وقت نامزد ہوئے؟ فرمایا اس وقت جب کہ آدم علیہ السلام روح اور بدن کے درمیان تھے یعنی ابھی حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت مکمل طور پر نہ

Marfat.com

ہوئی تھی۔

اس حدیث کی شرح میں شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کنایت از سبق و تقدم است (اشعۃ اللمعات صفحہ ۴۷۴ جلد ۴) یعنی اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے سب سے پہلے صفت نبوت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

ترجمہ: خداوند تعالےٰ کے ہاں میں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں جب کہ آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی مٹی میں پڑے تھے یعنی آدم علیہ السلام کا پتلا بھی ابھی تیار نہ ہوا تھا۔

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ فرشتوں اور روحوں میں حضور علیہ السلام کے بدن سے پہلے ان کی نبوت کا اظہار فرمایا جیسے کہ وارد ہے کہ حضور علیہ السلام کا نام مبارک عرشِ الٰہی پر، آسمانوں پر، حوروں کے سینوں پر، جنت کے محلّات پر فرشتوں کے ابروں کے درمیان اور جنتی درخت طوبیٰ کے پتوں پر لکھا ہوا ہے، و بعضے از عرفا گفتہ اند کہ روح شریف وے صلی اللہ علیہ وسلم نبی بود در عالم ارواح کہ تربیت ارواح می کرد چنانچہ دریں عالم بہ جسد شریف مربّی اجساد بود۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ ۴۷۴ جلد ۴)

اور بعض عارفوں نے کہا ہے کہ حضور علیہ السلام کی روح مبارک عالم ارواح میں نبی تھی اور وہاں روحوں کی تربیت کرتی تھی، جیسے کہ دنیا میں آپ نے بہ نفسِ نفیس اجسام کی تربیت فرمائی۔

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی روح کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے صفت نبوت سے متصف ہونے کی خبر دی۔ (جواہر البحار ص ۱۱۱)

چنانچہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ یعنی میں اس وقت نبی تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کی درمیانی منازل طے فرما رہے تھے۔

حضرت جبیر بن مطعم فرماتے ہیں جب اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا اور آپ نے اپنی نبوت کا مکہ میں اعلان فرمایا تو میں ملک شام کی طرف گیا جب میں بصریٰ میں پہنچا تو میرے

Marfat.com

پاس نصرانیوں کی ایک جماعت آئی اور اس نے مجھ سے پوچھا کیا تو مکہ کا رہنے والا ہے، میں نے کہا ہاں، پھر ان عیسائیوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تو اس شخص کو جانتا ہے جس نے مکہ معظمہ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے میں نے جواب دیا ہاں، میں اس کو جانتا ہوں، پس انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک ایسے گرجا میں لے گئے جس میں بہت سی تصاویر تھیں، مجھ سے انہوں نے کہا کیا ان تصویروں میں تجھے اس نبی کی تصویر نظر آتی ہے میں نے دیکھ کر کہا ان میں تو اس کی تصویر نہیں ہے۔ پھر مجھے انہوں نے ایک ایسے گرجا میں داخل کیا جو پہلے سے بڑا تھا اور اس میں پہلے گرجا سے زیادہ تصاویر و تماثیل تھیں انہوں نے پوچھا کیا ان تصویروں میں تجھے اس نبی کی تصویر نظر آرہی ہے کہ ان کے پیچھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں، جنہوں نے امام الانبیاء کا دامن پکڑا ہوا ہے میں نے ان سے کہا ہاں میں نے نبی مکرم کی تصویر کو دیکھا ہے لیکن پہلے تم بتاؤ انہوں نے حبیب خدا کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا کیا اس نبی کی تصویر یہ نہیں ہے میں نے کہا ہاں یہی ہے۔ بعد ازاں انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان کو بھی پہچانتے ہو، میں نے کہا ہاں ان کو بھی پہچانتا ہوں اس پر ان نصرانیوں نے کہا قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّ هٰذَا صَاحِبُكُمْ وَاِنَّ هٰذَا الْخَلِيْفَةُ مِنْ بَعْدِهٖ۔

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ تمہارے پیغمبر ہیں اور یہ (صدیق اکبر) ان کے بعد خلیفہ ہیں۔ (دلائل النبوت ص۱۸، الریاض النضرہ ص۱۹۸ جلد ۱)

اس واقعہ سے جہاں تقدم نبوت نبی اوریٰ کا ثبوت ملتا ہے وہاں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ عیسائی اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ نبی آخر الزماں کے بعد ان کے خلیفہ حضرت ابوبکر ہوں گے ذرا ان لوگوں کو غور و فکر کرنا چاہیئے جو اپنے آپ کو مسلمان اور مومن کہلاتے ہیں لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کے منکر ہیں جن کی تقریروں اور تحریروں کا طول و عرض یہ ہے کہ کسی طرح اصحاب ثلاثہ کا رشتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقطع کر دیا جائے حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ایمان و اسلام ہو یا ہجرت و جہاد، جنگ ہو یا صلح دعوت تبلیغ ہو یا عمل و اطاعت اطمینان و سکینہ ہو یا انقباض و عسرت دکھ ہو یا سکھ، رحمت ہو یا زحمت، سفر ہو یا حضر اور دنیا ہو یا آخرت ہر جگہ حضور علیہ السلام کے صحابہ آپ کے ساتھ رہے خصوصاً حضرت صدیق اکبر،

ف میں نے غور سے دیکھا تو مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر ایسے حال میں نظر آئی

Marfat.com

فاروق اعظم، عثمان غنی اور حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اعلیٰحضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں۔

تیرے چاروں ہمدم ہیں یک جاں و یک دل
ابو بکر، فاروق، عثمان، علی ہے (حدائق بخشش)

ثابت ہوا کہ جو لوگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ کی خلافت کے منکر ہیں ان سے وہ عیسائی اچھے تھے جو یقین رکھتے تھے کہ نبی پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے خلیفہ برحق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔

میثاق میں اولیت

خدا تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (قرآن مجید)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی فاسق ہیں۔ (کنز الایمان)

آیت کریمہ میں اس عہد و پیمان کا ذکر ہے جو میثاق کے دن حضرات انبیاء سے لیا گیا تھا کہ اس عہد کا قصہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے ہندوستان کو لمبو پہاڑ پر

Marfat.com

پہاڑ پر بھیجے گئے اور حضرت حوا عرب میں جدہ میں اتاری گئیں تین سو برس کے بعد حضور علیہ السلام کے نام کی برکت سے توبہ قبول ہوئی پھر ان دونوں کی مقام عرفات پر ملاقات ہوئی پھر نعمان پہاڑ پر ان کی پشت سے ان کی ساری اولاد کی روحیں نکالیں اور ان روحوں سے تین طرح کے عہد لیے گئے ایک تو تمام مخلوق سے کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے عرض کی ہاں، دوسرا عہد علماء سے لیا گیا جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ (قرآن)

ترجمہ اور یاد کرو جب اللہ نے اہلِ کتاب سے عہد لیا کہ کتاب کو کھول کر بیان کرنا اور اس (کتاب) کو نہ چھپانا۔ (کنز الایمان)

تیسرا عہد انبیاء کرام سے لیا گیا جس کا ذکر زیر بحث آیت میں ہے اس عہد کا ذکر اس طرح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے گروہ انبیاء کرام سے اس روز ارشاد فرمایا تھا کہ اے گروہ انبیاء جب میں تم کو کتاب عطا فرماؤں تمہیں نعمۂ نبوت سے سرفرازی بخشوں پھر اسی حال میں جبکہ تمہاری نبوت کا آفتاب خوب چمک رہا ہو اور تمہارا کلمہ پڑھا جا رہا ہو تمہارے نام کے ڈنکے بج رہے ہوں، وہ آخری نبی دعائے خلیل، نوید مسیحا، ساری خلقت کا ہادی، عرش و فرش کا بادشاہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ گر ہو جائے تو تمہارا فرض ہوگا کہ تم مع اپنی اپنی امتوں کے اس محبوب آخر الزماں کے امتی بن جاؤ اس محبوب کے آتے ہی تمہارا دین منسوخ تمہاری کتاب منسوخ، تمہیں ان کا خدمت گار اور معاون بننا ہوگا، کہو کیا یہ تمہیں منظور ہے۔ تمام انبیاء نے بخوشی منظور کر لیا، اقرار کرنے پر بھی عہد ختم نہ فرمایا گیا۔ اچھا اس پر ایک دوسرے کے گواہ بن جاؤ پھر بھی بات ختم نہ ہوئی، فرمایا ہماری شاہی گواہی بھی اس میں شامل ہے۔ ہم بھی تمہارے اس اقرار پر گواہ ہیں۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس میں کیا راز ہے کہ اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا، تو گواہی وغیرہ کی کوئی پابندی نہ ہوئی سب نے فقط بلیٰ یعنی ہاں کہہ دیا بات ختم ہوئی مگر یہاں اقرار بھی کرایا اور گواہی بھی لی اور اس سارے واقعہ پر شاہی گواہی بھی، رب تعالیٰ کے علم میں تھا کہ کوئی بھی نبی آپ کا زمانہ نہ پائے گا پھر بھی یہ اقرار لیا کہ اگر یہ پیغمبر آجاتے تو ہم ان کے امتی بن جاتے کم از کم ہر نبی کا اس پر ایمان رہے نیز ان کی امتیں اس واقعہ کو سن کر اگر

Marfat.com

حضور علیہ السلام کا زمانہ پائیں تو ایمان لائیں شب معراج میں سارے انبیا رکرام نے اس اقرار نامے کو ثابت کر دیا کہ سب نے مقتدی بن کر بیت المقدس کی زمین میں امام الانبیاء کے پیچھے نماز ادا کی ۔

نمازِ اسرائی میں تھا یہی سرّ عیاں ہوں معنیٔ اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے !

تقدم اقرار ربوبیّت

خدا تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں :۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی ۔ (قرآنِ حکیم)

ترجمہ : اور جب نکالا تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو اور اقرار کرایا ان سے ان کی جانوں پر کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ، بولے کیوں نہیں ۔

اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل حضرت آدم علیہ السلام کی پشت پر اپنا ید قدرت پھیر کر ان کی تمام اولاد کی روحوں کو نکالا ان روحوں کو بولنے کی قوت دی گئی ان سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا اس عہد پر زمین و آسمان گواہ بنائے گئے ۔ عہد یہ تھا کہ خدا کے سوا کوئی رب نہیں ہے کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ میں تمہارے پاس پیغمبر بھیجوں گا تاکہ وہ تم کو عہد اور میثاق یاد دلائیں ، میں کتابیں بھیجوں گا تو روحوں نے کہا تیرے سوا ہمارا کوئی رب نہیں ، خدا کی اطاعت کا اقرار کیا ، حضرت آدم علیہ السلام ان کے سامنے لائے گئے حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ کوئی ان میں فقیر ہے اور کوئی غنی ، عرض کی ! یا اللہ تو نے سب کو برابر کیوں نہ بنایا ارشاد ہوا کہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ صابر کون ہے اور شاکر کون ، انبیاء کرام ان لوگوں میں روشن چراغ کی مثل تھے ۔ (تفسیر مظہری ص۴۲۸ تفسیر ابن کثیر پارہ ۹ ص۲۶۲)

اس عہد و پیمان میں سب سے پہلے حضور علیہ السلام کی روح مقدس نے رب تعالےٰ کی ربوبیت کا اقرار کیا ۔ (خصائص کبریٰ ص۸ جلد ۱)

اِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَنْ قَالَ بَلٰی یَوْمَ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (جواہر البحار ص۲۲)

Marfat.com

ترجمہ :۔ روز اوّل الست بربکم کے جواب میں سب سے پہلے آپ نے رب تعالےٰ کی ربوبیت کا اقرار کیا۔

اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوَّلُ مَنْ اُخِذَ عَلَيْهِ الْمِيْثَاقُ يَوْمَ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ وَاِنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ قَالَ بَلٰى ۔ (سیرتِ حلبیہ صفحہ ۳۳ جلد ۳)

ترجمہ : آپ سب سے پہلے ہیں جن پر الست بربکم کے دن عہد لیا گیا اور آپ نے سب سے پہلے رب تعالےٰ کی ربوبیت کا اقرار کیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں ۔

هَبَطَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ لَكَ اِنْ كُنْتُ اتَّخَذْتُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا فَقَدِ اتَّخَذْتُكَ حَبِيْبًا وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَكْرَمَ عَلَيَّ مِنْكَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَاَهْلَهَا لِاُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِيْ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا (سیرت نبویہ صہ جواہر البحار صفحہ ۲۱۹ جلد ۱)

ترجمہ : حضرت جبریل علیہ السلام نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے، عرض کی آپ کا رب آپ سے ارشاد فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو تجھے میں نے حبیب کے مرتبے پر فائز کیا اور میں نے اپنے نزدیک تجھ سے زیادہ مکرم کسی کو پیدا نہیں کیا اور میں نے دنیا اور اہلِ دنیا کو اس لئے پیدا کیا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ تیری میرے نزدیک کیا قدر و منزلت ہے اور اگر تو نہ ہوتا تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ :۔

آمِنْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُرْ اُمَّتَكَ اَنْ يُؤْمِنُوْا بِهٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ آدَمَ وَلَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَى الْمَاءِ فَاضْطَرَبَ فَكَتَبْتُ عَلَيْهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَسَكَنَ ۔ (سیرتِ نبویہ ہے فتاوی حدیثیہ ص ۱۳۷)

ترجمہ : محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا اور اپنی امت سے بھی کہو کہ وہ بھی ان پر ایمان لائیں اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں آدم، جنت اور دوزخ کو پیدا نہ کرتا اور میں نے عرش کو پانی پر پیدا فرمایا تو اس میں اضطراب پیدا ہوا میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دیا ۔

Marfat.com

تو وہ ساکن ہو گیا۔

ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں، عرشِ معلیٰ کے گھیرے میں ہیں، زمین و آسمان میں پیدا ہونیوالی ہر چیز کا عرشِ معلیٰ نے احاطہ کیا ہوا ہے اس کے ضمن میں فرشتے بھی ہیں، انسانات، جنات، حیوانات، معدنیات، نباتات، جمادات، مفردات۔ مرکبات اور عناصر اربعہ سے ترکیب پانیوالی اشیاء بھی ہیں۔ تو جب عرشِ معلیٰ جس نے تمام اشیاء کا احاطہ کیا ہوا ہے کی بیقراری اور بے تابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی برکت کے بغیر دور نہیں ہو سکتی تو وہ چیزیں جو ہر وقت عرش کے احاطے میں ہیں ان کی بیقراری اور بے تابی آپ کے نام کے بغیر کس طرح دور ہو سکتی ہے، لہٰذا بے قرار انسان کو چاہیئے کہ وہ رسولِ پاک علیہ السلام کے نام مبارک کا خوب ورد کرے تاکہ بے قراری کے مرض کے دکھ سے نجات پا کر چین و سکون حاصل کرے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ اِذْ نَادَيْنَا ہُ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو جنابِ احدیت سے الواح عنایت ہوئیں آپ بہت خوش ہوئے اور جنابِ باری میں عرض کی، الٰہی تو نے مجھے ایسی کرامت کے ساتھ سرفراز فرمایا کہ مجھ سے پہلے کسی کو اس کے ساتھ مکرم نہ کیا ارشاد ہوا اے موسیٰ (علیہ السلام) چونکہ ہم نے تیرے قلب کو اپنے سب نبیوں سے زیادہ متواضع پایا، لہٰذا کلام اور رسالت سے مکرم فرمایا۔

فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ وَمُتْ عَلَى التَّوْحِيْدِ وَحُبِّ مُحَمَّدٍ

یعنی جو کچھ میں تجھے دوں اسے لے لے اور شکر گزاروں میں سے ہو جا اور آخری دم تک توحید اور حبِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم رہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی، خداوندا محمد کون ہے جس کی محبت تیری توحید سے مقرون ہے۔ ارشاد ہوا محمد وہ ہے کہ جس کا نامِ نامی دو ہزار سال قبل از پیدائش زمین و آسمان ساق عرش پر لکھا اگر تو مجھ سے تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو ان پر بکثرت درود بھیجا کر، موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کی! الٰہی مجھے محمد سے آگاہ کر دے کہ وہ کون ہے۔ جس کے بغیر میں تیرا قرب حاصل نہیں کر سکتا، خطاب آیا:

لَوْلَا مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُہٗ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَلَا الشَّمْسَ وَلَا الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلَ وَلَا النَّهَارَ وَلَا مَلَكًا مُقَرَّبًا وَلَا نَبِيًّا مُرْسَلًا وَلَا اِيَّاكَ۔

86867

Marfat.com

ترجمہ: اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت نہ ہوتی تو میں نہ جنت و دوزخ کو پیدا کرتا نہ سورج اور چاند کو نہ دن اور رات کو نہ کسی مقرب فرشتے اور نہ نبی و مرسل کو اور نہ ہی تجھے پیدا کرتا۔

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایتِ اولیٰ تمہیں تو ہو
تو نہ ہوتا تو نہ ہوتا دو جہاں کا انتظام
تو زمیں کا نور ہے تو آسماں کا نور ہے!

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ آدَمَ وَجَمِیْعَ الْمَخْلُوْقَاتِ خُلِقُوْا لِاَجْلِہٖ (جواہر البحار صلا جلد ۲)

ترجمہ: بیشک حضرت آدم علیہ السلام اور تمام مخلوقات آپ ہی کے لیے پیدا کی گئی۔

معلوم ہوا کہ دنیا میں پیغمبروں اور رسولوں کا مبعوث ہونا، اولیا کرام، غوث، قطب اوتاد اور ابدال کا ہونا، زمین اور اس کی سرسبز و شاداب وادیوں کی رونق، یہ فلک بوس پہاڑوں کا وجود، دریاؤں کی روانی، ہواؤں کی تیزی، سمندروں کا عمق، آسمان کا افق، موتی کی دمک، پھول کی مہک، بلبل کی چہک، ستاروں کی چمک، چاند کی دلربا چاندنی، آفتاب کی ہفت رنگ کرنیں، جن و انسان، حور و غلمان، جنت و رضوان یہ دونوں جہان صرف اور صرف اس لیے معرض وجود میں آئے۔ کہ

ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے۔

حضور علیہ السلام کا ذکر آدم علیہ السلام کے عہد میں اذان میں ہوتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! آدم علیہ السلام ہند میں اتارے گئے ان کو وحشت ہوئی، جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے یوں اذان کہی، اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ دو بار کہا، اشہد ان محمد رسول اللہ دو بار، آدم علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ جبریل امین نے کہا یہ آپ کی اولاد میں آخری نبی ہیں۔ (خصائص کبریٰ ص۱۲ فتاویٰ حدیثیہ ص۱۵۶)

Marfat.com

کتبِ سابقہ میں آپ کا اور آپکی اُمت کا ذکرِ خیر

اللہ تعالےٰ نے آسمان سے چار کتابیں نازل کی ہیں، زبور حضرت داوٗد علیہ السلام پر، تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور آخری کتاب قرآن مجید آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، ان تمام کتابوں میں امام الانبیاء اور ان کے غلاموں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے زبور میں حضرت داوٗد علیہ السلام پر وحی کی کہ اے داوٗد تیرے بعد ایک نبی ہوگا جس کا نام احمد اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا. میں اس سے کبھی ناراض نہ ہوں گا، اور میں نے اس کے سبب اس کے اگلے پچھلے لوگوں کے گناہوں کو معاف کر دیا، اور اس کی امت پر میری رحمت ہوگی، میں اس کی امت کو نوافل پڑھنے کا ثواب نبیوں کی مثل دوں گا، اور میں ان پر وہ عبادت فرض کروں گا جو انبیاء کرام پر فرض کی حتیٰ کہ قیامت کے دن وہ اس حال میں آئیں گے. کہ ان کا نور انبیاء کے نور کی مثل ہوگا، اور یہ اس لئے کہ میں نے ہر نماز کے وقت طہارت ان پر فرض کر دی ہے. جیسے کہ ان سے پہلے نبیوں پر فرض کی تھی اور میں نے ان کو غسلِ جنابت کا حکم دیا، اے داوٗد (علیہ السلام) میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کو تمام امم سابقہ پر فضیلت دی اور میں نے ان کو چھ خصائل عطا کئے جو پہلے کسی امت کو عطا نہ ہوئے. میں خطا اور نسیان پر ان کی پکڑ نہ کروں گا اور اس گناہ پر جو قصداً کیا گیا ہو، مجھ سے معفرت چاہیں گے تو میں معاف کر دوں گا. اور اپنی آخرت کے لئے جو نیکی خوشی سے آگے بھیجیں گے، میں اس نیکی کو کئی گنا زیادہ کروں گا اور ان میں سے جو مصائب پر صبر کا مظاہرہ کریں گے اور استرجاع کریں گے، ان پر رحمت ہوگی، ان کو جنت کا راستہ دکھاؤں گا. اگر وہ مجھ سے دُعا کریں گے تو میں قبول کر لوں گا اور اس قبولیت کی تین صورتیں ہوں گی یا تو جو مانگیں گے فوراً عطا ہوگا

Marfat.com

یا اس دُعا کے بدلے آنے والی مصیبت ٹال دوں گا، یا اس دُعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ کر دوں گا۔ اور اے داؤد امت محمدیہ میں سے جو صدق دل سے میری توحید کی گواہی دے گا، وہ میری جنت میں میرے ساتھ ہوگا، اور وہ میرے انعامات کا مستحق ہوگا اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی احادیث اور میری کتاب کو جھٹلایا اُسے قبر میں سخت عذاب دوں گا اور فرشتے اس کو ماریں گے پھر میں اس کو جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں داخل کر دوں گا۔ (روح المعانی صفحہ ۸۰/۹)

اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

ذَالِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ.

ترجمہ: یہ ان کی صفت تورات میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

اَلَّذِيْ يَجِدُوْنَ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ.

ترجمہ، جس کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

مسندِ احمد میں ہے کہ ایک بدوی نے بیان کیا کہ میں نے نبی پاک کے زمانے میں مدینے میں دودھ بیچنے گیا، فروخت سے فراغت کے بعد میرے دل میں حضور علیہ السلام کی باتیں سننے کا شوق پیدا ہوا، چنانچہ میں آپ سے ملنے گیا، میں نے دیکھا کہ آپ ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے ساتھ جا رہے ہیں، میں بھی پیچھے ہو لیا یہ تینوں ایک یہودی کے گھر پہنچے جو تورات کا عالم تھا۔ اس کا لڑکا قریب المرگ تھا وہ اس کے پاس تعزیت نفس کی خاطر تورات پڑھ رہا تھا، آپ نے اس یہودی سے دریافت کیا کہ تمہیں تورات دینے والے کی قسم سچ بتاؤ اس میں میرا ذکر اور میری بعثت کی خبر ہے یا نہیں اس نے کہا نہیں اس پر قریب المرگ نوجوان نے کہا! تورات نازل کرنے والے کی قسم ہم اپنی کتابوں میں آپ کی صفت اور بعثت کی خبر پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں جب وہ مرگیا تو آپ نے کہا کہ یہ مسلمان ہے یہودیوں کو یہاں سے ہٹا دو پھر آپ نے اس کے کفن اور نماز کا انتظام کیا۔

(ابن کثیر پ۹ صفحہ ۲۹، مظہری صفحہ ۱۶/۴)

حضرت عطاء بن یسار عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملے اور کہا کہ

Marfat.com

آپ مجھ سے امام الانبیاء کی وہ صفات جو تورات میں ذکر ہیں بیان فرمائیں۔ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تورات میں اپنی بعض ان صفات سے موصوف ہیں جو قرآن میں بھی ہیں۔ مثلاً

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّیِّیْنَ اَنْتَ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ سَمَّیْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَیْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِیْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَدْفَعُ بِالسَّیِّئَةِ السَّیِّئَةَ وَلٰكِنْ یَعْفُوْ وَیَغْفِرُ وَلَنْ یَقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰی یُقِیْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَیَفْتَحُ بِهَا اَعْیُنًا عُمْیًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا (بخاری شریف صفحہ ۱۴۱ جلد ۲)

ترجمہ: اے نبی ہم نے تجھے اس حال میں بھیجا کہ تو گواہ ہے اور بشارت دینے والا ہے اور ڈرانے والا ہے۔ اور ان پڑھوں کے واسطے پناہ ہے تو میرا بندہ اور رسول ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا وہ نبی بدخلق نہیں، سخت مزاج نہیں بازاروں میں شور وغل کرنے والے نہیں، برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا۔ لیکن برائی کرنیوالے سے عفو اور درگزر کرے گا اور اللہ تعالے اس کو وفات نہ دے گا جب تک کہ اس کے سبب ملت کج کو سیدھا نہ کر دے گا اور وہ لوگ لا الہ الا اللہ کہیں گے اور اللہ تعالے اس کے سبب سے نابینا آنکھوں کو کھول دے گا اور بہرے کانوں کو کھول دے گا اور دلوں سے غفلت کے پردے دور فرما دے گا۔

حضرت سہل رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں:۔

قَرَاْتُ فِی الْاِنْجِیْلِ نَعْتَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّهُ لَا قَصِیْرٌ وَّلَا طَوِیْلٌ اَبْیَضُ ذُوْ ضَفِیْرَتَیْنِ بَیْنَ كَتِفَیْهِ خَاتَمٌ لَا یَقْبَلُ الصَّدَقَةَ وَیَرْكَبُ الْحِمَارَ وَالْبَعِیْرَ وَیَحْلِبُ الشَّاةَ وَیَلْبَسُ قَمِیْصًا مَّرْقُوْعًا وَّمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ بَرِیٌّ مِّنَ الْكِبْرِ وَهُوَ یَفْعَلُ ذٰلِكَ وَهُوَ مِنْ ذُرِّیَّةِ اِسْمَاعِیْلَ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: میں نے انجیل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف پڑھی کہ نہ پست قد ہوں گے اور نہ لمبے قد والے، وہ گورے رنگ والے ہوں گے، اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر ہوگی، وہ صدقہ کو قبول نہ کرے گا، دراز گوش اور اونٹ کی سواری کرے گا، بکری کا دودھ دوہیگا اور پیوندلگی قمیص پہنے گا اور جس نے ایسا لباس پہنا وہ غرور سے بچ گیا اور وہ ایسا ہی کرے گا اور وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوگا اس کا نام احمد ہوگا۔

Marfat.com

شیاطین آسمانوں سے روک دیئے گئے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں جب سید الاولین والآخرین مبعوث ہوئے جنات شیاطین کو نہایت زجر و توبیخ کی گئی اور ان پر آگ کے شعلے برسائے گئے، انہیں آسمانوں کے قریب پہنچنے سے روکا گیا، قبل ازیں جنوں اور شیطانوں نے آسمان کے قریب اپنے ٹھکانے بنا رکھے تھے، ان ٹھکانوں پر پہنچ کر آسمانی باتیں فرشتوں سے سن کر ان میں بہت سا جھوٹ ملا کر کاہنوں سے بیان کرتے تھے اور وہی باتیں کاہن لوگوں کو بتایا کرتے تھے اس طرح بعض نہ ہونیوالی باتوں کا زمین پر چرچا ہو جاتا، لیکن حضور علیہ السلام کی بعثت پر تمام جنات روکے گئے، پھر کیا کسی کی مجال تھی کہ آسمان کی طرف منہ کرتا اگر کوئی چلا بھی گیا تو آسمان سے اس پر شعلے مارے گئے ایک دن تمام شیاطین اور جنات ابلیس کے پاس اکھٹے ہوئے اور اس سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ اب ہم آسمان پر نہیں جا سکتے، ابلیس نے کہا شاید زمین پر کوئی نیا امر ظاہر ہوا ہے تم تمام روئے زمین کی ایک ایک بستی سے ایک ایک مٹھی خاک میرے پاس لاؤ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اس نے تمام خاک کو سونگھا جب مکہ معظمہ کی خاک کو سونگھا تو کہنے لگا کہ اس زمین میں شاید نبی مبعوث ہو کر آیا ہے۔ (دلائل النبوت صد ۱۸، جواہر البحار صد ۱۲)

آپ کا شق صدر ہوا

خدا تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔

سینہ کشادہ کرنے کے چند معنی مفسرین نے لکھے ہیں جن میں سے ایک معنی یہ کہ آپ کا

Marfat.com

سینہ چاک کیا۔ آپ کا شق صدر تین مرتبہ ہوا، ایک مرتبہ حضرت حلیمہ کے ہاں، دوسری مرتبہ بعثت کے وقت اور تیسری مرتبہ شب معراج۔ بعض نے چار مرتبہ کا قول بھی کیا ہے۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ فرشتوں نے حضور علیہ السلام کا سینہ اقدس اوپر سے نیچے تک چاک کیا اور قلب مبارک باہر نکالا پھر اسے شگاف دیا اور اس سے خون کا ایک لوتھڑا نکال کر باہر پھینک دیا۔

اس حدیث کو لکھنے کے بعد غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں بیہقیٔ وقت ضیغم اسلام فقیہہ شہیر محدثِ کبیر شیخ التفسیر حضرت علامہ مولانا احمد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں کہ شق صدر میں بے شمار حکمتیں مضمر ہیں جن میں ایک حکمت یہ ہے کہ قلب اطہر میں ایسی قوت قدسیہ بالفعل ہو جائے جس سے آسمانوں پر تشریف لے جانے اور عالم سموٰت کا مشاہدہ کرنے بالخصوص دیدارِ الٰہی سے مشرّف ہونے میں کوئی دقت اور دشواری پیش نہ آئے۔

علاوہ ازیں دوسری حکمت یہ بھی ہے کہ خدا تعالےٰ جانتا تھا کہ چودھوی صدی میں کچھ نالائق اور ننگ ملتِ اسلامیہ ایسے پیدا ہوں گے جو اپنی نام کی تقویت الایمان جو حقیقت میں تفویت الایمان ہے میں لکھیں گے کہ نبی معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل چکا ہے۔

چنانچہ امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی نے مذکورہ کتاب کے ص۵۹ پر حضور علیہ السلام پر ایک بہتان عظیم باندھا کہ گویا حضور علیہ السلام نے فرمایا یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔

اس عبارت پر غور کر دیہ اسماعیل کی دریدہ دہنی اور ذہنی خباثت کا نچوڑ ہے۔

چنانچہ مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کا نقشہ کھینچا اور فرمایا: ؎

نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری
خاک منہ میں تیرے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
مٹ گیا دین ملی خاک میں عزت تیری

اس عبارت میں حضور علیہ السلام کی حیات برزخ کا انکار کیا گیا ہے۔ حضور علیہ السلام کا

Marfat.com

شق صدر فرما کر خدا تعالیٰ نے ایسے لوگوں کا رد فرمایا اور حضور علیہ السلام کی حیات بعد الموت پر ایک زبردست دلیل قائم فرما دی وہ اس طرح کہ عادۃً بغیر روح کے جسم میں حیات نہیں ہوتی، لیکن انبیاء علیہم السلام کے اجسام قبض روح کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں، چوں کہ روح کا مرکز انسان کا دل ہے لہٰذا جب کسی انسان کا دل اس کے سینے سے باہر نکال دیا جائے تو وہ زندہ نہیں رہتا لیکن رسولِ پاک کا قلب انور سینے سے باہر نکالا گیا پھر اسے شگاف دیا گیا اور وہ منجمد خون کا لوتھڑا جو جسمانی اعتبار سے دل کے لئے ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے صاف کر دیا گیا اس کے باوجود بھی آپ بدستور زندہ رہے جو اس امر کی روشن دلیل ہے کہ قبض روح مبارک کے بعد بھی حضور زندہ ہیں کیوں کہ جس کا دل بدن سے باہر ہوا اور وہ پھر بھی زندہ رہے اگر اس کی روح قبض ہو کر باہر آجائے تو وہ کب مردہ ہو سکتا ہے۔

؎ کون کہتا ہے کہ مرکر مل گئے مٹی میں آپ
ہو پسِ پردہ بھی ہر سو جلوہ گر یا مصطفیٰ
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

شق صدر میں تیسری حکمت یہ تھی کہ حضور السلام کی نورانیت ثابت کی جائے وہ اس طرح کہ شق صدر کے وقت کسی آلے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی اور نہ ہی خون بہا، چنانچہ سید عبد العزیز دباغ مصری فرماتے ہیں:- وَالشَّقُّ وَقَعَ مِنْ غَيْرِ آلَةٍ وَمِنْ غَيْرِ دَمٍ (الابریز ص۱۹۸ جواہر البحار ص۲۵۹ ج۲)

ترجمہ :- اور شق صدر کسی آلے کے بغیر وقوع پذیر ہوا اور خون بھی نہ بہا۔

اور علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَلَمْ يَكُنِ الشَّقُّ بِآلَةٍ وَلَمْ يَسِلِ الدَّمُ (تفسیر روح البیان ص۱۰۶ جلد ۵)

ترجمہ: شق صدر کسی آلہ سے نہ ہوا اور نہ اس شگاف سے خون بہا۔

آپ کا شق صدر ہونا اور اس میں کسی آلے کی ضرورت محسوس نہ ہونا اور خون کا نہ بہنا اس بات کی دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو نور سے مخلوق فرما کر مقدس اور پاکیزہ بشریت کے لباس میں مبعوث فرمایا کیوں کہ بشریت نہ ہوتی تو شق صدر کیسے ہوتا اور نورانیت نہ ہوتی تو آلہ بھی درکار

Marfat.com

ہوتا اور خون بھی ضرور بہتا، جب کبھی خون بہا (جیسے غزوۂ اُحد میں)، تو وہاں احوالِ بشریہ کا غلبہ تھا۔ اور جب خون نہ بہا (جیسے لیلۃ القدر شق صدر میں)، تو وہاں نورانیت غالب تھی۔ (معراج النبی ص۲۴)

آپ عقل میں تمام لوگوں سے زیادہ ہیں

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اکہتر کتابوں میں لکھا دیکھا کہ

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يُعْطِ جَمِيْعَ النَّاسِ مِنْ بَدْءِ الدُّنْيَا إِلٰى اِنْتِهَائِهَا مِنَ الْعَقْلِ فِيْ جَنْبِ عَقْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا كَحَبَّةٍ بَيْنَ رِمَالِ الدُّنْيَا۔

(سیرۃ حلبیہ ص۳۸۱ ج۳، شفا ص۴۲ ج۱، جواہر البحار ص۸۶ ج۲، مدارج النبوت ص۴۴ ج۱، خصائص کبریٰ ص۱۶۵ ج۱)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ابتدا سے لے کر انتہا تک تمام انسانوں کو حضور علیہ السلام کے مقابلے میں صرف اتنی عقل دی ہے جتنا کہ ایک دانہ تمام دنیا کی ریت کے سامنے۔

علامہ علی بن برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ

كَانَ اَرْجَحَ النَّاسِ عَقْلًا وَالْعَقْلُ مِائَةُ جُزْءٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجُزْءٌ فِيْ سَائِرِ النَّاسِ۔ (انسان العیون فی سیرت الامین والمامون ص۳۸۱ ج۲)

ترجمہ: حضور علیہ السلام عقل میں تمام لوگوں سے زیادہ تھے اور عقل کے سو حصے ہیں ننانوے حصے صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ایک حصہ تمام لوگوں میں۔

سرورِ کائنات کو کل حسن دیا گیا۔

حضور علیہ السلام کو کل حسن دیا گیا اور یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک حصہ ملا۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ

وَنَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُوْتِيَ مِنَ الْجَمَالِ مَا لَمْ يُؤْتَهُ اَحَدٌ وَلَمْ يُؤْتَ

Marfat.com

يُوْسُفُ اِلَّا شَطْرَ الْحُسْنِ وَ اُوْتِيَ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْعَهٗ۔

ترجمہ: اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ حسن وجمال عطا ہوا جو کسی کو نہ ملا، یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک حصہ ملا اور ہمارے نبی کو اس حسن کا کل عطا ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

لَمْ يَقُمْ مَعَ شَمْسٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ السِّرَاجِ۔ (سیرت حلبیہ صفحہ ۳۷ جلد ۳)

ترجمہ: حضور علیہ السلام سورج کے سامنے کبھی کھڑے نہیں ہوئے مگر حضور علیہ السلام کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہو جاتی تھی، اسی طرح چراغ کے سامنے بھی حضور کبھی کھڑے نہیں ہوئے مگر چراغ کی روشنی پر بھی حضور علیہ السلام کی روشنی غالب رہتی تھی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ۔

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو حسین وجمیل نہ دیکھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب آپ کے چہرے پر سیر کر رہا ہے۔ (جواہر البحار ص۵ ج۲، سیرت حلبیہ ص۳۷ ج۳)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کے حسن وجمال کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

يَتَلَاْلَاُ وَجْهُهٗ تَلَاْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ (جواہر البحار صفحہ ۵ جلد ۲)

ترجمہ: آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں۔

مَا كُنَّا نَحْتَاجُ اِلَى السِّرَاجِ مِنْ يَّوْمِ اَخَذْنَاهُ لِاَنَّ نُوْرَ وَجْهِهٖ كَانَ اَنْوَرَ مِنَ السِّرَاجِ فَاِذَا احْتَجْنَا اِلَى السِّرَاجِ فِيْ مَكَانٍ جِئْنَا بِهٖ فَتَنَوَّرَتِ الْاَمْكِنَةُ بِبَرَكَتِهٖ۔

ترجمہ: جب سے سرور کونین ہمارے ہاں جلوہ فگن ہوئے ہیں، ہمیں چراغ کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی، کیوں کہ ان کا چہرہ چراغ سے زیادہ روشن تھا جب مکان کے کسی حصے میں ہمیں چراغ کی ضرورت محسوس ہوتی، ہم آپ کو وہاں لے جاتے آپ کی برکت سے وہ جگہ بقعہ نور بن جاتی۔

Marfat.com

(تفسیر مظہری صفحہ ۵۱۴ جلد ۶) ؎

دیئے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت
عجب روشنی تونے پائی حلیمہ رضی اللہ عنہا

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ: لَمْ یَظْهَرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ لَوْ ظَهَرَ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهٖ لَمَا اَطَاقَتْ اَعْیُنُنَا رُؤْیَتَهٗ۔ (جواہر البحار صفحہ ۵ جلد ۲)

ترجمہ: حضور علیہ السلام کا سارا حسن و جمال ہمارے لیے ظاہر نہ ہوا اگر سارا حسن ظاہر ہو جاتا ہماری آنکھیں آپ کا دیدار نہ کر پاتیں۔

؎ اِک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو!

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضور علیہ السلام کا نورانی چہرہ حلیمہ سعدیہ کے تاریک گھر کو منور کر دیتا تھا اور اتنا نور آپ کے چہرے پر تھا کہ اس نور کی روشنی آفتاب کی روشنی پر غالب آجاتی اور آپ کا سایہ پیدا نہ کر سکتی تھیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ نبی پاک میرے گھر میں رات کو نماز پڑھتے، چراغ نہ ہونے کی بنا پر اندھیرا ہوتا تھا۔

علمائے ربانیین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس حدیث سے نور مبارک کے ظہور کی نفی ہے نور اقدس کے وجود کی نفی ہرگز نہیں ہوتی، اس حدیث میں نور اقدس کے عدم ظہور سے یہ مسئلہ ثابت ہو گیا کہ اگر نمازی پوری طرح مطمئن ہے تو اندھیرے میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر یہاں پر حضور کے نور کا ظہور ہو جاتا تو تاریکی میں نماز پڑھنے کا جواز کیسے ثابت ہوتا۔ جہاں حضور علیہ السلام کی موجودگی کے باوجود تاریکی ہو وہاں حضور سرور کونین کے نور کا عدم ظہور ہوگا۔ جب کبھی آپ کے نور کا ظہور ہوا تو کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یُضِیْءُ الْبَیْتَ الْمُظْلِمَ مِنْ نُوْرِهٖ۔ یعنی حضور علیہ السلام تاریک گھر کو روشن فرما دیتے تھے۔

؎ شش جہت روشن ز تابِ روئے تو
ترک و تاجیک و عرب ہندوئے تو

Marfat.com

رسولِ مکرّم نے جبریلِ امین کو اصلی صورت میں دیکھا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین سے فرمایا کہ اے جبریل میں تجھے اس اصلی صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں جس شکل میں تو آسمان پر ہوتا ہے۔ عرض کی کیا آپ برداشت کرسکیں گے، آپ نے فرمایا ہاں جبریل نے عرض کی وہ صورت میں کس جگہ اختیار کروں، آپ نے فرمایا ابطح میں۔ جبریل نے کہا میں وہاں نہیں سما سکتا آپ نے فرمایا تو پھر منیٰ میں، عرض کی وہاں بھی نہیں سما سکتا۔ آپ نے فرمایا میدان عرفات میں عرض کی گئی وہاں بھی نہیں سما سکتا، آخر حضور علیہ السلام نے فرمایا حراء کے پاس، جبریل نے عرض کی ہاں حراء کی بنیادیں اس امر کی متحمل ہوسکتی ہیں کہ میں وہاں اپنی آسمانی صورت میں ظاہر ہوسکوں چنانچہ حضور علیہ السلام حراء کے پاس گئے تو آپ نے جبریل امین کو دیکھا کہ مشرق ومغرب کا درمیانی حصّہ اس کے وجود سے بھرا ہوا ہے اس کا سر آسمان میں اور قدم زمین پر ہیں۔

(تفسیر مظہری صفحہ ۲۱۰ جلد ۱۰)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اس اثناء میں کہ میں چلا جارہا تھا میں نے آسمان سے ایک آواز سُنی میں نے اپنے سر کو اٹھا کر دیکھا تو مجھے وہی فرشتہ نظر آیا جو حراء میں میرے پاس آیا تھا وہ زمین وآسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اسے دیکھ کر مرعوب ہوگیا میں وہاں سے واپس ہوا۔ پس میں نے گھر آکر کہا مجھے چادر اڑھا دو اس پر یہ آیت نازل ہوئی: یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ (بخاری شریف صہ)

اس حدیث کی شرح میں علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

لَمْ یَرَهُ النَّبِیُّ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ صُوْرَتِهِ الَّتِیْ خُلِقَ عَلَیْهَا غَیْرَ مَرَّتَیْنِ۔

ترجمہ: نبی علیہ السلام نے نہیں دیکھا جبریل امین کو اس صورت پر جس پر کہ وہ پیدا کیا گیا ہے۔ مگر دو مرتبہ۔ (عمدۃ القاری صہ ۲۹۱ ج ۱)

Marfat.com

جبریل امین حضور علیہ السلام کے پاس تشریف لاتے تو حضرت وحیہ کلبی صحابیِ رسول کی شکل اختیار کر کے آتے اور اسی طرح جب دوسرے نبیوں اور رسولوں کے پاس آتے تو کسی نہ کسی انسان کی شکل میں آتے تھے، کسی پیغمبر کے پاس اصل شکل میں نہیں آئے اور نہ ہی کسی نبی نے ان کو آسمانی شکل میں دیکھا یہ صرف سرکارِ دو عالم ہی کی خصوصیت ہے۔ کہ آپ نے اس نوریوں کے سردار کو دو مرتبہ اصلی شکل میں دیکھا۔ ویسے جبریل امین آپ کے پاس چوبیس ہزار مرتبہ تشریف لائے اور کیوں آئے اس کی وجہ مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھی ہے۔ کہ ؎

بے لقائے یار ان کو چین آ جاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

(ذوقِ نعت)

حضور علیہ السلام کے والدین زندہ ہو کر آپ پر ایمان لائے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حج کرایا اور مجھے عقبۃ الحجون کے پاس ایسے حال میں لے گئے کہ آپ رو رہے تھے اندوہ گیں اور غمناک تھے پھر ایسے حال میں پلٹ آئے کہ آپ تبسم فرما رہے تھے اور خوش تھے میں نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر گیا اور میں نے یہ چاہا کہ خدا تعالیٰ ان کو زندہ فرما دے، چنانچہ خدا تعالیٰ نے ان کو زندہ فرمایا وہ مجھ پر ایمان لائیں۔ پھر خدا نے ان کو دوبارہ موت کی نیند سلا دیا۔

(خصائص کبریٰ صفحہ ۲۰۲ جلد ۲)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَحْیَاھُمَا فَاٰمَنَا بِہٖ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ دونوں آپ پر ایمان لائے۔ (جواہر البحار صفحہ ۸ ج ۲)

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں :۔

قَدْ وَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَحْیَا اَبَوَیْہِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰی آمَنَا بِہٖ ۔ یعنی حدیث پاک میں آیا ہے کہ خدا تعالےٰ نے آپ کے والدین کو زندہ فرمایا حتیٰ کہ وہ دونوں آپ پر ایمان لائے ۔

(الیواقیت والجواہر صہ ۵۷ ج ۲)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی مصلحت سے روانہ فرمایا جب حضرت علی المرتضیٰ واپس آئے تو آپ نے فرمایا اے علی ! کیا تمہیں معلوم ہے کل خدا نے مجھے کس کرامت سے مخصوص فرمایا، انہوں نے جواب دیا یا رسول اللہ میں نے نہیں سنا فرمایا کل میں نے مجلس کی اور اپنے ماں باپ کے لیے مغفرت کی دُعا کی، خدا تعالےٰ نے ارشاد فرمایا جو میری وحدانیت اور تیری نبوت پر ایمان نہیں لاتا اور بتوں کو باطل نہیں کہتا اس کو بہشت میں داخل نہ کروں گا۔ تم فلاں گھاٹی پر جاؤ اپنے ماں باپ کو آواز دو وہ زندہ ہو کر تمہارے سامنے آئیں گے تم ان کو اسلام کی دعوت دینا وہ تم پر ایمان لائیں گے، چنانچہ میں نے ایک بلندی پر جاکر آواز دی۔ اے ماں باپ وہ زمین سے زندہ ہو کر باہر نکلے اور مجھ پر ایمان لائے اور انہوں نے عذاب سے نجات پائی ۔ (اخبار الاخیار صہ ۲۸۷)

خدا تعالےٰ جل جلالہٗ نے نبی پاک کی حفاظت کا ذمہ خود لیا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی حفاظت کیا کرتے تھے جب اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اور اللہ تعالےٰ تجھے لوگوں سے بچائے گا تو آپ نے حفاظت کرنے والے صحابہ سے فرمایا کہ تم چلے جاؤ اب میرے اللہ نے میری حفاظت کا وعدہ کر لیا ہے ۔ (شفا شریف صہ ۲۲۸ جلد ۱)

جب سورۃ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی ام جمیل ایک بڑا پتھر لے کر حضور علیہ السلام کو مارنے کے لیے آئی، آپ اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ وہ ان دونوں کے پاس آئی، صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

Marfat.com

نے اس کو آتے دیکھ کر عرض کی یارسول اللہ یہ عورت بڑی بے حیا گستاخ اور بے ادب ہے اگر آپ یہاں سے اٹھ جائیں تو بہتر ہوگا، آپ نے فرمایا کہ وہ مجھے نہ دیکھ سکے گی۔ اتنے میں ام جمیل بھی قریب آگئی اس نے آکر کہا اے ابو بکر تیرا صاحب کہاں ہے میں نے سنا ہے کہ اس نے میری ہجو کی ہے آپ نے فرمایا! میرا نبی پاک ہجو سے پاک ہے کیوں کہ وہ شعر نہیں کہتا اس عورت نے کہا اگر میں تیرے اس صاحب کو دیکھ لیتی تو یہ پتھر اس کے منہ پر مارتی، یہ کہہ کر وہ چلی گئی، صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی! یارسول اللہ عجیب بات ہے کہ وہ آپ کو نہ دیکھ سکی، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالٰی نے ایک فرشتے کو بھیجا جس نے مجھے اپنے پروں میں چھپا کر اس کی نگاہوں سے اوجھل کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالٰی ارشاد فرماتے ہیں۔ وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا ﴿﴾ (قرآن حکیم)

ترجمہ: اور اے محبوب جب تم نے قرآن پڑھا ہم نے تم میں اور ان میں کہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا۔ (مظہری ص ۴۴۴ ج ۵، مدارج النبوت ص ۲۵ ج ۱، شفا شریف ص ۲۲۹ ج ۱)

ایک مرتبہ ابو جہل نے قسم کھائی کہ اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حرم میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لوں گا تو میں اس کے سر پر پتھر ماروں گا۔ ایک دن حضور علیہ السلام حرم شریف میں نماز ادا فرما رہے تھے ابو جہل ایک پتھر لے کر حضور علیہ السلام کو مارنے کے لیے آیا، جب قریب پہنچ کر پتھر پھینکنے لگا، تو وہ اس کے دونوں ہاتھوں کے ساتھ چپک گیا اور اس کے دونوں ہاتھ خشک ہو گئے پھر کیا تھا الٹے پاؤں پیچھے کی طرف آنے لگا اس کے ساتھیوں نے اس سے اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے جواب دیا میں نے ایک بہت بڑا اونٹ دیکھا جو منہ کھولے مجھے چبا جانے کے لیے میری طرف آرہا تھا، سرکار دو عالم نے فرمایا وہ جبریل امین تھے اگر ابو جہل آگے آجاتا تو وہ اس کی ہڈیاں چکنا چور کر دیتا۔

(شفا شریف ص ۲۳۱ جلد ۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو جہل نے کہا اے قریش کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں کہا گیا ہاں، اس نے کہا لات و عزیٰ کی قسم اگر میں اس کو ایسا کرتے دیکھ لوں تو اس کی گردن اڑا دوں چنانچہ اس ارادے سے وہ نبی پاک کے پاس آیا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے وہ آپ کی گردن پر قدم رکھنے کے ارادے سے آگے بڑھا، جونہی اس نے قدم

Marfat.com

اٹھایا وہ ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنے لگا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے آپ کو بچانے لگا۔ اس کو کہا گیا تجھ کو کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا میں نے اپنے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک آگ کی خندق کو دیکھا اور کچھ بازو دیکھے، حضور علیہ السلام نے فرمایا لَوْ دَنٰی مِنِّیْ لَاخْتَطَفَتْہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ عُضْوًا عُضْوًا یعنی اگر ابوجہل میرے قریب آجاتا تو فرشتے اس کے جسم کا ایک ایک ٹکڑا کر کے لے جاتے

(مشکوٰۃ باب علاماتِ نبوت)

ے آں کہ در قہر آں خدا او را ستود
آں کہ حفظ جان او موعود بود

اَسریٰ کا دُولہا

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔

ترجمہ: پاک ہے جو لے گیا اپنے بندے کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ کی طرف جس کے آس پاس ہم نے برکتیں نازل فرمائیں تاکہ ہم اس بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں بیشک وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

حضور علیہ السلام سے پہلے نبیوں میں سے بھی بعض کو معراج ہوئی اگرچہ ان کی معراج کی نوعیت کچھ اور تھی۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کی معراج یہ تھی کہ آپکو مسجودِ ملائکہ بنایا پھر جنت میں داخل فرمایا اگرچہ وہاں دوام نصیب نہ ہوا۔ اسی طرح حضرت ادریس علیہ السلام کی معراج یہ تھی کہ ان کو زندہ جنت میں داخل کر دیا گیا۔ ابراہیم علیہ السلام کی معراج یہ تھی کہ خداوند تعالیٰ نے ان کی آنکھوں سے پردے اٹھا دیئے اور انہوں نے عرش بریں سے تحت الثریٰ تک ساری مخلوقات کو دیکھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر رب تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ چوتھے آسمان پر اٹھالیا۔ اب امام الانبیاء کی باری آئی تو خدا تعالیٰ نے آپکو

Marfat.com

وہاں تک کی سیر کرائی، جہاں نہ جب ہے نہ کب ہے نہ زمین نہ زماں نہ چنیں نہ چناں اور نہ مکیں نہ مکاں،

حضور علیہ السلام کی معراج پہلے انبیاء سے بالکل مختلف تھی۔ کہ اس رات خدا تعالیٰ کا ارشاد ہوا اے جبریل امین آج کی رات طاعت و عبادت چھوڑ کر تسبیح و تہلیل سے منہ موڑ کر پر طاؤسی اور زیورِ فردوسی سے آراستہ ہو، پٹکا خدمتگاری کمر سے باندھ، کلاہ فرمانبرداری سر پر رکھ اور میکائیل سے کہہ کہ پیمانہ ارزاق ہاتھ سے رکھے تقسیم رزق موقوف کر دے اسرافیل صور نہ پھونکے، عزرائیل سے کہہ دو کہ ہاتھ قبض ارواح سے روکے، نوبت نوازان صدق و صفا نقارہائے جود و عطا تمام اطراف عالم میں بجائیں داروغہ بہشت بریں جنت کی آئینہ بندی کرے حوران خلد بریں آراستہ پیراستہ ہو کر ہاتھ میں طبق زر و جواہر لے کر غرف جنت میں صف بستہ کھڑی ہو جائیں، مالکِ جہنم دریائے دوزخ بند طبقات جہنم ٹھنڈی اور اہل دوزخ سے عذاب موقوف کرے، دریا موجیں نہ ماریں، ہواؤں کی روانی ختم ہو جائے آسمان گردش سے ٹھہرے، حاملانِ عرش لباس زیب تن کریں بعد ازاں حضرت آدم حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام ...... سے کہہ دو کہ اپنی روحوں کو روائح مقدس سے معطر اور معنبر کریں پھر ستر ہزار فرشتے اپنے ساتھ لے کر جنت سے براق صبا رفتار اپنے ہمراہ لے کر میرے محبوب کی بارگاہ میں جا کر عرض کرو کہ آج کی رات آپ کو خدا تعالیٰ اپنے دیدار اور کلام سے مشرف فرمانا چاہتا ہے۔

چونکہ حضور علیہ السلام کی تین حیثیتیں ہیں اس لیے خدا تعالیٰ نے معراج کے بھی تین حصے کیے، حضور علیہ السلام مسجد حرام سے چل کر مسجدِ اقصیٰ پہنچے جہاں تمام نبیوں نے حضور علیہ السلام کی امامت میں نماز ادا کی، چنانچہ علامہ شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی تفسیر روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۲ پر فرماتے ہیں کہ نبیوں کی سات صفیں تھیں ان میں سے تین مرسلین کی اور چار نبیوں کی علاوہ ازیں ملائکہ نے بھی آپ کے پیچھے نماز ادا کی، مسجد اقصیٰ عالم اجسام میں ہے۔ اور اس میں حضور علیہ السلام کی بشریت کو یہ عروج حاصل ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کی بشریت مقدسہ کے پیچھے اقتدا کی اور یہ حضور علیہ السلام کی بشریت کا معراج ہے۔ اس حیثیت سے کہ عالم بشریت میں انسانیت اور بشریت کا کمال رکھنے والے انبیاء علیہم السلام پیچھے اور حضور علیہ السلام کی بشریت آگے، پھر اس کے بعد حضور علیہ السلام آسمانوں پر تشریف لے گئے اور ساتوں آسمانوں سے گزر کر سدرۃ المنتہیٰ پہنچے، یہ وہ مقام ہے جہاں سے آگے اللہ کے بڑے بڑے فرشتے بھی نہیں جا سکتے، جبریل امین بھی اس مقام سے آگے نہ بڑھ سکے لیکن حضور علیہ السلام اس مقام سے آگے بڑھ گئے۔

Marfat.com

چلتے ہیں جبرائیل کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہیں تو ہو
نہ پہنچے وہاں جبرائیل امین بھی!
بلند اس قدر ہے مقام محمدؐ!

حضور علیہ السلام کا سدرہ سے آگے تشریف لے جانا آپ کی نورانیت کا چمکتا ہوا معراج ہے۔ پھر حضور علیہ السلام زمان ومکان کی قیود سے بلند ہو کر فوق العرش پہنچ کر رب تعالےٰ کی بارگاہِ خاص میں ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے مراتب عالیہ پر فائز ہوئے اور سر اقدس کی آنکھوں سے رب تعالےٰ کا دیدار کیا۔

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی۔
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

سر اقدس کی آنکھوں سے رب تعالےٰ کا دیدار کرنا حضور علیہ السلام کی حقیقت محمدیہ کا معراج ہے۔

ملائکہ کا آپ کی خدمت میں حاضر رہنا

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کا جھولا ہمارے ہلانے کا محتاج نہ ہوتا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ کَانَ مَھْدُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ یَتَحَرَّکُ بِتَحْرِیْکِ الْمَلٰٓئِکَۃِ۔

ترجمہ: آپ کا جھولا فرشتے جھلایا کرتے تھے۔ (جواہر البحار ص۱۱۲)

علامہ محمد بن یعقوب شیرازی نے لکھا ہے کہ جب حضور علیہ السلام کی عمر سات سال کی ہوئی تو آپ کے دادا جان عبد المطلب کی وفات ہوگئی اور ابوطالب آپ کے کفیل ہوئے اس وقت اللہ تعالےٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے اسرافیل میرے محبوب کی خدمت میں رہا کر۔ چنانچہ حضرت اسرافیل علیہ السلام گیارہ سال کی عمر تک آپ کی خدمت میں رہے، پھر حضرت جبریل امین کو حکم ہوا اور وہ ستائیس سال کی عمر تک آپ کی خدمت میں موجود رہے، لیکن انہوں نے اپنے آپ کو ظاہر نہیں کیا۔ (سفر السعادت ص۵)

وَرَدَ اَنَّہٗ کَانَ یَحْفَظُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ لَا یُبْقَارِقُوْنَہٗ فِیْ نَوْمٍ وَلَا

Marfat.com

يَحفَظُهٗ۔ (جواہر البحار صد ۲۱ جلد ۳)

ترجمہ: اور یہ بات حدیث میں وارد ہے۔ کہ ستر ہزار فرشتے ہر وقت نیند اور بیداری میں آپکی حفاظت کرتے تھے۔ ؎

مرکان عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمانِ سرائے محمدؐ

آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے ملائکہ آپ کے پیچھے پیچھے چلتے تھے، آپ اپنے صحابہ سے فرماتے کہ تم آگے نکل چلو میرے پیچھے نہ چلو کہ میرے پیچھے تو ملائکہ کرام چلتے ہیں۔

(جواہر البحار صہ ۱۲، سیرت حلبیہ صہ ۳۷۸ جلد ۳)

بدر کے میدان میں جب غازیوں کو پتہ چلا کہ کرز ابن جابر محاربی مشرکین مکہ کی امداد کے لیے ایک بھاری لشکر لے کر آرہا ہے تو مسلمانوں کو پریشانی ہوئی کہ پہلے ہی کفار مسلمانوں سے تین گنا زیادہ ہیں اب ان کو مزید کمک پہنچ رہی ہے۔ اب کیا ہوگا، تب حضور علیہ السلام نے فرمایا اے مجاہدو! گھبراؤ نہیں تمہاری کمک آسمان سے آرہی ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ۔ ترجمہ: جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے، کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اُتار کر۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ جب میں قلیب بدر کے پاس تھا ایک ایسی ہوا آئی کہ میں نے اس کی مثل نہ دیکھی بعد ازاں دوسری تند ہوا آئی جو پہلے سے اشد تھی، آخر میں تیسری مرتبہ ایک زبردست ہوا آئی جو پہلی دونوں سے زیادہ سخت تھی، جو پہلی ہوا تھی وہ جبرائیل امین تھے جو ایک ہزار فرشتوں کی جماعت کے ساتھ حضور علیہ السلام کی امداد کے لیے آئے تھے دوسری ہوا حضرت میکائیل تھے جو ایک ہزار فرشتے لے کر آئے تھے۔ تیسری ہوا اسرافیل تھے جو ایک ہزار فرشتے لے کر مومنوں کی امداد کے لیے نازل ہوئے تھے۔ (خصائص کبریٰ صہ ۵۳۷ جلد ۱)

آپ کو بے مثال قرآن ملا

دنیا میں بہت سی کتابیں آسمانی مانی جاتی ہیں مگر ہوا پرستوں کے دست تصرف سے سوائے

Marfat.com

قرآن مقدس کے اور کوئی بھی آسمانی کتاب محفوظ نہ رہ سکی، قرآن مقدس پر گو تقریباً چودہ سو سال گزر گئے مگر پھر بھی بعینہٖ اسی شکل وصورت کے ساتھ جس پر نازل کیا گیا تھا اب تک بحمداللہ محفوظ اور موجود ہے اس میں نہ کوئی چیز بڑھائی گئی اور نہ ہی کم کی گئی نہ لفظوں میں سرِ مو فرق ہو سکا نہ معنی و مفہوم میں کوئی تبدیلی ہو سکی۔

یہ صرف قرآن حکیم کا ہی اعجاز ہے۔ اور بے نظیر اعجاز ہے۔ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ۔

ترجمہ: ہم نے اس کتاب کو نازل فرمایا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

علامہ فخرالدین رازی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ:۔

فَانْطَلَقَا حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَیَاۤ اَهْلَ قَرْیَةِ نِ اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا۔

ترجمہ پھر دونوں (حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہما السلام) چلے، یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس آئے ان دہقانوں سے کھانا مانگا انہوں نے دعوت دینی قبول نہ کی۔ اہل انطاکیہ نے جب سُنا کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے تو ندامت سے ان کے سر جھک گئے اور بہت سا سونا لے کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کہ یہ سونا لے لیجئے۔ اور فَاَبَوْا کی جگہ فَاَتَوْا کر دیجئے تاکہ مطلب یہ ہو جائے کہ اہلِ انطاکیہ ان دونوں بزرگوں کی مہمانی کے لئے آئے اور اس سے ہماری غرض و غایت یہ ہے کہ ہمارے ماتھے پر جو کلنگ کا ٹیکہ لگ چکا ہے۔ وہ ختم ہو جائے اور ہمارے دامن پر جو بدنامی کا سیاہ دھبہ لگ چکا ہے وہ دُھل جائے حضور علیہ السلام نے فرمایا قرآن پاک کے ایک نقطے کی تبدیلی کلامِ الہٰی کی تکذیب کا موجب ہے۔ اور بطلان ربوبیت پر دلالت کرتی ہے۔ لہٰذا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ قرآن پاک کے ایک نقطے کو بدل دیا جائے۔ (تفسیر کبیر ص ۱۵۷ جلد ۲)

از اجل ایں قوم بے پروا ستے
استوار از نحن نزلنا ستے

یحیٰ بن اکثم فرماتے ہیں کہ مامون کے پاس ایک یہودی آیا اس کے کلام میں بڑی نفاست تھی۔ مامون نے اس پر اسلام پیش کیا اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور چلا گیا پھر ایک سال کے بعد آیا اس حال میں کہ وہ مسلمان تھا اور فقہ میں احسن طریقہ سے کلام کرتا تھا، مامون نے اس سے پوچھا کہ تیرے اسلام کا کیا سبب ہے، اس نے جواب دیا جب میں آپ کے ہاں سے پلٹ کر گیا، تو

Marfat.com

میں نے تمام ادیان کو پرکھنا چاہا کہ کون سا دین سچا ہے، لہذا میں نے تورات کے تین نسخے دیکھے اور ان میں سے کسی میں زیادتی اور کسی میں کمی کردی اور اہل کلیسا پر پیش کیا انہوں نے یہ تینوں نسخے مجھ سے خرید لیے پھر میں نے تین نسخے انجیل کے لکھے اور ان میں بھی کمی زیادتی کو روا رکھا، جب میں نے ان تینوں نسخوں کو اہل گرجا پر پیش کیا تو انہوں نے خوشی خوشی قبول کر لیا۔ اب میں نے قرآن کے تین نسخے تحریر کیے اور ان میں بھی اسی طرح کمی بیشی کی اور مسلمانوں پر پیش کیے، مسلمانوں نے ان کو دیکھا اور لینے سے انکار کر دیا۔ جس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ قرآن تبدیلی سے محفوظ ہے۔ اور سچی کتاب ہے لہذا میں مسلمان ہو گیا۔

(جواہر البحار ص ۲۸۲ ج ۱، خصائص کبریٰ ص ۱۸۶ ج ۲)

حرف اور اریب نے تبدیل نے
آیہ اس شرمندہ تاویل نے!

چونکہ قرآن حکیم تغیر و تبدل سے محفوظ ہے اور اس کا تعلق امام الانبیاءؑ سے ہے اس لیے یہ خدا کی بے مثل کتاب ہے۔ یہ کتاب حضور علیہ السلام کا ایک زبردست معجزہ ہے بلکہ اس قرآن کی ایک ایک آیت ایک مستقل معجزہ ہے۔ علامہ علی بن برہان الدین نے لکھا ہے کہ قرآن پاک میں ستر ہزار معجزے ہیں۔ قرآن پاک کی ایک ایک آیت بے شمار اسرار و رموز پر مشتمل ہے۔ ایک ایک کے بے شمار فوائد ہیں مثلاً بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن پاک کی ایک آیت ہے جس کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ کہ جہنم کے انیس داروغوں سے جو بچنا چاہے وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے کہ اس کے بھی انیس حروف ہیں، ہر حرف ہر فرشتے سے بچاؤ کا سبب بن جائے گا۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قرآن مجید فرقان حمید سرور کونین اور آپ کی امت دونوں کیلئے ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ حضور علیہ السلام کے لیے تو اس لئے نعمت ہے کہ خدا نے قرآن کے ذریعے آپ کو علوم توحید، صفات الٰہیہ حالاتِ انبیاء کرام، احوال ملائکہ پر آگاہ فرمایا، نیز قضا و قدر کے اسرار و رموز پر مطلع فرمایا، عالم سفلی اور علوی کے حالات سے خبردار کیا، دنیا و آخرت کے حالات آپ پر ظاہر فرمائے، عالمِ غیب سے نزولِ قضا کی کیفیت بیان فرمائی اور عالم جسمانیات اور عالم روحانیات کی کیفیت سے آپ کو آگاہ کیا اور امت کے لیے نعمت اس لئے ہے کہ اس قرآن حکیم میں امر اور نہی وعدہ اور وعید، مثالیں اور خبریں وصل اور ہجر، وجد اور وجود اتصال اور انفصال تذکرہ اور فکر نیکی اور بدی عقاب اور حساب ثواب اور عذاب،

Marfat.com

حیرت اور حسرت، دین اور دنیا، لطافت اور کثافت، حلال اور حرام جیسے لاکھوں علوم موجود ہیں۔ جنہیں حاصل کر کے انسان خدا اور مصطفےٰ کی بارگاہ میں مقبول بن جاتا ہے اور لوگوں کے نزدیک بھی اس کی قدو منزلت بڑھ جاتی ہے۔

آن کتاب زندہ قرآنِ حکیم ؛ حکمتِ او لایزال است وقدیم
رہزنان از حفظ او رہبر شدند ؛ از کتابے صاحب دفتر شدند
نوعِ انسان را پیامِ آخرین ؛ حاملِ او رحمۃ للعالمین
گر تو می خواہی مسلماں زیستن ؛ نیست ممکن جز بقرآں زیستن

انشقاق القمر

خدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ترجمہ: قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنْفَلَقَ الْقَمَرُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِشْھَدُوْا۔ (ترمذی صہ ۱۶۱ جلد ۲)

ترجمہ: رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند پھٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِرْقَتَیْنِ فِرْقَۃٌ عَلٰی فَوْقِ الْجَبَلِ وَفِرْقَۃٌ دُوْنَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِشْھَدُوْا۔

ترجمہ: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر کی جانب اور دوسرا نیچے کی جانب رسول پاک نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔ (مشکوٰۃ باب علامات نبوت)

Marfat.com

علّامہ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ چند خاص آدمیوں نے اس معجزے کا مطالبہ کیا تھا اور ظاہر ہے کہ اس معجزے کا ظہور رات کے وقت ہوا جب کہ لوگوں کی اکثریت محوِ خواب تھی اور بہت سے لوگ اس وقت صحراہیں اور بہت سے اپنی اپنی جگہوں پر اپنے اپنے کام میں مشغول تھے اور پھر اس معجزے کا ظہور بھی آنکھ جھپکنے کے برابر ایک لحظہ میں ہوا اس لئے بہت سے لوگوں نے اس معجزے کو نہ دیکھا اگر یہ معجزہ کچھ دیر تک رہتا تو سارے لوگ اس کو دیکھ لیتے اور پھر دیکھ لینے کے بعد جو آپ پر ایمان نہ لاتا وہ مستوجب ہلاکت ہوتا۔ کیوں کہ قانون الٰہی یہ ہے کہ جو قوم نبی سے اپنا مطلوبہ معجزہ دیکھ کر ایمان نہ لائے وہ ہلاک ہو جاتی ہے۔ جیسے مائدہ والے لوگ اور حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد عام عذاب کا آنا موقوف ہوگیا۔ کیوں کہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا کام نہیں کہ ان کو آپ کی موجودگی میں عذاب میں گرفتار کرے۔

مرقات شرح مشکوٰۃ صہ ۱۲۵ جلد ۱۱)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ولید بن مغیرہ ابوجہل عاص بن وائل عاص بن ہشام زمعہ بن اسود اور ان جیسے دوسرے مشرکین مکہ حضور علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اگر آپ سچے ہیں تو ہمارے لئے چاند کو دو ٹکڑے کر دو، چاند کا نصف حصہ ابوقبیس پہاڑ پر اور دوسرا نصف حصہ قیقعان پہاڑ پر، آپ نے فرمایا اگر میں ایسا کر دوں تو کیا تم ایمان لے آؤ گے، انہوں نے کہا ہاں ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، یہ رات چودھویں کے چاند کی تھی۔ آپ نے رب تعالیٰ سے دُعا کی، خدا تعالیٰ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے ایک حصہ ابوقبیس پر اور دوسرا قیقعان پہاڑ پر ظاہر ہوا! آپ نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔ (دلائل النبوت صہ ۲۳۴)

اعلیحضرت عظیم البرکت حضرت مولانا الشاہ محمد احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے منکر دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

پنجۂ او پنجۂ حق می شود ٭ ماہ از انگشت او شق می شود

(اے علامہ اقبال رح)

Marfat.com

تسلیم حجر

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اِنِّی لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَکَّۃَ کَانَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّی لَاَعْرِفُ الْاٰنَ۔

(مشکوٰۃ باب علامات نبوت)

ترجمہ: میں مکہ کے اس پتھر کو جانتا ہوں جو میرے مبعوث ہونے سے قبل مجھے سلام کرتا تھا۔

ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتی کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب میں غار حرا سے واپس ہوا تو جَعَلْتُ لَا اَمُرُّ بِحَجَرٍ وَلَا شَجَرٍ اِلَّا قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ۔ یعنی میں جس درخت اور پتھر سے گزرتا تھا وہ کہتا تھا السلام علیک یارسول اللہ، اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضور علیہ السلام تمام مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۱۲۴ جلد ۱۱)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں ہم مکہ میں حضور علیہ السلام کے ہمراہ گرد و نواح جاتے تو:۔

فَمَا اسْتَقْبَلَہٗ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ اِلَّا وَھُوَ یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۴۰)

ترجمہ: جو پہاڑ اور درخت بھی سامنے آتا وہ کہتا سلام ہو تجھ پر اے اللہ کے رسول۔

ایک مرتبہ حضور علیہ السلام دریا کے کنارے کھڑے تھے کہ عکرمہ بن ابی جہل وہاں آیا اور کہنے لگا اگر آپ سچے ہیں تو اس پتھر کو بلایئے جو دریا کے پار پڑا ہے۔ وہ پانی پر تیرتا آئے اور ڈوبے نہ، حضور علیہ السلام نے اس پتھر کو اشارہ کیا وہ اپنی جگہ سے ہلا اور پانی پر تیرتا ہوا آپ کے سامنے آیا اور اس نے آپکو سلام کیا اور آپ کی رسالت کی گواہی دی۔ آپنے عکرمہ سے فرمایا کیا تجھے اتنا ہی کافی ہے اس نے کہا کہ اب یہ اپنی جگہ پر لوٹ جائے آپ نے اس پتھر کو پھر اشارہ کیا وہ اپنی جگہ لوٹ کر چلا گیا۔ (جواہر البحار ص۱۲۶)

ؔ
پڑھا بے زبانوں نے کلمہ تمہارا
ہے سنگ و شجر میں بھی چرچا تمہارا

Marfat.com

کھجور کی لکڑی کا گریہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام منبر شریف کے بننے سے پہلے کَانَ جِذْعٌ یَقُوْمُ اِلَیْہِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا وُضِعَ لَہُ الْمِنْبَرُ سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ اَصْوَاتِ الْعِشَارِ حَتّٰی نَزَلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَیْہِ (بخاری ص ۱۴۳)

ترجمہ: کھجور کی ایک لکڑی پر ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے جب منبر شریف رکھا گیا تو ہم نے اس کی ایسی دردناک آواز سُنی جیسے گم کردہ اولاد اونٹنیوں کی غم ناک آواز ہوتی ہے یہاں تک کہ رسول اکرم منبر شریف سے اُترے اور اس پر اپنا دست کرم رکھ دیا۔

اسی بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ صحابہ کرام نے فرمایا کھجور کا وہ خشک تنا ایسی دردناک آواز سے رویا کہ قریب تھا کہ ہمارے جگر پھٹ جاتے۔

علامہ بدرالدین عینی اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت رسالت کی دلیل ہے اور جسم بے جان کا رونا اس لیے تھا کہ خدا تعالےٰ نے اس لکڑی میں ایسی حیات پیدا کر دی تھی جس کی وجہ سے وہ غمناک آواز کے ساتھ روئی۔

ثابت ہوا کہ بغیر روح کے حیات ممکن ہے لہذا انبیاء علیہم السلام قبض ارواح کے بعد حیات حقیقی کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ایک کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے آپ سے کہا گیا یارسول اللہ اب اسلام کافی پھیل چکا ہے اور مسلمان کثیر تعداد میں ہوگئے ہیں اور مختلف ممالک سے آپ کے پاس وفد آتے ہیں، آپ کے لیے کوئی ایسی چیز بنا دی جائے جو بلند ہو آپ اس پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا کریں تاکہ لوگ آپکو آسانی سے دیکھ سکیں اور آپ کے ارشادات سے مستفید ہوسکیں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہاں۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک انصاری عورت نے عرض کی یارسول اللہ میرا ایک غلام بڑھئی ہے کیا آپ مجھے ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اسکو حکم دوں کہ وہ آپکے لئے ایک منبر بنا دے

Marfat.com

جس پر کھڑے ہو کر آپ خطبہ ارشاد فرمائیں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہاں۔ چنانچہ آپ کے لیے تین درجات کا ایک منبر بنا دیا گیا، جب آپ اس پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمانے لگے تو وہ کھجور کا تنا اونٹنی کی طرح دردناک آواز سے رونے لگا۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ اس بچے کی طرح رونے لگا جو روتے ہوئے اپنی ماں کو بلاتا ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جنبید ولرزید مسجد با آواز وے یعنی مسجد شریف اس کی دردناک آواز سے حرکت کرنے لگی اور لوگوں نے اس کی اس حالت کو دیکھا تو وہ آہ و بکا کرنے لگے۔

تمہارے ہجر کے صدموں کی تاب ہے کس کو ٭ یہ چوبِ خشک کو بھی بیقرار کرتے ہیں!

من چہ گویم از تولّا بش کہ چیست ٭ خشک چوبے در فراقِ او گریست!

(اقبال)

استنِ حنانہ در ہجرِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

نالہ می زد ہمچو اربابِ عقول (رومی)

ایک روایت میں ہے۔ کہ وہ تنا پھٹ گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور حاضرین کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے ابھی یہ زمین پہ گر جائے گا، پس حضور علیہ السلام منبر شریف سے نیچے تشریف لائے اور اس تنے کے قریب جا کر اپنا دستِ شفقت اس پر پھیرا اور اس کو اپنی آغوش میں لے لیا اس پر وہ خاموش ہو گیا آپ نے فرمایا کہ یہ اس لئے رویا کہ اب اس کے پاس ذکرِ خدا نہیں ہوتا اگر میں اس کو اپنی آغوش میں نہ لیتا تو یہ قیامت تک اسی طرح روتا رہتا پھر آپ نے اس تنے سے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو تجھے دوبارہ اسی باغ میں لگا دیا جائے جس میں تو پہلے تھا۔ تاکہ تیری شاخیں دوبارہ سرسبز و شاداب ہو جائیں اور تو دوبارہ بار آور ہو جائے اور اگر تو چاہے تو تجھے باغِ بہشت میں لگا دیا جائے تاکہ جنت میں متقی اور اولیاء کرام تیرا پھل کھائیں، بعد ازاں حضور علیہ السلام نے اس تنے کے ساتھ کان لگائے کہ وہ کیا جواب دیتا ہے پس آپ نے فرمایا کہ یہ تنا کہتا ہے، کہ یا رسول اللہ مجھے باغِ بہشت میں لگا دیجئے تاکہ اللہ کے دوست میرا پھل کھائیں، چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس کی آرزو کو پورا فرما دیا۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اے مسلمان اس خشک تنے کو دیکھ کہ وہ نبی پاک کے فراق میں کس قدر بے چین ہو گیا، تیرے دل میں تو بطریقِ احسن نبی پاک کی ملاقات اور آپ کے دیدار کا شوق ہونا چاہیئے۔ (مدارج النبوت ص۲۳۶، ص۴۲۸، دلائل النبوت ص۳۴۲ تا ص۳۴۴)

Marfat.com

انگلیوں سے پانی کے چشمے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک کے ہمراہ تھا کہ نمازِ عصر کا وقت آگیا اور ہمارے پاس سوائے تھوڑے بچے ہوئے پانی کے اور پانی نہ تھا وہی ایک برتن میں ڈال کر رسولِ پاک کی خدمت میں لایا گیا، آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس پر رکھ کر انگلیاں اس پر پھیلا دیں اور فرمایا اے اللہ کی برکت وضو کرنے والوں پر اپنا سایہ ڈال، میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں میں سے پانی کے چشمے ابل رہے ہیں۔ اور لوگ وضو کر رہے ہیں۔ اور پانی پی رہے ہیں، میں نے بھی جس قدر میرے پیٹ میں آیا۔ بھر لیا کیوں کہ میں جانتا تھا کہ یہ برکت ہے (سالم شاگرد جابر کہتے ہیں) میں نے پوچھا آپ اس روز کتنے آدمی تھے، انہوں نے کہا چودہ سو (۱۴۰۰) آدمی تھے۔ (بخاری شریف ص ۳۲۸ جلد ۳)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ میں لوگ پیاس کی شدت سے بہت پریشان تھے، بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی گئی یا رسول ہمارے پاس پانی نہیں ہے جس سے وضو کریں اور پئیں سوائے اس پانی کے جو آپ کے پاس ایک لوٹے کے برابر برتن میں ہے۔ پس حضور علیہ السلام نے اپنا دستِ مبارک اس برتن میں ڈال دیا (جو آپ کے پاس تھا) تو آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے، تمام صحابہ کرام نے پیا اور وضو کیا، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کتنے آدمی تھے آپ نے فرمایا کہ اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہوتا، مگر اس وقت ہم پندرہ سو تھے۔ (غوث العباد ص ۱۸۸، بخاری شریف) ے

پنجۂ مہر عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے۔
چشمۂ خورشید میں تو نام کو بھی نم نہیں،
نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں،
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام!،

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے جب پانی کا مطالبہ کیا تو آپ نے خدا تعالےٰ کے حکم سے پتھر

Marfat.com

پر عصا مارا تو پتھر سے پانی کے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ بے شک پتھروں سے پانی نکلنا موسیٰ علیہ السلام کا بہت بڑا معجزہ ہے لیکن ذرا غور کریں تو معلوم ہوگا کہ پتھر زمین ہی کی ایک قسم ہے اور پہاڑی زمینوں سے اکثر چشمے پھوٹتے رہتے ہیں۔ میں نے خود بھوربن مری، بمروری اور کشمیر کے پہاڑوں میں جا کر دیکھا کہ چاروں طرف پتھر ہیں اور درمیان سے صاف شفاف پانی کا چشمہ جاری ہے لیکن سب سے بڑی تعجب کی بات یہ ہے کہ گوشت پوست خون اور ہڈیوں میں سے صاف شفاف پانی کے چشمے نکل رہے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر حضور علیہ السلام کے عہد تک کسی آنکھ نے یہ کمال نہ دیکھا اگر دیکھا تو مبدائے کائنات فخر موجودات خلاصۂ ہژدہ ہزار عالم کی بارگاہ بیکس پناہ میں دیکھا، بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے صحابہ کرام کی پیاس بجھانے اور ان کی وضو وغیرہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایسا کر رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ جانتے تھے کہ چودھویں صدی میں کچھ کم عقل ایسے پیدا ہوں گے، جو کہیں گے کہ جس کا نام محمد اور علی ہو وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ آپ نے چودہ سو سال پہلے ہی ان لوگوں کی ان خرافات کا عملی جواب دے دیا۔ اور گویا یوں فرمایا کہ اے میرے اختیار پر زبان طعن دراز کرنے والو! دیکھو میرے اللہ نے مجھے کتنا بڑا اختیار دیا ہے کہ میں جب چاہوں اپنی انگلیوں سے کوثر و تسنیم کی نہریں جاری کر سکتا ہوں اور دنیا میں رہتے ہوئے اپنے جاں نثاروں کو حوض کوثر کے پانی سے سیراب کر سکتا ہوں۔

آب زمزم بڑا متبرک اور پاکیزہ پانی ہے۔ اس پانی میں دو خصوصیتیں ہیں یہ پیاس بھی بجھاتا ہے اور بھوک بھی دور کرتا ہے۔ دنیا کے اور کسی پانی کو یہ شرف حاصل نہیں یہ پانی اتنا برکت والا ہے۔ کہ ہر مومن اس کے پینے کا متمنی اور خواہش مند ہے اور دوسرے تمام پانیوں پر اس پانی کو ترجیح دیتا ہے۔ مثلاً ایک مسلمان کو شدت سے پیاس لگی ہوئی ہو اور اسکے سامنے ایک طرف آب زمزم کا پیالہ اور دوسری طرف کوکا کولا کی بوتل رکھ دی جائے تو عقل کہے گی کہ کوکا کولا کی بوتل پی کر پیاس بجھاؤ لیکن عشق کہے گا۔ نہیں آب زمزم سے سیراب ہو جاؤ، عقل کہے گی کہ کوکا کولا رنگ والا ہے اس میں کیف و سرور کی مستی ہے یہ بڑا خوش ذائقہ ہے۔ عشق کہے گا کہ یہ ٹھیک ہے کہ آب زمزم میں وہ رنگ اور وہ مزہ نہیں جو کوکا کولا میں ہے لیکن ذرا یہ تو دیکھ کہ کوکا کولا ایک کافر عیسائی کی ذہنی اختراع کا نتیجہ ہے اور آب زمزم وہ پانی ہے جس نے اللہ کے نبی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی کو بوسہ دیا ہے اب وہ مومن کوکا کولا کے تمام اوصاف کو نظر انداز کرتے ہوئے آب زمزم کو پیئے گا اس لئے کہ ایک تو اس پانی نے ایک معصوم نبی کی ایڑی کو بوسہ دیا۔

Marfat.com

اور دوسرے اس لیے کہ اس پانی میں حبیب کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ دہن ملا ہوا ہے اب غور کیجئے کہ یہ پانی کتنی فضیلت اور برکت کا حامل ہے لیکن علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اس آبِ زمزم سے بھی وہ پانی افضل و اعلیٰ ہے جو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی مُبارک انگلیوں سے جاری ہوا۔ کیوں کہ آبِ زمزم کا چشمہ زمین سے جاری ہوا اور وہ پانی جو آپ کی انگشتانِ مُبارک سے جاری ہوا اس کا تعلق حوضِ کوثر سے ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے حضور علیہ السلام کی انگلیوں سے پانی نکلنے کا انکار کیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔ "اس واقعہ کے معجزہ ہونے کو (سنیوں نے) اس پر موقوف کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی نکلتا تھا۔ حالاں کہ اس کا کہیں ثبوت نہیں احادیث سے صرف اس قدر ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ میں پانی منگا کر اپنا دستِ مُبارک اس میں رکھ دیا تو پانی اُبلنے لگا۔ حضور علیہ السلام کی انگلیوں کے درمیان سے اُبلتا ہُوا نظر آتا تھا اس سے یہ کہاں ثابت ہے کہ لحم و شحم سے پانی نکلتا تھا۔ بلکہ یہ سمجھ میں آتا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے دستِ مبارک رکھ دینے سے وہ پانی بڑھنے لگا اور جوش مارنے لگا۔ اور انگلیوں کے درمیان سے اس کا اُبلنا نظر آتا تھا۔ اب جن صاحب نے اس معجزہ کے اعجاز کو اس بات پر موقوف کیا ہے کہ پانی لحم و شحم سے نکلتا تھا جس کا کچھ ثبوت نہیں تو گویا در پردہ وہ اس اعجاز کے معجزہ ہونیکا انکار کرتے ہیں۔ کیوں کہ لحم و شحم سے پانی کا نکلنا ثابت ہی نہیں۔ (تشکر النعمۃ صد ۳۴)

اب میں تھانوی صاحب کی اس عبارت کو تحقیق کی کسوٹی پر پرکھتا ہوں۔

(وما توفیقی الّا باللہ العلی العظیم)

مولوی اشرف علی کا یہ کہنا کہ حضور علیہ السلام کی انگلیوں سے پانی کا نکلنا کہیں ثابت نہیں اس کے اجہل اور کتب احادیث وسیر سے نابلد ہونے کی واضح دلیل ہے کیوں کہ محققین کی بہت بڑی جماعت نے اپنی اپنی تصانیف میں زیر بحث احادیث کا یہی مطلب لیا ہے۔ کہ وہ پانی حضور علیہ السلام کی انگلیوں سے نکلا تھا۔ چنانچہ مسلم شریف کی شرح میں علامہ شرف النووی نے لکھا ہے وَنَقَلَہُ الْقَاضِیُ عَنِ الْمُزَنِیِّ وَاَکْثَرِ الْعُلَمَاءِ اَنَّ مَعْنَاہُ اَنَّ الْمَاءَ کَانَ یَخْرُجُ مِنْ نَفْسِ اَصَابِعِہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَنْبَعُ مِنْ ذَاتِہَا۔ قاضی عیاض نے مزنی اور اکثر علما سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ پانی خود آپ کی انگشتانِ مُبارک سے نکل رہا تھا۔

Marfat.com

علامہ زماں زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

وَلَمْ یُسْمَعْ بِھٰذِہِ الْمُعْجِزَۃِ عَنْ غَیْرِ نَبِیِّنَا صلی اللہ علیہ وسلم حَیْثُ نَبَعَ الْمَاءُ مِنْ بَیْنِ عَظْمِہٖ وَعَصَبِہٖ وَلَحْمِہٖ وَدَمِہٖ (زرقانی ص۳۵ جلد ۵)

ترجمہ یہ معجزہ کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈی پٹھے گوشت اور خون میں سے پانی جاری ہوا ، ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی نبی کے بارے میں نہیں سُنا گیا۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :۔

نَبَعَ الْمَاءُ مِنْ بَیْنِ عَظْمِہٖ وَعَصَبِہٖ وَلَحْمِہٖ وَدَمِہٖ (زرقانی ص۱۵۵)

ترجمہ آپ کی ہڈی پٹھے گوشت اور خون کے درمیان سے پانی جاری ہوا۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقمطراز ہیں :۔

اِنَّہٗ نَبَعَ مِنْ نَفْسِ اللَّحْمِ الْکَائِنِ فِی الْاَصَابِعِ (مواھب اللدنیہ)

ترجمہ آپ کی انگلیوں کے گوشت سے پانی جاری ہوا۔

حافظ کبیر محدث شہیر علامہ ابونعیم احمد بن عبداللہ فرماتے ہیں۔

لِاَنَّ نُبُوْعَ الْمَاءِ مِنْ بَیْنِ اللَّحْمِ وَالْعَظْمِ اَعْجَبُ وَاَعْظَمُ مِنْ خُرُوْجِہٖ مِنَ الْحَجَرِ (دلائل النبوۃ ص۳۴۵)

ترجمہ گوشت اور ہڈی کے درمیان سے پانی کا جاری ہونا عجیب تر ہے عظیم تر ہے پتھر سے پانی نکلنے سے۔

علامہ مولانا احمد شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :۔

ھٰذِہِ الْمُعْجِزَۃُ اَعْظَمُ مِنْ مُعْجِزَۃِ مُوْسٰی علیہ السلام اِذْ نَبَعَ لَہُ الْمَاءُ مِنَ الْحَجَرِ لِاَنَّہٗ مُعْتَادٌ وَاَمَّا خُرُوْجُہٗ مِنْ لَحْمٍ وَدَمٍ فَلَمْ یُعْھَدْ۔ (نسیم الریاض ص۱۳)

ترجمہ :۔ اور یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے عظیم تر ہے ۔ کیوں کہ ان کے لیے پتھر سے پانی جاری ہونا متعارف نہیں ہے۔

علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں :۔

ھٰذِہِ الْمُعْجِزَۃُ اَعْظَمُ مِنْ تَفَجُّرِ الْمَاءِ مِنَ الْحَجَرِ کَمَا وَقَعَ لِمُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَادَۃِ الْحَجَرِ فِی الْجُمْلَۃِ قَالَ اللہُ تَعَالٰی وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَۃِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْہُ الْاَنْھَارُ وَاَمَّا مِنْ لَحْمٍ وَدَمٍ فَلَمْ یُعْھَدْ مِنْ غَیْرِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم (شرح شفا ص۱۵)

Marfat.com

ترجمہ یہ معجزہ پتھر سے چشمہ جاری ہونے سے بڑھ کر ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے وقوع پذیر ہوا کیونکہ آخر یہ پتھر کی عادات میں سے ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے "اور بے شک پتھروں میں سے بعض وہ ہیں جن سے پانی جاری ہوتا ہے"۔ لیکن گوشت اور خون سے پانی جاری ہونا ہمارے نبی پاک علیہ السلام کے سوا کسی کے لیے ثابت نہیں۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

إِنَّهُ كَانَ إِذَا أَرَادَ الطُّهُورَ وَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ مَدَّ أَصَابِعَهُ فَيَنْفَجِرُ مِنْهَا الْمَاءُ حَتَّى يَقْضِيَ طُهُورَهُ۔ (جواہر البحار ص ۲۹۱)

ترجمہ جب حضور علیہ السلام طہارت کا ارادہ فرماتے اور پانی موجود نہ ہوتا تو اپنی انگشتانِ مبارک کو پھیلاتے تو ان سے پانی کے چشمے بہنے لگتے یہاں تک کہ آپ طہارت سے فراغت حاصل کر لیتے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نویں صدی کے مجدد ہیں۔ ان کے متعلق مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی نے فیض الباری میں لکھا ہے۔ کہ علامہ سیوطی کو بائیس مرتبہ جاگتے ہوئے امام الانبیاء کی زیارت ہوئی اور مولوی حمد اللہ پشاوری دیوبندی نے البصائر میں لکھا ہے کہ ستر سے زیادہ مرتبہ آپکو حضور پر نور علیہ السلام کی زیارت ہوتی رہی ہے۔ اس سے اندازہ کر لیجئے کہ آپ رسولِ خدا کی بارگاہ میں کتنے مقبول ہیں۔ ایسے جلیل القدر مجدد نے بھی لکھا ہے۔ کہ "آپ کی انگشتان مبارک سے پانی جاری ہوا تھا گوشت اور خون سے پانی کا نکلنا عجیب ہے۔ (خصائص ص ۲۶۸)

علامہ علی بن برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

هُوَ أَعْجَبُ مِنْ نَبْعِ الْمَاءِ لِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْحَجَرِ فَإِنَّ نَبْعَهُ مِنَ الْحَجَرِ مُتَعَارَفٌ مَعْهُودٌ وَأَمَّا مِنْ بَيْنِ اللَّحْمِ وَالدَّمِ فَلَمْ يُعْهَدْ۔ (حلبیہ ص ۱۱)

ترجمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے پتھر سے جو چشمہ جاری ہوا تھا اس سے یہ معجزہ عظیم تر ہے کیوں کہ پتھر سے پانی کا جاری ہونا معلوم و متعارف ہے لیکن گوشت اور خون سے پانی کا نکلنا متعارف نہیں۔

شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ رقمطراز ہیں:۔

داده شده است موسیٰ علیہ السلام انفجار ماء از حجر در آمدن چشمہا از سنگ داده است آں حضرت را انفجار آب از انگشتان وی و ایں ابلغ و اعجب است از اں چہ حجر از جنس ارض است کہ بیرون می آید از آں

Marfat.com

ینابیع بخلاف بر آمدن چشمہا از گوشت وپوست۔ (مدارج النبوت ص۱۳۵)

اگرچہ اور بھی کئی علماء کی عبارات پیش کی جاسکتی ہیں لیکن خیر الکلام ما قل ودل کے تحت انہیں پر اکتفا کرتا ہوں۔ ان دلائل کی روشنی میں اشرف علی تھانوی کی جہالت روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوگئی کہ اس نام نہاد حکیم الامت کے پاس اتنا علم ہی نہ تھا کہ وہ علمائے ربانیین کی مذکورہ کتب کو سمجھ سکتا اور یا پھر دوسری صورت یہ ہے کہ اس نے جان بوجھ کر حضور علیہ السلام کے عظیم الشان معجزہ کا انکار کرکے اپنی بدباطنی اور قلبی شقاوت کا ثبوت دیا ہے۔

اس قسم کی اور بھی بہت سی ایسی عبارات اس پڑھے لکھے جاہل کی ملتی ہیں جن کی وجہ سے امت مسلمہ میں افتراق اور گمراہی کی ابتداء ہوئی اور لوگوں کے دینی عقائد متزلزل اور اسلامی خیالات تبدیل ہوئے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اشرف علی تھانوی نے اپنے گمراہ کُن عقائد کی تشہیر کرکے امت مسلمہ کا شیرازہ بکھیرنے میں کیوں اہم کردار ادا کیا تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ انگریزوں کا گماشتہ تھا۔ برٹش گورنمنٹ کا سالانہ وظیفہ خوار تھا۔ چنانچہ دیوبندیوں کے فاضل مولوی شبیر احمد عثمانی نے جمعیۃ علمائے ہند کے وفد کے سامنے یہ بیان دیا کہ "دیکھیے مولانا اشرف علی تھانوی ہمارے اور آپ کے مسلّم بزرگ وپیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے سُنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومتِ برطانیہ کی جانب سے دیے جاتے تھے۔

(مکالمۃ الصدرین ص۱۶)

اب قابلِ غور امر یہ ہے کہ آخر مولوی تھانوی صاحب سے انگریزوں کو کونسی عقیدت تھی کہ جس کے پیشِ نظر وہ ماہوار رقم حاضرِ خدمت کیا کرتے تھے جو لوگ برطانوی پالیسی اور انگریزوں کی چالبازی سے آگاہ ہیں وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ تھانوی صاحب نہ تو انگریزی حکومت کے پیر ومرشد تھے اور نہ برطانوی حکومت کو ان سے عقیدت تھی۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ مولوی تھانوی صاحب انگریزوں کے آلۂ کار تھے۔ مسلمانوں میں بدعقیدگی پھیلا کر پھوٹ ڈالنے کا کام احسن طریقے سے انجام دیتے تھے اور پھوٹ ڈلوانا ہی انگریزوں کا مقصد تھا۔ معلوم ہوا کہ اشرف علی تھانوی انگریزوں کا وفادار تنخواہ دار گماشتہ تھا۔ اور انگریزی حکومت اس کو اس لیے تنخواہ دیتی تھی۔ کہ یہ لوگوں کے دلوں سے عظمتِ رسالت کم کرے اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرکے اپنے انگریز آقا کے ہاتھ مضبوط کرے۔

چنانچہ اس نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے بددینی کا سیلاب بہا دیا۔ پیری مریدی

Marfat.com

کی آڑمیں مسلمانوں کے درمیان فتنہ اور فساد کی آگ اس طرح بھڑکائی کہ شہر قصبے اور دیہات جنگ و جدال کا اکھاڑہ بن گئے۔

شہادتِ شجر

حضور علیہ السلام نے ایک اعرابی کو اسلام کی طرف دعوت دی اس نے کہا کہ آپ کی رسالت کی گواہی کونسی چیز دیتی ہے۔ آپ نے اپنے سامنے ایک درخت کو دیکھا اور فرمایا یہ درخت میری رسالت کی گواہی دے گا چنانچہ آپ نے اس درخت کو اپنے پاس بلایا وہ درخت آگے پیچھے اور دائیں بائیں جھکا تاکہ اس کی جڑیں کٹ جائیں پھر زمین کو چیرتا ہوا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور تین مرتبہ اس درخت نے آپکی رسالت کی گواہی دی اور پھر اپنی جگہ لوٹ کر چلا گیا۔ (غوث العباد ص ۱۸۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی سرورِ کائنات کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں کیسے جانوں کہ آپ اللہ کے برحق نبی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں کھجور کی فلاں شاخ کو بلاؤں وہ آکر میری رسالت کی گواہی دے اس نے کہا ہاں، آپ نے اس شاخ کو بلایا وہ درخت سے منقطع ہوئی اور نیچے گر پڑی اور پھر مینڈک کی طرح پھدکتی ہوئی آپ کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی اور اس نے آکر آپ کی رسالت کی گواہی دی پھر آپ نے فرمایا کہ واپس اپنے مقام پر چلی جا۔ چنانچہ وہ دوبارہ اسی درخت کے ساتھ اپنی پہلی جگہ پر جاکر پیوست ہوگئی۔

(معارج النبوت جلد دوم باب دوم فصل سوم ص ۳۰)

رسالت عامہ و نبوت تامہ

حضور علیہ السلام اٹھارہ ہزار عالم کے رسول ہیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے:-

Marfat.com

تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ؕ

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر ایسی کتاب نازل فرمائی جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرتی ہے۔ تاکہ وہ تمام جہانوں کا ڈرانے والا ہو جائے۔

یہ نذارت صفت نبوت ہے لہذا ثابت ہوا کہ آپ جمیع عالموں کے لیے رسول بن کر آئے۔

مسلم شریف کی حدیث ہے اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً یعنی میں ساری مخلوق کی طرف رسول بن کر آیا ہوں، ایک حدیث میں ہے بُعِثْتُ اِلٰی کُلِّ اَحْمَرَ وَاَسْوَدَ میں ہر سرخ و سیاہ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ ایک حدیث میں ہے۔ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ شَیْئٌ اِلَّا یَعْلَمُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَّا کَفَرَۃَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ۔ یعنی زمین اور آسمان کے درمیان کوئی چیز ایسی نہیں جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے کافر جنوں اور انسانوں کے،

چونکہ آپ تمام مخلوق کے لیے مبعوث فرمائے گئے اور کل عالم کے رسول بنائے گئے اس لیے آپکی رسالت تمام انبیاء اولیاء ملائکہ جن وانس وحوش وطیور اور شجر وحجر سب کو شامل ہے۔ اور سب اس کے احاطہ عامہ اور دائرہ تامہ میں داخل ہیں۔ ؎

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

چونکہ آپ انبیاء کے بھی نبی ہیں اس لیے اگر ان میں سے کوئی آپ کے زمانے تک رہتا تو آپ پر ایمان لاتا۔ چنانچہ علامہ سید عبدالعزیز دباغ مصری فرماتے ہیں کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صاحب تورات، عیسیٰ علیہ السلام صاحب انجیل اور داؤد علیہ السلام صاحب زبور حضور علیہ السلام کے زمانے تک رہتے اور قرآن کو سنتے تو قرآن پر عمل کرتے اور اقوال و افعال میں سرور کونین کی اقتدا کرتے اور سب سے پہلے آپ کی دعوت پر لبیک کہتے اور آپ کے آگے آگے کافروں سے جہاد کرتے۔

(الابریز ص۱۹۰)

انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو !! کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی
مُلک کونین میں انبیا تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

Marfat.com

تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

حضور علیہ السلام سے پہلے جتنے بھی انبیاء کرام اور مرسلین عظام علیہم السلام مبعوث ہوئے خدا نے کسی نبی کی جان زمان شہر اور کلام کی قسم یاد نہ فرمائی مگر اپنے محبوب کو یہ مرتبہ جلیلہ عطا فرمایا کہ ان کی جان ان کے زمانے ان کے شہر اور ان کی گفتار کی قسم یاد فرمائی چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ۔

ترجمہ: تمہاری جان کی قسم اے محبوب وہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے تھے۔

وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۔

ترجمہ: قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی انسان خسارے میں ہے۔

لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ۔

ترجمہ: قسم یاد کرتا ہوں میں اس شہر کی جس میں اے جانِ عالم آپ تشریف فرما ہیں۔

وَقِيلِهِ يَا رَبِّ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ ۔

ترجمہ: مجھے قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے میرے رب یہ قوم ایمان نہیں لاتی۔

اعلیٰحضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ محمد احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

وہ خدا نے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا!
کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم!
والعصر ہے تیرے زماں کی قسم والعمرک کا ہے تیری جان کی قسم
والبلد ہے تیرے مکاں کی قسم تیرے رہنے کی جا کا کیا کہنا (صابر)

دو چیزوں کا اجتماع

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ امر بھی ہے کہ آپ نے دو قبلوں کو جمع

Marfat.com

فرمایا۔ ہجرت سے پہلے اسلام کا قبلہ بیت المقدس تھا جس پر مشرکین مکہ کو اعتراض تھا کہ یہ اپنے آپکو ابراہیمی کہلاتے ہیں مگر قبلہ بیت المقدس ہیں ان کی مخالفت کرتے ہیں، ہجرت کے بعد سترہ ماہ تک وہی قبلہ رہا تو یہودیوں اور عیسائیوں نے اعتراض کیا کہ نبی آخرالزماں ہر بات میں ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر ہمارے ہی قبلہ کو اپنا قبلہ بنائے ہوئے ہیں۔ امام الانبیاء کی تمنا تھی کہ ہمارا قبلہ کعبہ ہو جائے۔ رب تعالےٰ نے حضور علیہ السلام کی مرضی اور رضا کے مطابق قبلہ کی تبدیلی فرمادی اور آپ کا قبلہ خانہ کعبہ بنا دیا گیا۔ اور کعبہ معظمہ کو حضور علیہ السلام سے یہ عزت ملی کہ وہ تاقیامت سارے مسلمانوں کا سجدہ گاہ بن گیا۔ آپ ہی کی مرضی نے کعبہ کو قیامت تک کے لیے قبلہ بنا دیا اور یہ اس لیے ہوا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔ چنانچہ اعلیٰحضرت رح فرماتے ہیں ؎

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

اسی طرح دو ہجرتوں کو اکٹھا فرمایا کہ جب معراج کی رات آئی تو آپ براق پر بیٹھ کر جبریل امین کے ہمراہ مسجد اقصیٰ کی طرف تشریف لے گئے، بیت المقدس اکثر نبیوں کی ہجرت گاہ ہے خدا تعالےٰ نے آپکو براق پر بٹھا کر بیت المقدس کا سفر طے کرایا تاکہ بیت المقدس کی طرف ہجرت کی سرفرازی آپکو حاصل ہو جائے۔ دوسری ہجرت آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف کی جبکہ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو قسم قسم کی تکالیف میں مبتلا کیا، اسلام اور بانیٔ اسلام پر ناپاک حملے کیے، حضور علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کے خون کے پیاسے ہو گئے یہاں تک کہ ایک رات تمام قبیلوں کے نوجوان اپنی اپنی تلواروں کو بے نیام کر کے آپ کے حجرے کے گرد آپ کو قتل کرنے کے لیے جمع ہو گئے اس وقت خدا تعالےٰ نے جبریل امین کو بھیج کر آپ کو ہجرت کر جانے کا حکم دیا اور آپ اپنے یارِ غار کو ساتھ لے کر اپنے آبائی شہر مکہ معظمہ کو یہ کہتے ہوئے چھوڑ گئے کہ اے خانہ کعبہ!

تیرے فرزند اب مجھ کو یہاں رہنے نہیں دیتے
تیری پاکیزگی کا وعظ تک کہنے نہیں دیتے (شاہنامہ اسلام)

اسی طرح آپ کے لیے شریعت اور طریقت جمع کی گئی۔

شریعت سے مراد وہ حکم ہے جو ظاہر میں ہے، طریقت سے مراد وہ حکم ہے جو باطن میں ہے۔ علمائے ربانیین نے اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ اکثر انبیاء علیہم السلام اس لیے مبعوث کیے گئے ہیں

Marfat.com

کہ وہ ظاہر کے ساتھ حکم نافذ کریں نہ کہ اس شئے کے ساتھ جس کا تعلق امورِ باطنیہ کے ساتھ ہے اُمورِ باطنیہ کے کے حقائق پر جو نبی سب سے پہلے مطلع ہوئے وہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں جو صرف اسی لیے مبعوث ہوئے تھے کہ باطنی امور کے ساتھ حکم نافذ کریں۔ چنانچہ جب آپ نے لڑکے کو قتل کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے بُرا کیا اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا میں نے اس کو اپنے حکم سے قتل نہیں کیا بلکہ مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا گیا اور میں ایسے ہی امر کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے لڑکے کے قتل کو اس لیے بُرا جانا کہ ان کے پاس شریعت کا علم تھا اور شریعت میں بلا وجہ کسی کو قتل کرنا جائز نہیں،

لیکن اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالےٰ نے یہ دونوں علوم عطا فرما دیے۔

چنانچہ

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:۔
کہ حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَآئَيْنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهٗ فِيْكُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ۔

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو ظرف (علم کے) یاد کر لیے ہیں۔ ان میں سے ایک کو میں نے ظاہر کر دیا اور دوسرا (یعنی باطنی علم) اگر میں ظاہر کروں تو میرا یہ گلا کاٹ ڈالا جائے۔

(مشکوٰۃ کتاب العلم، بخاری کتاب العلم)

جس علم کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لوگوں کے سامنے کھول کر بیان فرمایا وُہ علم شریعت کا تھا اور جس علم کو آپ نے لوگوں سے چھپایا ظاہر نہ فرمایا وہ باطنی علم تھا۔ پس ثابت ہُوا کہ خدا تعالےٰ نے اپنے محبوب کے لیے شریعت اور طریقت کو جمع فرما دیا۔ ؎

شریعت دیکھتا ہے دیکھ اقوالِ محمد کو — طریقت چاہتا ہے دیکھ افعالِ محمد کو
حقیقت دیکھنی ہے دیکھ احوالِ محمد کو — جو چاہے معرفت تو دیکھ اشکالِ محمد کو

Marfat.com

زمین و آسماں کے خود بخود اٹھ جائیں گے پردے

حجابات محمد میں نظر آ جائیں گے جلوے!

ویکھن نوں اوہ ساڈے ورگا پر اسیں کد دل اس کملدے

پتھر لعل دے بھانہیں وکدے پھل کنڈیاں نال نہ تلدے

جو اسرار حضور تے کھلے اوہ ہر اک تے نہیں کھلدے

اعظم اوہ عرشاں تے پھر دا اسیں گلیاں دے وچہ رلدے

★ اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے محبت اور خلت کو جمع فرمایا

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔ وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا ترجمہ، اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو لباس خلعت سے سرفراز فرمایا، اور سردارِ دوجہاں کو خدا نے حبیب بنایا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کے صحابہ ایک جگہ بیٹھ کر آپ کا انتظار کر رہے تھے آپ تشریف لائے اور ان کے قریب ہو کر بیٹھ گئے اور سنا کہ وہ آپس میں گفتگو کر رہے ہیں۔ بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا بعض نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا بعض نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔ آپ نے ان صحابہ کو سلام کیا اور فرمایا! میں نے تمہاری گفتگو کو سنا اور تمہارے تعجب کو بھی ملاحظہ کیا یہ ٹھیک ہے۔ کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں، موسیٰ علیہ السلام نجی اللہ، عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔ لیکن اَلَا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ (ترمذی شریف ص۲۰۲) یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ میں اللہ کا حبیب ہوں۔

اب سنئے کہ خلیل اور حبیب میں فرق کیا ہے۔

(۱) خلیل وہ ہے جو رب کی رضا چاہے۔ چنانچہ آپ نے خدا کو راضی کرنے کے لئے حضرت اسماعیل

Marfat.com

علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لیے لٹایا تو آواز آئی یا اِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا۔ یعنی اے ابراہیم تو نے خواب کو سچا کر دیا۔ اور حبیب وہ ہے جس کی رضا خالقِ کائنات چاہے چنانچہ دنیا میں آپ کی رضا کے پیشِ نظر قبلہ تبدیل کر دیا۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا یعنی ہم آپ کو آپ کی مرضی کے قبلہ کی طرف پھیر دیں گے۔ اور آخرت میں آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق انعام و اکرام سے سرفراز فرمائے گا۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى عنقریب تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

؎ فتہ ضیٰ نے ڈالی ہیں باہیں گلے میں
کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

اعلیحضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں:۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

(۲) خلیل وہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے عوام الناس کا امام بنایا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا یعنی میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ اور حبیب وہ ہے جس کو بیت المقدس میں تمام نبیوں کا اور بیت المعمور میں تمام فرشتوں کا امام بنایا۔

(۳) خلیل وہ ہے جس کے لیے نارِ نمرود گلزار ہو جائے يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ط اے آگ سلامتی کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہو جا۔ اور حبیب وہ ہے جس کے غلاموں کیلئے نارِ جہنم ٹھنڈی ہو جائے چنانچہ قیامت کے دن جب بندۂ مومن حضور علیہ السلام کا امتی پلصراط پر سے گزریگا تو نیچے سے دوزخ پکارا کرے گی۔ جُزْ يَا مُؤْمِنُ فَاِنَّ نُوْرَكَ اَطْفَأَ لَهَبِيْ اے مومن جلدی سے گزر جا، تیرے نور نے میری نار کو بجھا دیا۔

(۴) خلیل وہ جو رب تعالیٰ سے درخواست کرے وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ اور مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کرنا اور حبیب وہ ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ بغیر درخواست کئے ارشاد فرمائے يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ قیامت کے دن اللہ اپنے نبی کو رسوا نہ کرے گا۔

(۵) خلیل وہ جو رب تعالیٰ سے عرض کرے کہ مولا اپنے بندوں سے کہہ کر مجھے نیکی سے یاد کریں۔ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ۔

Marfat.com

یعنی پچھلے مجھے نیکی سے یاد کریں اور حبیب وہ ہے جس کے لیے خدا فرمائے اے محبوب تو ابھی اس دارِ فانی میں جلوہ گر نہیں ہوا تھا کہ ہم نے اس وقت تیرا ذکر بلند کیا، وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اور ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا۔

ورفعنالک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر

بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا (اعلیٰحضرتؒ)

(۶) خلیل وہ ہے جو مطیع لوگوں کو تو اپنے دامن میں لے لے اور عاصیوں کو چھوڑ دے فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ جو میری اتباع کرے وہ تو میرا اور جو میری نافرمانی کرے (اس کیلئے) تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور حبیب وہ ہے جو ارشاد فرمائے شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ میری شفاعت میری امت کے بڑے بڑے گنہگاروں کے لیے ہوگی۔

سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں۔

سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا یہ میرے ہیں۔ (حفیظ جالندھری)

(۷) خلیل وہ ہے جو کہے کہ میرے لیے میرا خدا کافی ہے۔ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وہ سب میرے دشمن ہیں سوائے دو جہانوں کے رب کے اور حبیب وہ ہے جس کے لیے خدا فرمائے کہ میرے لیے دونوں جہانوں میں میرا محبوب کافی ہے۔ لَوْلَاكَ لِمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ۔

(۸) خلیل وہ جو رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے دور رکھ۔ اور حبیب وہ ہے جس کے گھر والوں کو خدا ہر قسم کی نجاست سے محفوظ فرمائے۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۔ اے نبی کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تم سے ہر قسم کی پلیدی دور فرمانا چاہتا ہے۔ اور تمہیں ایسے پاک کرنا چاہتا ہے جیسے کہ پاک کرنے کا حق ہے۔

(مقدمہ معارج النبوت ص۸۵، جواہر البحار ص۴۸، مدارج النبوت ص۱۴۲)

اس بحث سے معلوم ہوگیا کہ حبیب کا مرتبہ خلیل سے زیادہ ہے لیکن اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب کو خلیل بھی بنایا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

فَاِنَّ اللّٰهَ قَدِ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا كَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا۔ (مسلم شریف ص۲۰۱)

اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا جیسے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا:

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے کلام اور رویئت کو جمع فرمایا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چالیس دن اس طرح گزارے کہ راتکو نوافل پڑھے اور دن کو روزہ رکھا۔ بعدازاں وضو کیا پاکیزہ لباس پہنا اور کوہ طور پر پہنچے اللہ تعالےٰ نے ایک بادل کا ٹکڑا نازل فرمایا جس نے کوہ طور کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کر دیا پھر پہاڑ کے چاروں طرف سے اکیس اکیس میل تک تمام جانوروں حتیٰ کہ فرشتوں کو دور کر دیا گیا اس کے بعد اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا، اندریں حالات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام ربانی کے لطف نے اس کے دیدار کا آرزومند بنا دیا۔ ؎

پس پردہ سن کے تیری صدا میرا شوقِ دید جو بڑھ گیا۔

؎ مجھے اضطرابِ کمال تھا یہی وجد تھا یہی حال تھا۔

اس لیے عرض کی ربّ اَرِنیْ الٰہی مجھے اپنے دیدار کا شرف عطا کر خدا نے فرمایا لَنْ تَرَانِیْ تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔ اس لیے کہ :-

نہ تیری آنکھ دیکھے اور نہ چشم انبیاء دیکھے

مجھے دیکھے تو اے موسیٰ نگاہِ مصطفےٰ دیکھے

لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب کو معراج کی رات اپنے دیدار اور کلام الٰہی سے مشرف فرمایا،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اِنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم رَاٰی رَبَّہٗ مَرَّتَیْنِ مَرَّۃً بِبَصَرِہٖ وَمَرَّۃً بِفُؤَادِہٖ۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۶۱)

یعنی بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ایک بار سر کی آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

نزولِ اسرافیل

حضرت اسرافیل علیہ السلام آپ پر نازل ہوئے اور آپ کے سوا کسی نبی پر نازل نہیں ہوئے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور علیہ السلام

Marfat.com

اور جبریل امین کوہِ صفا پر تھے حضور علیہ السلام نے فرمایا اے جبریل شام کو آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ایک مٹھی بھر آٹا اور ہتھیلی بھر ستو بھی نہیں ہوتے۔ بس یہ فرمانا تھا کہ آسمان سے ایک سخت آواز آئی۔ فرمایا جبریل یہ کیا ہے عرض کی اسرافیل کو آپ کے پاس حاضر ہونے کا حکم ہوا ہے چنانچہ وہ حاضر ہو گئے اور کہا کہ آپ نے ابھی جو کلام کیا خدا تعالےٰ نے اسے سُنا اور مجھے آپ کے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے کر بھیجا اور مجھے حکم ہوا کہ میں آپکی خدمت میں پیش کر دوں اور تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد یاقوت سونے اور چاندی کا بنادوں آپ کو اختیار ہے کہ آپ نبی بادشاہ بنیں یا نبی بندے جبرائیل امین نے آپکی طرف تواضع اختیار کرنے کا اشارہ فرمایا آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ میں نبی بندہ بننا چاہتا ہوں۔ (جواہر البحار صفحہ ۲۹ جلد ۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان سے مجھ پر ایک ایسا فرشتہ نازل ہوا جو پہلے کسی نبی پر نازل نہ ہوا اور نہ میرے بعد کسی پر نازل ہوگا۔ اور وہ اسرافیل ہے۔ جس نے آکر عرض کی یا رسول اللہ آپ نبی بادشاہ بننا پسند کرتے ہیں یا نبی بندہ، میں نے جبریل امین کی طرف دیکھا اس نے تواضع کا اشارہ کیا اگر میں کہہ دیتا کہ میں نبی بادشاہ بننا چاہتا ہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے۔ (جواہر البحار صفحہ ۲۹)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے فقر و فاقہ خود اختیار فرمایا تھا ورنہ خدا تعالےٰ نے آپ کو دونوں جہان کی نعمتوں کے خزانوں کا مالک و مختار بنا دیا تھا۔

مالکِ دین و دنیا ہو کر ۔۔۔ دونوں جہاں کے داتا ہو کر
فاقے سے سرکارِ دو عالم ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

شہنشاہِ دو عالم

خدا تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ

ترجمہ: جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب آپ کے لیے مسخر کر دیا۔

Marfat.com

ے دونوں جہاں میں تیری حکومت ہے بالیقیں
ہر چیز جس کے تابع وہ سلطاں تمہیں تو ہو

حدیث شریف میں ہے۔ کہ

فَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرَائِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ۔ ترجمہ: میرے دو وزیر آسمان کے جبریل اور میکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین کے دو وزیر ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما ہیں۔

ہر آدمی جانتا ہے کہ وزیر بادشاہ کے ہوتے ہیں چونکہ آپ کے وزیر آسمان میں بھی ہیں اور زمین پر بھی، اس لیے آپ آسمان کے بھی بادشاہ ہوئے اور زمین کے بھی۔ ہر کوئی اس حقیقت سے آگاہ ہے۔ کہ ملک میں جو بھی حکم اور قانون جاری ہوتا ہے۔ وہ بادشاہ کے دربار سے جاری ہوتا ہے اور چونکہ آپ زمین و آسمان کے بادشاہ ہیں لہٰذا زمین و آسمان کا ہر حکم آپ کے دربار دُربار سے جاری ہوتا ہے۔

چنانچہ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی فرماتے ہیں۔

فَھُوَ خَزَانَۃُ السِّرِّ وَمَوْضِعُ نُفُوْذِ الْاَمْرِ فَلَا یَنْفُذُ اَمْرٌ اِلَّا مِنْہُ۔ یعنی حضور علیہ السلام راز کے خزانہ اور حکم کے جاری ہونے کی جگہ ہیں کوئی حکم جاری نہیں ہوتا مگر آپ کے دربار عالیہ سے۔

ے بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

امام اجل امام احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب مستطاب جوہر منظم میں فرماتے ہیں۔

ھُوَ صلی اللہ علیہ وسلم خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ الَّذِیْ جَعَلَ خَزَائِنَ کَرَمِہٖ وَمَوَائِدَ نِعَمِہٖ طَوْعَ یَدَیْہِ وَاِرَادَتِہٖ یُعْطِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام اللہ تعالےٰ کے وہ خلیفہ اعظم ہیں کہ حق تعالےٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان سب ان کے ہاتھوں کے مطیع اور ان کے ارادے کے زیر فرمان کر دیئے جسے چاہتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں۔

(الامن والعلی صفحہ ۱۰۲)

Marfat.com

ع یہ اکرام ہے مصطفٰے پر خدا کا
کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفٰی کا

چونکہ خدا تعالےٰ نے آپ کو اپنے خزانوں کا مالک و مختار بنایا ہے اس لیے تمام خزانوں کی کنجیاں آپ کے حوالے کر دیں، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور مالک المفاتیح صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بَیْنَ اَنَا نَائِمٌ اِذْ جِیءَ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ۔ ترجمہ: میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔ (بخاری شریف)

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور مالک و مختار نے ارشاد فرمایا اُعْطِیْتُ مَالَمْ یُعْطَ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحُ الْاَرْضِ۔ (مسند امام احمد)
ترجمہ: مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا رعب سے میری مدد فرمائی گئی اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔
اُوْتِیْتُ بِمَقَالِیْدِ الدُّنْیَا عَلٰی فَرَسٍ اَبْلَقَ جَاءَ فِیْ بِہٖ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ قَطِیْفَۃٌ مِّنْ سُنْدُسٍ۔
ترجمہ: دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں جبریل لے کر آئے اس پر نازک ریشم کا زین پوش تھا۔ (دلائل النبوت)

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ جب حضور انور میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا کہ آپ سجدے میں پڑے ہیں۔ پھر ایک سفید ابر نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور علیہ السلام اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمی بچھونا بچھا ہے۔ اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے۔ کہ نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں اور نبوت کی کنجیاں ان سب پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ کر لیا۔ پھر ایک اور ابر نے حضور علیہ السلام کو ڈھانپ لیا۔ کہ میری نگاہ سے چھپ گئے پھر روشنی ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز رنگ کا لپٹا ہوا کپڑا حضور علیہ السلام کی مٹھی مبارک میں ہے۔ اور کوئی منادی کہہ رہا ہے واہ واہ۔

Marfat.com

تبضٰی محمدٌ علی الدُّنیا کلّھا لم یبق خلقٌ من اھلھا الا دخل فی قبضتہٖ۔ ترجمہ ساری دنیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضے میں آگئی، زمین و آسمان کی کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی ہو

(الامن والعلی)

حضور پُر نور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن پل صراط کے پاس ایک منبر بچھایا جائے گا، پھر ایک فرشتہ آکر اس کے پہلے زینے پر کھڑا ہو جائے گا اور ندا کہے گا اے گروہ مسلمانان جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے مجھے نہ پہچانا تو سنو میں مالک جہنم ہوں اور اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابوبکر کے سپرد کردوں، ہاں گواہ ہو جاؤ پھر ایک اور فرشتہ دوسرے زینے پر آکر کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا اے گروہ مسلمانان جس نے مجھے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا تو میں رضوان جنت ہوں، مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردوں اور ان کا حکم ہے کہ میں یہ کنجیاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سپرد کردوں۔

(نزہتہ المجالس صفحہ ۳۴۴)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ نے حضور علیہ السلام کو خزانوں کی کنجیاں، زمین و آسمان کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں جنت کی کنجیاں اور دوزخ کی کنجیاں عطا فرمادیں، اب امام الوہابیہ کا اقرار سنیئے:

تقویت الایمان صفحہ ۱ پر لکھتا ہے جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے قبضہ اختیار میں ہوتا ہے۔ جب چاہے کھولے اور جب چاہے نہ کھولے۔ چونکہ مذکورہ تمام خزانوں کی کنجیاں خدا نے حضور پُر نور کو عطا فرمادی ہیں۔ لہذا حضور علیہ السلام ان تمام خزانوں کے مالک و مختار ہیں جس کو جب چاہیں جس خزانے سے چاہیں عطا کردیں۔ ؎

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا

(مولانا حسن رضا)

کیوں نہ علم پہ ہوا احسان احمد مختار کا
ہے وہ مالک خالق کونین کی سرکار کا (ظفر)

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جمیع اُمت پیش کی گئی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسولِ پاک اپنے مکان سے باہر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ جملہ امتیں میرے سامنے پیش کی گئیں ایک نبی میرے پاس سے اس حال میں گزرے کہ اس کے ساتھ اس کا صرف ایک امتی تھا۔ ایک نبی اس حال میں گزرے کہ اس کے ساتھ دو امتی تھے اور ایک نبی اس حال میں گزرے کہ اس کے ساتھ کوئی آدمی نہ تھا اور ایک نبی اس حال میں گزرے کہ اس کے ساتھ ایک جماعت تھی پھر میں نے ایک انبوہِ کثیر کو دیکھا میں یہ سمجھا کہ یہ میری امت ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی ہیں، پھر مجھ سے کہا گیا کہ آپ دیکھئے میں نے دیکھا تو کثیر مخلوق تھی جس نے افق کو گھیر رکھا تھا، مجھ سے کہا گیا کہ یہ لوگ آپ کی اُمت ہے اور ان کے ساتھ وہ ستر ہزار لوگ ہیں جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ میری امت میں سے ایسے ستر ہزار آدمی جنت میں جائیں گے، جن کے ذمے کچھ حساب نہ ہوگا۔ میں نے اپنے رب سے زیادتی کی طلب کی میرے رب نے فرمایا کہ ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار آدمی ہوں گے۔ (خصائص کبریٰ ج۲ ص۱۹۵)

علامہ علاؤالدین بغدادی نے زیرِ آیت مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا عُرِضَتْ عَلَيَّ اُمَّتِيْ فِيْ صُوَرِهَا فِي الطِّيْنِ كَمَا عُرِضَتْ عَلٰى آدَمَ وَاُعْلِمْتُ مَنْ يُّؤْمِنُ بِيْ وَمَنْ يَّكْفُرُ بِيْ (یعنی مجھ پر میری امت مٹی میں اپنی اپنی صورتوں پر پیش کی گئی جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پیش ہوئی تھی اور مجھے بتا دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون میرا انکار کریگا

یہ خبر جب منافقوں کو پہنچی تو وہ ہنس کر کہنے لگے کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان کو لوگوں کی پیدائش سے پہلے ہی کافر و مومن کی خبر ہوگئی، ہم تو ان کے ساتھ ہیں اور ہمیں پہچانتے نہیں، منافقوں کا یہ اعتراض حضور علیہ السلام تک پہنچا آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور خدا تعالےٰ کی حمد و ثنا کی اور پھر فرمایا

مَا بَالُ اَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِيْ عِلْمِيْ لَا تَسْئَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ اِلَّا اَنْبَأْتُكُمْ بِهٖ

ان قوموں کا کیا حال ہے جو ہمارے علم میں طعن کرتے ہیں اب سے قیامت تک کی کسی چیز کے بارے

Marfat.com

ہیں جو بھی تم مجھ سے پوچھو گے میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کھڑے ہوگئے اور عرض کی یارسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا تمہارے باپ حذافہ ہیں۔ اور پوچھو تب فاروق اعظم نے عرض کی یارسول اللہ ہم اللہ کی ربوبیت اسلام کے دین ہونے پر قرآن کے امام ہونے پر اور آپ کے نبی ہونے پر ایمان رکھتے ہیں، ہمیں معافی دیجئے تب حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا تم ایسے طعنوں سے باز رہو گے کیا تم باز رہو گے؟ اور آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ (معالم التنزیل ص ۳۸۱، تفسیر خازن ص ۳۸۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے علم میں طعن کرنا منافقوں کا کام ہے، لہذا ان لوگوں کو اپنی حیثیت پر غور کرنا چاہیے جو دن رات امام الانبیاء کے علم کو اپنی عقل کے ناتمام ترازو میں تولتے رہتے ہیں، جن کی تقریروں اور تحریروں کا طول وعرض یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح یہ ثابت کیا جائے کہ نبی کو فلاں چیز کا علم نہیں اور فلاں واقعہ کی خبر نہ تھی، سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے لوگ اپنے آپ کو منافقین کے زمرے میں شامل کرنے کی سعی بلیغہ کیوں کرتے ہیں۔ اور ایسا کرنے میں انہیں کون سی بھلائی منظر آتی ہے۔ حالانکہ منافقین کے انجام کے بارے میں خدا تعالے ارشاد فرماتے ہیں، اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ یعنی بے شک منافق دوزخ کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے، وہ لوگ جو آپ کے علم کو موضوع بحث بناتے ہیں ان کو اپنی قوت علمی کا ماتم کرنا چاہیئے کہ ان کا اپنا ظرف اتنا تنگ ہے کہ علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں گنجائش نہیں۔ یاد رکھیے وہ علم جس کی تحصیل کے بعد انسان نبی کو پرکھنے لگے وہ جہالت سے بدتر ہے۔ ایسے علم سے انسان کا بے علم رہنا بہتر ہے۔ ؎

جہڑا علم غرور ودھاوے قابو نفس نہ آوے
اس علموں بے علمی چنگی آکھ حکیم سناوے

دوسری بات اس حدیث سے یہ ثابت ہوئی کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب کو ساری خلق کی ایسی پوشیدہ باتوں پر مطلع فرمایا کہ جو دوسروں کو معلوم نہیں ہوسکتیں۔ دیکھو سیدنا عبداللہ کے باپ حذافہ ہی ہیں نہ کوئی اور یہ ایسی بات ہے جسے عبداللہ کی ماں کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا، مگر حضور علیہ السلام باذنِ پروردگار اس پر بھی مطلع ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت عبداللہ کی والدہ اپنے بیٹے عبداللہ پر بہت ناراض ہوئیں اور بولیں کہ تم نے مجھے آج بدنام کر دیا تھا اگر زمانہ جاہلیت میں میں نے کوئی جرم کیا ہوتا تو آج بھرے مجمع میں میری رسوائی ہو جاتی۔ ہم لوگوں نے دور جاہلیت

Marfat.com

میں بڑے بڑے گناہ کیے ہیں۔ ان سے پوچھ پوچھ کر کیوں ہمارے پردے فاش کراتے ہو۔

ے جو ہوا ہوتا ہے جو کچھ ہوگا جو کونین میں
سب کا سب ہے آپکے پیش نظر یا مصطفےٰ

افضل الانبیاء

حضور علیہ السلام تمام پیغمبروں سے افضل ہیں۔ بلکہ خدا کے بعد آپ ہی کا درجہ ہے اسی پر امت کا اجماع ہے اور اس پر بے شمار دلائل عقلیہ ونقلیہ قائم ہیں۔ کچھ دلائل تفسیر کبیر سے نقل کیے جاتے ہیں۔

۱۔ رب العزت نے اپنے متعلق فرمایا الحمد للہ رب العالمین اور حضور پُرنور علیہ السلام کے لیے فرمایا وَمَا اَرسلنٰک اِلّا رحمۃ للعالمین۔ جس طرح عالمین وہاں ہے اسی طرح عالمین یہاں ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ جس کا خدا رب ہے اس کے لیے حضور رحمت ہیں اور ظاہر ہے کہ عالمین میں انبیاء بھی داخل ہیں۔ لہٰذا آپ ان کے لیے بھی رحمت ہوئے اور یقیناً رحمت مرحوم سے افضل ہے۔

۲۔ رب تعالےٰ فرماتا ہے وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَک اے محبوب میں نے تمہارا ذکر بلند کر دیا پنچ کلمہ اذان التحیات بلکہ ہر جگہ اپنے نام کے ساتھ حضور علیہ السلام کا نام رکھا۔ ے

اذاں کیا جہاں تک ایمان والو ؛ پس ذکر حق ذکر ہے مصطفےٰ کا
اذانوں میں خطبوں میں شادی وغم میں ؛ غرض ذکر ہوتا ہے ہر جا تمہارا

۳۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اَنَا سَیِّدُ وُلدِ آدَمَ یَومَ القِیَامَۃِ قیامت کے دن میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ اور حضرت آدم کی اولاد میں انبیاء کرام بھی ہیں۔ لہٰذا آپ نبیوں سے افضل قرار پائے۔

۴۔ آپ جنت میں سب پیغمبروں سے پہلے داخل ہوں گے، جب سب قیامت کے دن خاموش ہوں گے تو آپ ہی رب سے کلام فرمائیں گے، آپ کو ہی حبیب اللہ کا خطاب ملا۔

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

Marfat.com

میرے پاس جبریل امین آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَلَمْ اَرَیٰ رَجُلاً اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ ترجمہ میں نے زمین کے مشارق اور مغارب کو دیکھا میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کسی کو نہ دیکھا۔ امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے سبھی میں نے چھان ڈالے
تیرے پایہ کا نہ پایا ، تجھے یک نے یک بنایا !

ایک اعتراض کا جواب

اگر حضور علیہ السلام تمام نبیوں سے افضل ہیں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا لَا تُفَضِّلُوْنِیْ بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ مجھے نبیوں پر فضیلت نہ دو۔

الجواب :۔ علامہ قاضی عیاض ، ملا علی قاری اور علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے اس اعتراض کے کئی جوابات دیے ہیں ان میں سے چند اختصاراً نقل کیے جاتے ہیں ۔

۱ :۔ جب حضور علیہ السلام نے لاتفضلونی بین الانبیاء فرمایا تو اس وقت آپ کو یہ علم نہ تھا کہ آپ اولادِ آدم کے سردار ہیں ۔

۲ :۔ آپ نے تکبر سے بچنے کے لیے اور عجز و انکساری اور اظہارِ تواضع کے لیے یہ فرمایا کہ مجھے دوسرے نبیوں پر فضیلت نہ دو ۔

۳ :۔ اس حدیث کا منشا یہ تھا کہ نبیوں کو اس طرح ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو کہ ان میں سے ایک کی فضیلت بیان کرتے وقت دوسرے کی تنقیص کا ارتکاب کر بیٹھو ۔

۴ :۔ آپ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ نفسِ نبوت میں کسی نبی کو کسی دوسرے پر فضیلت نہ دو کہ وصفِ نبوت میں سب نبی برابر ہیں ۔ کوئی کسی سے افضل نہیں ، ہاں فضیلت خصائص اور معجزات اور کمالات میں ہے ۔ چونکہ حضور علیہ السلام کے مراتب ، کمالات معجزات اور خصائص دوسرے نبیوں سے کہیں زیادہ ہیں ، لہذا آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں ۔

(شفا شریف ص ۱۴۲ ، جواہر البحار ج ۱ ص ۴۸ ، مرقات ج ۱۱ ص ۴۴ ،

Marfat.com

افضلُ الملائکہ

حضور نبی کریم رؤف رحیم تمام فرشتوں سے افضل ہیں۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کا وقت قریب ہوا تو رب تعالےٰ کی بارگاہ میں عرض کی الٰہی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں کہ میری لغزش کو معاف کر دے رب تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسے جانا حالانکہ میں نے ابھی ان کو پیدا بھی نہیں کیا، عرض کی یا اللہ جب تو نے مجھے اپنے یدِ قدرت سے پیدا فرمایا اور تو نے مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اُٹھا کر دیکھا مجھے عرش کے پایوں پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ لکھا دکھائی دیا میں سمجھ گیا کہ یہ تیری مخلوق میں سے تجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا رکھا ہے اس پر خدا تعالےٰ نے ارشاد فرمایا یَا آدَمُ اِنَّہٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ وَاِذَا سَاَلْتَنِیْ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ فَقَدْ غَفَرْتُ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا غَفَرْتُ لَکَ۔ اے آدم بیشک محمد صلے اللہ علیہ وسلم مجھے ساری مخلوق سے پیارا ہے اب جب کہ تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا ہے تو میں نے تجھے بخشدیا اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو تیری بخشش نہ ہوتی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام تمام مخلوق میں سے رب کے نزدیک زیادہ پیارے ہیں اور مخلوق میں فرشتے بھی آجاتے ہیں لہذا آپ فرشتوں سے بھی افضل قرار پائے۔

۲۔ حضور علیہ السلام کی حدیث ہے فرماتے ہیں:۔

وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ قیامت کے دن آدم علیہ السلام اور ان کے سوا تمام ہی دوسرے پیغمبر میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہیں۔

(ب) اب سنئے کہ حضرت آدم علیہ السلام ملائکہ سے افضل ہیں۔ خدا تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مسجودِ ملائکہ بنایا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ اور

Marfat.com

جبکہ تیرے رب نے فرشتوں کو فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْس تو سب نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالےٰ ہے اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ بلاشبہ اللہ تعالےٰ نے تمام عالمین سے حضرت آدم نوح آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کو چن لیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک تمام عالمین سے حضرت آدم نوح آلِ ابراہیم اور آلِ عمران زیادہ محبوب اور افضل ہیں اور عالمین میں فرشتے بھی داخل ہیں۔ لہٰذا حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں سے افضل ہوئے۔ چونکہ حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں سے افضل ہیں اور سرکارِ دو عالم حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور پُرنور فرشتوں سے افضل ہیں۔

۳۔ قیامت کے دن جب حضور علیہ السلام مقامِ محمود پر جلوہ افروز ہوں گے تو یَحْمَدُہٗ فِیْہِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ تمام اولین اور آخرین آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہوں گے۔ اولین اور آخرین میں فرشتے بھی آجاتے ہیں۔ لہٰذا فرشتے بھی آپ کو مقامِ محمود میں دیکھ کر زبانِ حال سے یوں گویا ہوں گے کہ اے حبیب خدا بے شک تیرے اس مرتبہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

۴۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا جس میں تین چیزیں ہوں گی اس نے ایمان کی شیرینی کو پالیا (ان میں سے ایک یہ ہے کہ) جس کو اللہ اور اس کا رسول تمام مخلوق سے زیادہ محبوب اور پیارے ہوں۔

اس حدیث پر غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ اگر اللہ تعالےٰ کے بعد کسی کا مرتبہ اور مقام ہے تو وہ سرورِ کونین ہیں اور کوئی مخلوق خواہ انسان ہو جن ہوں یا فرشتے جب تک خدا کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں کریں گے کمالِ ایمان کے مرتبہ پر فائز نہیں ہوسکتے۔ پس ثابت ہوا کہ حضور انسانات، جنات اور ملائکہ سے افضل ہیں

۵۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے جبرائیل امین نے بتایا کہ خدا نے میرے متعلق ارشاد فرمایا کہ اے محبوب میں نے سات چیزوں سے تجھ پر احسان کیا ان میں پہلی یہ ہے کہ اِنِّیْ لَمْ اَخْلُقْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَکْرَمَ عَلَیَّ مِنْکَ میں نے زمین و آسمان میں کسی ایسی مخلوق کو پیدا نہیں کیا جو میرے نزدیک تجھ سے بہتر ہو۔

Marfat.com

آسمان کی مخلوق ہیں فرشتے بھی ہیں، لہذا ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک فرشتوں سے آپ کا مرتبہ زیادہ ہے۔

۶:۔ حضرت بشر بن سعاف فرماتے ہیں کہ ایک دن جمعہ کے روز ہم مسجد میں حضرت عبداللہ بن سلام کے ساتھ بیٹھے تھے کہ عبداللہ بن سلام نے فرمایا اِنَّ اَعْظَمَ اَیَّامِ الدُّنْیَا یَوْمُ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ وَفِیْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَاِنَّ اَکْرَمَ خَلِیْفَةِ اللّٰهِ عَلَی اللّٰهِ اَبُو الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم بیشک دنیا کے تمام دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے اس دن خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، اسی دن قیامت قائم ہوگی اور بلاشبہ اللہ کے نزدیک اللہ کی ساری مخلوق میں سے ابوالقاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں۔ حضرت بشر بن سعاف فرماتے ہیں میں نے کہا کہ کیا ملائکہ سے بھی افضل ہیں تو انہوں نے کہا اے بھتیجے یہ ملائکہ بھی زمین و آسمان ہوا اور پہاڑ کی طرح ایک مخلوق ہے جب ساری مخلوق سے افضل ہے تو ملائکہ بھی مخلوق میں آگئے لہذا آپ ملائکہ سے بھی افضل ہوئے۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص۱۳۷)

ملک الموت کا اجازت طلب کرنا

حضور علیہ السلام کی وفات سے تین دن پہلے جبریل امین آپ کے پاس تیمار داری کے لیے حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے مجھے خاص طور پر آپ ہی کے لیے بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ سے پوچھتا ہے کہ آپ کا کیا حال ہے اور آپ اپنے آپکو کیسا پاتے ہیں، حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے آپ کو مغموم اور مکروب پاتا ہوں، دوسرا دن ہوا تو جبریل امین نے پھر بھی آکر عرض کی آپ نے پھر وہی جواب دیا جب تیسرا دن ہوا تو جبریل امین حضرت عزرائیل علیہ السلام کو لے کر آپ کے درِ دولت پر حاضر ہوئے اور ان دونوں کے ساتھ وہ فرشتہ بھی تھا جو ہوا میں معلق رہتا ہے جو نہ کبھی زمین پر اترا اور نہ کبھی آسمان پر چڑھا ہے اس فرشتے کا نام اسماعیل ہے اور وہ ستر ہزار فرشتوں پر حکمران ہے اور ان ستر ہزار میں سے ہر فرشتہ ستر ہزار فرشتوں پر حاکم ہے ان سب فرشتوں سے پہلے جبریل امین نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو کسطرح پاتے ہیں آپ نے فرمایا میں اپنے آپ کو مغموم اور مکروب پاتا ہوں پھر ملک الموت نے دروازے پر

Marfat.com

آکر اجازت طلب کی، جبریل امین نے عرض کی یا رسول اللہ ملک الموت آپ کے پاس آنے کی اجازت مانگتے ہیں انہوں نے آپ سے پہلے کبھی کسی سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ آپ کے بعد کسی سے اجازت طلب کریں گے۔ آپ نے جبریل امین سے فرمایا ان کو اندر آنے کی اجازت دے دو، ملک الموت مکان میں داخل ہوئے اور رسول اکرم کے سامنے کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ خدا تعالےٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ میں آپ کی اطاعت کروں، اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کی روح قبض کروں، اور اگر آپ اجازت نہ دیں تو میں روح قبض نہ کروں، آپ نے ملک الموت سے فرمایا کیا تم یہ کر سکو گے اس نے عرض کی ہاں مجھے یہی حکم ہوا ہے۔ حضور علیہ السلام نے جبریل امین کی طرف دیکھا تو جبریل امین نے عرض کی یا رسول اللہ اِنَّ اللّٰہَ قَدِ اشْتَاقَ اِلٰی لِقَائِکَ بے شک اللہ تعالےٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے آپ نے فرمایا اے ملک الموت تجھے جس بات کا حکم ہوا ہے اس کو پورا کرو، جبریل علیہ السلام نے عرض کی السلام علیک یا رسول اللہ زمین پر میرا یہ آخری پھیرا ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے۔ کہ جبریل امین نے عرض کی تو بودی حاجت من از دنیا و برائے تو می آمدم بدنیا یعنی میرے دنیا میں آنے کا مقصود اور مطلوب آپ تھے میں آپ ہی کے لئے دنیا میں آتا تھا۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے وفات پائی اور اہل بیت کے پاس ایک آنے والا آیا جس کی آواز سنائی دیتی تھی لیکن جسم نظر نہ آتا تھا اس نے آکر کہا السلام علیکم یا اہل البیت و رحمۃ اللہ و برکاتہ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ہر نفس کے لئے موت ہے اور قیامت کے دن تمہیں پورا پورا اجر ملے گا اور ہر مصیبت سے صبر ہے آپ اللہ کے ساتھ بھروسہ رکھیں اور اللہ ہی سے امید رکھیں، حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا کیا جانتے ہو کہ یہ کون ہیں یہ خضر علیہ السلام ہیں۔

حضرت جبریل امین نے جو یہ فرمایا کہ میرا یہ دنیا میں آخری پھیرا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یا رسول اللہ چونکہ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ لہٰذا میں کسی نئی شریعت کے احکام لے کر نازل نہیں ہوں گا۔ اگر یہ مطلب لیا جائے کہ حضور علیہ السلام کے بعد جبریل امین زمین پر نازل نہیں ہوئے تو قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ شب قدر میں فرشتے اور روح الامین نازل ہوتے ہیں، جبریل امین لیلۃ القدر میں بعض خوش نصیب لوگوں سے مصافحہ بھی کرتے ہیں۔ اور اس کی نشانی یہ ہے کہ جس کے ساتھ وہ مصافحہ کرتے ہیں اس

Marfat.com

پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ حضرت حسن بن صالح فرماتے ہیں کہ میرے بھائی نے جس رات وفات پائی، اس رات اس نے مجھ سے پانی مانگا میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا اختتام نماز پر میں نے اسے پانی کا پیالہ پیش کیا تو اس نے کہا میں نے ابھی پیا ہے میں نے کہا تجھے پانی کس نے دیا حالانکہ اس کمرے میں میرے اور تیرے سوا کوئی تیسرا آدمی نہیں اس نے کہا کہ ابھی میرے پاس جبریل امین آئے اور انہوں نے مجھے پانی پلایا۔ وَقَالَ لِیْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ وَاُمُّكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ۔ شرح الصدور صـ ۳۴

ترجمہ اور مجھ سے کہا تو تیرا بھائی اور تیری والدہ ان لوگوں میں سے ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی نبیوں صدیقوں شہیدوں اور نیکوں میں سے بعد ازاں میرے بھائی نے وفات پائی۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ملک الموت آپ کے پاس مرض وفات میں اس حال میں آئے کہ آپ کا سر مبارک حضرت علی کی آغوش میں تھا۔ ملک الموت نے اذن چاہا اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا حضرت علی نے ان سے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ، ہم لوگ تمہاری طرف متوجہ نہیں ہو سکتے حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ابوالحسن جانتے ہو یہ کون ہے یہ ملک الموت ہے آپ نے فرمایا (اے ملک الموت) رشد کی حالت میں داخل ہو جاؤ۔ جب ملک الموت داخل ہوئے انہوں نے کہا آپ کا رب آپ پر سلام کہتا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ سے پہلے ملک الموت نے کسی اہل بیت کو سلام نہیں کیا اور نہ آپ کے بعد کسی اہل بیت کو سلام کرے گا۔

(خصائص کبریٰ صـ ۲/۲۸۱ ، مدارج النبوت صـ ۲/۵۵۲)

ایک روایت میں ہے کہ جبریل نے حضور علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ کا رب آپ کو السلام علیک ورحمۃ اللہ کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کو شفائے کاملہ دوں۔ اور کفایت کروں اور اگر آپ چاہیں تو آپ کو وفات دوں اور بخش دوں۔ آپ نے فرمایا میرا رب جو چاہے میرے ساتھ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں آپ ہمیشہ رہیں اور پھر جنت میں تشریف لے جائیں یا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ رب کی ملاقات کریں اور پھر جنت میں تشریف لے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں رب تعالیٰ کی ملاقات اور پھر جنت کو پسند کرتا ہوں۔ (حلبیہ صـ ۳/۳۹۱)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کی وفات کا دن آیا تو اللہ تعالےٰ نے ملک الموت سے فرمایا کہ زمین پر میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا اور بغیر اجازت ان کے ہاں داخل نہ ہونا اور بے اجازت ان کی روح قبض نہ کرنا۔ پس ملک الموت ایک اعرابی کی صورت میں حضور علیہ السلام کے دروازے پر آیا اور کہا السلام علیکم اہل بیتِ نبوت و معدن الرسالت و مختلف الملائکہ مجھے اجازت دو کہ میں تم پر خداوند تعالےٰ کی رحمت لاؤں اس وقت حضرت فاطمۃ الزہراء حضور علیہ السلام کے سرہانے تشریف فرما تھیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ پیغمبر علیہ السلام کی طبیعت ناساز ہے لہذا اس وقت ملاقات نہیں ہو سکتی، ملک الموت نے دوبارہ اجازت طلب کی وہی جواب سُنا، تیسری مرتبہ اجازت طلب کی اور اس مرتبہ بلند آواز سے اجازت طلب کی اس آواز سے گھر کا ہر فرد لرزہ براندام ہو گیا اس اثناء میں حضور علیہ السلام کو ذرا ہوش آیا اور آپ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہو رہا ہے، ساری صورتِ حال آپ کے سامنے پیش کی گئی، آپ نے فرمایا اے فاطمہ جانتی ہو یہ کون ہے یہ لذات اور شہوات کو قطع کرنے والا، جماعتوں کو جُدا کرنے والا ہے عورتوں کو بیوہ کرنے والا اور بچوں کو یتیم کرنے والا ملک الموت ہے جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے یہ سُنا تو گریہ وزاری شروع کر دی۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا بیٹی رو و نہیں تمہارے رونے سے عرش الٰہی کے اٹھانے والے فرشتے بھی رو رہے ہیں۔ پھر اپنے ہاتھوں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی اشک شوئی فرمائی اور آپ کو بشارت دی کہ میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تو مجھے آکر ملے گی اور تو جنتی عورتوں کی سردار ہے۔ پھر فرمایا کہ اے فاطمہ اپنے فرزندوں کو لاؤ آپ نے حسنین کریمین کو آپ کی بارگاہ میں پیش فرمایا۔ انہوں نے جب اپنے نانا جان کو شدید درد و کرب میں مبتلا دیکھا تو رونا شروع کر دیا اور ان کے رونے سے گھر کا ہر فرد رونے لگا۔ (مدارج النبوت ص ۵۵۳ ج ۲)

جد محبوب پیارے وچھڑن کون رووے مڑ بھوڑا

سب روگاں دا روگ محمد جس دا نام وچھوڑا

پناہ خدا دی قسم خدا دی بُرے نہیں وقت جدائیاں

اگلے لوگ جدائیاں کولوں دیندے گئے نیں دہائیاں

Marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ جب ملک الموت اعرابی کی شکل میں آیا تو اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی پس اسے اجازت دی گئی اس نے عرض کی السلام علیکم ایہا النبی خدا تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور مجھے اس نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کی اجازت سے آپ کی روح قبض کر دوں ، حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ملک الموت جب تک میرے پاس میرے بھائی جبریل امین نہ آئیں اس وقت تک میری روح کو قبض نہ کرنا اسی وقت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا اے جبریل ایسے وقت میں مجھے تنہا چھوڑتے ہو۔ جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپکے لیے بشارت لایا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مالک جہنم سے فرمایا کہ آج آتش دوزخ کو سرد کر دو کہ میرے محبوب کی روح مقدسہ آسمان پر آ رہی ہے ، حوروں کو حکم دیا گیا کہ وہ خوب آراستہ پیراستہ ہو جائیں فرشتوں کو حکم ہوا کہ صف بستہ کھڑے ہو جائیں کہ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ رہی ہے اور مجھے خدا نے حکم دیا کہ زمین پر جاؤ اور میرے محبوب سے کہو کہ جنت تمام نبیوں اور امتوں پر حرام ہے جب تک آپ اور آپ کی امت اس میں داخل نہ ہوں اور قیامت کے دن آپکی امت کے بارے میں خدا آپ کو اتنا دے گا ۔ کہ آپ راضی ہو جائیں گے اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ملک الموت جس بات کا تمہیں حکم ہوا ہے اس کی تعمیل کرو پس ملک الموت نے آپ کی روح کو قبض کیا اور اعلیٰ علیین میں لے گئے اور یہ کہتے ہوئے گئے کہ یا محمداہ یا رسول رب العالمین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آسمان سے فرشتے کی آواز سنتا تھا جو کہتا تھا وا محمداہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپکی روح مقدسہ قبض ہوئی تو میں نے ایک ایسی خوشبو محسوس کی کہ اس سے بہتر خوشبو مجھے کبھی محسوس نہیں ہوئی ۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ قبض روح کے بعد میں نے حضور علیہ السلام کے سینے پر ہاتھ رکھا تو کئی جمعوں تک میرے ہاتھ سے کستوری کی خوشبو آتی رہی حالانکہ میں نے اپنے ہاتھوں کو کئی بار دھویا اور ان کے ساتھ کھانا بھی تناول فرمایا ۔

(مدارج النبوت ص ۵۵۵ ج ۲ ، معارج النبوت رکن چہارم ص ۲۳۵)

علاوہ ازیں جبریل امین بھی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اجازت لے کر حاضر ہوتے تھے ، چنانچہ علامہ عبدالوہاب نے لکھا ہے کہ حضرت ابو رافع فرمایا کرتے تھے ۔ کہ کَانَ جِبْرِیْلُ

Marfat.com

عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذَا اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقِفُ عَلَی الْبَابِ ثُمَّ یَسْتَأْذِنُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللہ علیہ وسلم فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا سَمِعَ عَرَفَ صَوْتَہٗ فَیَخْرُجُ فَوْرًا فَیَاْخُذُہٗ وَیَدْخُلُ بِہِ الْبَیْتَ وَرُبَّمَا یَقِفُ عَلَی الْبَابِ حَتّٰی یَنْقَضِیَ نَوْحُہٗ وَلَمْ یَدْخُلْ۔ (کشف الغمہ ص۱۱)

ترجمہ: حضرت جبریل علیہ السلام نبی پاک کے پاس آتے تو دروازے پر ٹھہر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آواز سن کر پہچان جاتے پس جلدی سے باہر تشریف لاتے اور جبریل امین کو اپنے ساتھ گھر میں لے جاتے اور اکثر یوں ہوتا کہ ان کے ساتھ دروازے پر کھڑے رہتے حتیٰ کہ وحی اختتام پذیر ہو جاتی اور وہ جبریل (گھر میں) داخل نہ ہوتے۔

ان کے گھر میں بے اجازت جبرائیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلِ بیت (ذوقِ نعت)

آپ کی قبر مبارک عرش الٰہی سے افضل ہے

اجماع امت اور اتفاق علماء سے یہ بات ثابت ہے کہ تمام ملکوں اور شہروں سے افضل مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہیں لیکن ان دونوں کی فضیلت میں ایک دوسرے کی نسبت اختلاف ہے تمام علماء کے اجماع کے بعد یہ ثابت ہے کہ زمین کا وہ ٹکڑا جو حضور علیہ السلام کے جسم مبارک سے ملا ہوا ہے وہ تمام اجزائے زمین یہاں تک کہ کعبہ سے بھی افضل ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ وہی ٹکڑا تمام آسمان بلکہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے۔ اگر تمام اجزائے زمین کو آسمان پر اس وجہ سے فضیلت دی جائے کہ حضور علیہ السلام کی قبر انور زمین پر ہے تو موزوں ہے۔ موضع قبر شریف کو مستثنیٰ کرنے کے بعد اختلاف اس میں ہے کہ بقیہ مدینہ مکہ سے افضل ہے یا نہیں۔ حضرت عمر، عبد اللہ بن عمر اور دیگر صحابہ کرام امام مالک اور مدینہ کے اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ مدینہ افضل ہے۔ اور بہت سے علماء مدینہ طیبہ کی افضلیت کے مسئلہ پر ان حضرات سے متفق ہیں۔ لیکن کعبہ شریف کا استثناء کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مدینہ مکہ سے سوائے کعبہ کے افضل ہے۔ پس خلاصہ کلام یہ نکلا کہ قبر انور مطلقاً کعبہ اور مکہ سے افضل ہے۔ اور کعبہ معظمہ سوائے قبر شریف کے باقی شہر مدینہ سے افضل ہے اور باقی مدینہ باقی مکہ سے افضل ہے۔ مدینہ طیبہ کی جملہ فضیلتوں میں سے ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ خلاصہ ہژدہ ہزار

Marfat.com

عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرقد منیف بھی ہے احادیث صحیحہ میں مختلف طریقوں سے واقع ہوا ہے کہ ہر آدمی کی پیدائش اسی مٹی سے ہوتی ہے جہاں وہ دفن ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں اِنَّ حَبْشِیًّا دُفِنَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم دُفِنَ بِالطِّیْنَۃِ الَّتِیْ خُلِقَ مِنْھَا ایک حبشی مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا تو اللہ کے رسول نے فرمایا جس مٹی سے اس کی پیدائش ہوئی ہے اسی مٹی میں دفن کیا گیا۔ (شرح الصدور صہ ۴۱)

حضرت ہلال بن یساف رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ اِلَّا وَفِیْ سُرَّتِہٖ مِنْ تُرْبَۃِ الْاَرْضِ الَّتِیْ یَمُوْتُ فِیْھَا نہیں کوئی پیدا ہونا پیدا ہونے والا مگر یہ کہ اس کی ناف میں اس زمین کی مٹی ہوتی ہے۔ جہاں اس نے دفن ہونا ہوتا ہے۔ (شرح الصدور صہ ۴۲)

چونکہ جہاں کسی نے دفن ہونا ہوتا ہے اسی جگہ کی مٹی سے اس کی پیدائش ہوتی ہے اور مدینہ طیبہ میں حضور علیہ السلام کی مرقد انور کے علاوہ اکثر آل، اصحاب اور تابعین کے مزارات ہیں لہٰذا مدینہ منورہ کی فضیلت اور شرف کے لیے یہی کافی ہے اور اسی سے مدینہ منورہ کی افضلیت ثابت ہو گئی۔

(جذب القلوب صہ ۲۶)

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ ؛ کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ
سیر گلشن کون دیکھے دشت طیبہ چھوڑ کر ؛ سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

(ذوق نعت)

Marfat.com

قسمِ دوم

اس قسم میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وُہ خصائص بیان کیے جائیں گے جن کا تعلق آپ کی اخروی زندگی کے ساتھ ہے۔

انشقاقِ قبر

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَنَا اَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ فَاَجْلِسُ جَالِسًا فِیْ قَبْرِیْ فَیُفْتَحُ بَابٌ اِلَی السَّمَآءِ بِحِیَالِ رَأْسِیْ حَتّٰی اَنْظُرَ اِلَی الْعَرْشِ ثُمَّ یُفْتَحُ لِیْ بَابٌ مِنْ تَحْتِیْ حَتّٰی اَنْظُرَ اِلَی الْاَرْضِ السَّابِعَةِ حَتّٰی اَنْظُرَ اِلَی الثَّرٰی ثُمَّ یُفْتَحُ بَابٌ عَنْ یَمِیْنِیْ حَتّٰی اَنْظُرَ اِلَی الْجَنَّةِ وَمَنَازِلِ اَصْحَابِیْ وَاِنَّ الْاَرْضَ تَحَرَّکَتْ بِیْ فَقُلْتُ لَهَا مَالَكِ اَیَّتُهَا الْاَرْضُ فَقَالَتْ اِنَّ رَبِّیْ اَمَرَنِیْ اَنْ اُلْقِیَ مَافِیْ جَوْفِیْ۔ (تفسیر مظہری ص۲۳۸)

ترجمہ: سب سے پہلے میری قبر کھلے گی، میں اپنی قبر میں بیٹھ جاؤں گا میرے سر کے بالمقابل آسمان کی طرف ایک دروازہ کھولا جائے گا، یہاں تک کہ میں عرش کو دیکھ لوں گا، پھر میرے نیچے میرے لیے ایک دروازہ کھولا جائے گا، یہاں تک کہ میں ساتویں زمین دیکھ لوں گا حتیٰ کہ تحت الثریٰ تک میری نظر پہنچ جائے گی۔ پھر میرے دائیں طرف ایک دروازہ کھولا جائے گا۔ حتیٰ کہ میں جنت اور اپنے صحابہ کے مکانات دیکھ لوں گا۔ اور زمین مجھ سے حرکت کرے گی، میں اُسے کہوں گا اے زمین تجھے کیا ہو گیا ہے پس وہ جواب دے گی، کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میرے پیٹ میں جو کچھ ہے میں اسے باہر نکال پھینکوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح تخلیق میں اوّلیت کا سہرا آپ کے سر پر ہے کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ یا اقرارِ ربوبیت میں آپ نے سب سے پہلے بَلٰی فرمایا اسی طرح آخرت میں

بھی اوّلیت کا تاج آپ ہی کے سر پر رکھا جائے گا اس طرح کہ سب سے پہلے آپ کی قبر مبارک کھلے گی، سب سے پہلے آپکو سجدہ کا حکم ہوگا، سب سے پہلے آپ ہی سجدے سے سر اٹھائیں گے، سب سے پہلے آپکو اللہ تعالےٰ کا دیدار ہوگا۔ سب سے پہلے آپ کی امت کا فیصلہ ہوگا۔ سب سے پہلے آپ اپنی امت کو لیکر پلصراط سے گزریں گے۔ اوّل حضور علیہ السلام ہی کو شفاعت کی اجازت ہوگی۔ اوّل آپ ہی جنت کا دروازہ کھلوائیں گے۔ اور اوّل حضور علیہ السلام ہی جنت میں تشریف فرما ہوں گے۔

اوّلیت افاقہ

قیامت کی ابتداء صور پھونکنے سے ہوگی۔ صور پھونکنے کا ذکر قرآن واحادیث میں موجود ہے۔ صور دوم مرتبہ پھونکا جائے گا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ نُفِخَ فِیْہِ اُخْرٰی فَاِذَا ھُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ط

ترجمہ اور صور میں پھونکا جائے گا سو بے ہوش ہو جائیں گے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے سوائے ان کے جن کا ہوش میں رہنا اللہ چاہے پھر دوبارہ صور میں پھونکا جائے گا تو وہ فوراً کھڑے ہو جائینگے ہر طرف دیکھتے ہوئے۔

جب پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب بے ہوش ہو جائیں (اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ) پھر زندہ تو مر جائیں گے اور جو مر چکے تھے ان کی روحوں پر بے ہوشی کی کیفیت طاری ہو جائے گی اس کے بعد دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو مردوں کی روحیں ان کے بدنوں میں واپس آجائیں گی۔ اور جو بیہوش تھے ان کی بے ہوشی دُور ہو جائے گی اور افاقہ ہو جائے گا۔ سب سے پہلے حضور علیہ السلام کو افاقہ ہوگا چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

فَاِنَّ النَّاسَ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَاَصْعَقُ مَعَھُمْ فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُّفِیْقُ۔ ترجمہ قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور ان کے ساتھ میں بھی بیہوش ہو جاؤں گا۔ پھر سب سے پہلا شخص میں ہوں گا جس کو ہوش آئے گا۔ (مشکوٰۃ باب بدء الخلق)

ملائکہ کی معیّت

حضرت نبیہہ بن وہب کہتے ہیں کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اس مجلس میں رسول پاک علیہ السلام کا ذکر ہوا، حضرت کعب نے فرمایا:۔

مَا مِنْ یَوْمٍ یَطْلُعُ اِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلَائِکَۃِ حَتّٰی یَحُفُّوْا بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِہِمْ وَیُصَلُّوْنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰی اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوْا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذَالِكَ حَتّٰی اِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الْاَرْضُ خَرَجَ فِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلَائِکَۃِ یَزُفُّوْنَ ۔ (مشکوٰۃ باب الکرامات)

ترجمہ: کوئی دن طلوع نہیں کرتا مگر اس میں ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے بازو قبر پر پھیلا دیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب شام ہو جاتی ہے تو یہ فرشتے آسمان پر چلے جاتے ہیں اور اتنے ہی فرشتے دوسرے آجاتے ہیں۔ اور صبح تک یہی کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہیگا جب کہ آپ کی قبر کھلے گی۔ اور آپ قبر سے برآمد ہوں گے اور ستّر ہزار فرشتے رب کے محبوب کو بارگاہِ رب العزت میں لے جائیں گے۔

یہ جتنے بھی فرشتے حضور علیہ السلام کے روضہ انور پر حاضر ہوتے ہیں ان کو ایک مرتبہ حاضری کا موقعہ ملتا ہے جو ایک مرتبہ آکر چلے جاتے ہیں ان کو قیامت تک دوبارہ آنے کی اجازت نہیں، جیسے کہ علامہ علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ نے لکھا ہے۔ کہ لَا یَعُوْدُوْنَ اِلٰی اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَۃُ یعنی قیامت تک دوبارہ نہ آئیں گے۔ (سیرت حلبیہ ص۳۳۸)

اب ذرا غور کیجئے کہ فرشتے نوری ہم خاکی، وہ گناہ سے معصوم اور ہم گناہ کے پتلے لیکن اس کے باوجود ان کو صرف ایک مرتبہ روضۂ انور کی حاضری نصیب ہوتی ہے اور ہم گناہگاروں کو حکم ہے کہ جب چاہو اور جتنی مرتبہ چاہو میرے محبوب کے روضۂ انور کی زیارت کر لیا کرو کہ تم میرے

Marfat.com

محبوب کی پیاری امت ہو۔

اس حدیث سے حضور علیہ السلام کے روضہ انور کی عظمتِ شان اور رفعت قدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے۔ کہ جس قبرِ انور کی زیارت کے لیے فرشتے بے چین اور بے قرار رہتے ہیں اور ان کی آمد کا سلسلہ صبح و شام جاری ہے۔ وہ کیسی عظیم الشان ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مومن اس بات کا خواہش مند رہتا ہے کہ مجھے حضور علیہ السلام کے روضہ کی حاضری کے مواقع زیادہ سے زیادہ نصیب ہوں بلکہ عشاق تو روضۂ انور کی جدائی کو ناقابلِ برداشت تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں :۔ ؎

سایۂ دیوارِ جاناں میں ہو بستر خاک پر
آرزوئے تاج و تختِ خسروی اچھی نہیں
تختِ سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

لیکن بعض ناخلف مدینہ طیبہ کی حاضری کو ناجائز قرار دیتے ہیں بلکہ روضۂ انور کی زیارت کے سفر کو گناہ تصور کرتے ہیں چنانچہ مولوی حمد اللہ داجوی نے البصائر میں ابن تیمیہ کے عقائد بیان کرتے ہوئے لکھا ہے وَالسَّفَرُ اِلَی الزِّیَارَۃِ النَّبَوِیَّۃِ مَعْصِیَۃٌ" یعنی نبی پاک کی زیارت کا سفر گناہ ہے[1]۔ یہ ہے عقیدہ ابن تیمیہ کا جس کو شیخ الاسلام[2] لکھتے ہوئے دیوبندی حضرات فخر محسوس کرتے ہیں۔ کیا ایسے بدعقیدہ انسان کے متعلق تصور کیا جا سکتا ہے کہ اس کو رسول پاک سے محبت ہوگی۔ ظاہر ہے کہ ایسے نالائق کو نبی کریم سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہو سکتا ہے کیوں کہ یہ عبارت ابن تیمیہ کی بدعقیدگی، بدباطنی اور نبی سے عداوت پر دلالت کرتی ہے لہٰذا بموجب ارشادِ محبوبِ خدا لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ یعنی تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ

---

[1] مولوی عبد التواب ملتانی غیر مقلد (وہابی) نے بلوغ المرام کے حاشیہ ص۱۶۳ پر زیر حدیث "نہیں باندھے جاتے کجاوے مگر طرف تین مسجد کے مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری مسجد" لکھا ہے کہ صالح لوگوں کی قبروں اور فضیلت والے مواضع کی طرف سفر کرنا حرام ہے۔ اس کے برعکس حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ انبیاء، صحابہ و تابعین، علماء اور اولیاء اللہ کی زیارت یعنی جن لوگوں کا دیکھنا زندگی میں موجبِ برکت ہے تو ان کے مرنے کے بعد ان کی قبروں کی زیارت باعثِ برکت ہے اور اسی غرض کے لیے سفر کرنا درست ہے۔ (احیاء علوم الدین ص۳۰۸ ج۲، کیمیائے سعادت ص۲۷۲)

[2] ابن تیمیہ کے اسی عقیدہ کی بنا پر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تکفیر کی ہے۔ (شرح شفا ص —) ثانی

Marfat.com

ہوجاؤں۔ دیوبندی حضرات اس نام نہاد شیخ الاسلام کے ایمان کی خیر منائیں۔ ابن تیمیہ کے اس عقیدہ کا[1] حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تصادم ہوتا ہے کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ جَاءَ نِیْ زَائِرًا لَا تَعْمَلُہٗ حَاجَۃٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

ترجمہ: جو خالص میری زیارت کو آئے اور اُسے سوائے اس کام کے دوسرا کوئی کام نہ ہو، مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔ (کشف الغمہ ص ۲۲۶ ج ۱، جذب القلوب صہ ۲۹۹)

ایک حدیث میں یوں ارشاد فرمایا کہ مَنْ حَجَّ اِلٰی مَکَّۃَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِیْ مَسْجِدِیْ کُتِبَتْ لَہٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ جس نے مکہ شریف کا حج کیا پھر میری مسجد میں میری زیارۃ کا ارادہ کیا اس کیواسطے دو حج مبرور لکھے جاتے ہیں۔ (جذب القلوب صہ ۲۰۱) اور جو عقیدہ قرآن وحدیث سے متصادم ہو وہ باطل ہے۔ ابن تیمیہ کے ایسے ہی ایک دو عقیدے اور سنیے وہ کہتا ہے وَیَجُوْزُ لِلْجُنُبِ اَنْ یُّصَلِّیَ التَّطَوُّعَ فِی اللَّیْلِ جو شخص اپنی بیوی کے پاس جائے وہ بغیر غسل کے نفل نماز پڑھ سکتا ہے (البصائر صہ ۱۵۲) مقصد یہ ہے کہ ایک پلید آدمی نہائے بغیر نفل نماز پڑھ لے تو کوئی مضائقہ نہیں حالاں کہ جمہور اہلسنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ وَکَذَا اِذَا صَلّٰی بِغَیْرِ الْقِبْلَۃِ اَوْبِغَیْرِ طَھَارَۃٍ مُتَعَمِّدًا یَکْفُرُ۔ اور اسی طرح اگر کوئی بغیر استقبال قبلہ کے یا بغیر پاکیزگی کے قصداً نماز پڑھے تو اہل کلام کے نزدیک اس نے کفر کیا (خواہ نماز نفلی

---

[1] جب ابن تیمیہ نے کھلے الفاظ میں فتویٰ دیدیا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف کی زیارت کے قصد سے سفر کرنا سفر معصیت ہے جس میں نماز قصر نہ کرنی چاہئے۔ بنا بریں زائرین کے علاوہ فرشتے بھی جو ہر روز صبح وشام آسمان سے اتر کر روضہ شریف پر حاضر ہوتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں اسی معصیت میں مبتلا ہیں۔

ابن تیمیہ کے اس فتوے سے شام ومصر میں بڑا فتنہ برپا ہوا۔ شامیوں نے ابن تیمیہ کے بارے میں استفتاء کیا۔ علامہ برہان الدین الفرکاح فزاری نے قریباً چالیس سطر کا مضمون لکھ کر اسے کافر بتایا۔ علامہ شہاب الدین بن جہبل نے اس سے اتفاق کیا۔ مصر میں یہی فتوے مذاہب اربعہ کے چاروں قضاۃ پر پیش کیا گیا۔ بدر بن جماعہ شافعی نے لکھ دیا کہ مفتی یعنی ابن تیمیہ کو ایسے فتاویٰ باطلہ سے بزجر وتوبیخ منع کیا جائے اگر باز نہ آئے تو قید کیا جائے۔ محمد بن الجریری انصاری حنفی نے لکھا کہ اسی وقت بلا کسی شرط کے قید کیا جائے۔ محمد بن ابی بکر مالکی نے کہا کہ اسے اس قسم کی زجر وتوبیخ کی جائے کہ ایسے مفاسد سے باز آجائے۔ احمد بن عمر مقدسی حنبلی نے بھی ایسا ہی لکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابن تیمیہ شعبان ۷۲۶ھ میں دمشق کے قلعہ میں قید کیا گیا اور قید ہی میں، ۲۰ ذیقعدۃ الحرام ۷۲۸ھ کو اس دنیا سے رخصت ہوا۔ (السیف الصقیل)

ثانی

Marfat.com

ہو یا فرضی ، (شرح عقائد صفحہ ۱۵۷) شرح عقائد کی اس عبارت کا مقابلہ ابن تیمیہ کے عقیدے سے کیجئے تو ثابت ہو گا کہ اس شیخ بدنام کا عقیدہ کفر کی دعوت دیتا ہے ۔

اسی البصائر کے اسی صفحہ پر ابن تیمیہ کا ایک عقیدہ یہ بھی بیان ہوا ہے کہ کُلُّ صَلٰوۃٍ تُرِکَتْ عَمَدًا فَقَضَاءُ ھَا لَیْسَ بِلَازِمٍ ہر وہ نماز جو جان بوجھ کر چھوڑ دی جائے اس کی قضا ضروری نہیں ۔

حالانکہ احناف کا مسلک یہ ہے کہ بلا عذر شرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے اس پر فرض ہے کہ قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے توبہ یا حج مقبول سے گناہ تاخیر معاف ہو جائے گا توبہ جب ہی صحیح ہے کہ قضا پڑھ لے ۔

دیوبندی حضرات کو دعوت غور و فکر دی جاتی ہے کہ وہ عقل سلیم اور فکر مستقیم سے سوچیں کہ جس شخص کے ایسے عقیدے ہوں بھلا اس کا اسلام سے کیا تعلق رہ جاتا ہے اور اس کو شیخ الاسلام کہنا کہاں تک درست ہو گا ۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ کے متعلق لکھا ہے ھُوَ رَجُلٌ عِلْمُہٗ اَکْبَرُ مِنْ عَقْلِہٖ حَتّٰی قِیْلَ اِنَّ مَنْ سَمّٰی ابْنَ تَیْمِیَّۃَ شَیْخَ الْاِسْلَامِ فَھُوَ کَافِرٌ (نبراس صفحہ ۱۶۶ حاشیہ ۳، البصائر صفحہ ۱۵۳) وہ ایسا آدمی ہے جس کا علم اس کی عقل سے بڑا ہے یہاں تک کہ یہ کہا گیا ہے کہ جو ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہے وہ کافر ہے ۔

دیابنہ کو چاہیئے کہ وہ ابن تیمیہ کو نہ شیخ الاسلام کہیں اور نہ کفر کا ارتکاب کریں امید ہے کہ ہمارے اس مشورے پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے گا ۔

شفاعت

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن حضور علیہ السلام کی شفاعت آٹھ قسم کی ہو گی ان میں سے پہلی شفاعت کبریٰ ہو گی جس سے تمام انبیاء اولیاء اصفیاء علماء شہداء مومنین کفار مشرکین منافقین اور دھریہ قسم کے لوگوں کو یہ فائدہ پہنچے گا کہ ان کا حساب جلد شروع ہو گا

۱ شفاعت کبریٰ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگ مضطرب اور

Marfat.com

پریشان ہوں گے اور آپس میں کہیں گے کہ کاش ہم کسی کو سفارش کے لیے تیار کرتے تاکہ وہ ہمارے پروردگار سے ہماری شفاعت کرتا اور ہمیں اس تکلیف سے نجات دلاتا چنانچہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے آدم (علیہ السلام) تم لوگوں کے باپ ہو خدا تعالےٰ نے تمہیں اپنے بدِ قدرت سے بنایا تمہیں اپنی جنت میں رکھا تمہیں مسجود ملائکہ بنایا اور ہر چیز کے نام سکھائے تم اپنے پروردگار سے ہماری سفارش کر دو کہ ہمیں اس جگہ سے نکال کر راحت اور اطمینان بخشے حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں شفاعت کے قابل نہیں ہوں پھر آپ کو اپنی لغزش یاد آجائے گی کہ آپ نے شجرہ ممنوعہ کا پھل کھا لیا تھا آپ کہیں گے کہ نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ چنانچہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور شفاعت کی خواہش ظاہر کریں گے حضرت نوح کہیں گے کہ میں شفاعت کا اہل نہیں آپ کو اپنی خطا یاد آجائے گی۔ کہ خدا سے وہ سوال کیا تھا جس کا آپ کو علم نہ تھا پس آپ اپنے پروردگار سے شرمائیں گے کہ میں اس قابل نہیں تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ آپ کے پاس آئیں گے آپ فرمائیں گے کہ میں اس قابل نہیں تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ ان سے خدا نے کلام کیا اور انہیں تورات دی، لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے لیکن وہ کہیں گے مجھ میں اتنی قابلیت کہاں پھر وہ اپنی اس خطا کا ذکر کریں گے کہ آپ نے ایک قبطی کو مار دیا تھا پس اس وجہ سے خدا سے شرمانے لگیں گے اور کہیں گے کہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو خدا کے بندے اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں وہ یہاں آئیں گے لیکن آپ فرمائیں گے میں اس جگہ کے قابل نہیں تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ کہ ان کے اوّل اور آخر تمام گناہ بخش دیے گئے پس وہ سب میرے پاس آئیں گے۔ میں کھڑا ہو جاؤں گا اپنے رب سے اجازت چاہونگا جب اسے دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا۔ جب تک خدا کو منظور ہوگا۔ میں سجدے میں ہی رہونگا پھر فرمایا جائے گا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سر اٹھائیے کہئے سنا جائے گا شفاعت کیجئے قبول ہوگی۔ مانگئے دیا جائے گا پس میں سر اٹھاؤں گا اور اللہ تعالےٰ کی وہ تعریف کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں سفارش پیش کروں گا میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی میں انہیں جنت میں پہنچاؤنگا اسی طرح تین مرتبہ حضور علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا قریب ہے کہ تیرا رب تجھ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا اور فرمایا یہی وہ مقام محمود ہے جس کا وعدہ خدا نے تمہارے نبی سے کیا ہے۔

Marfat.com

اس حدیث پاک سے مندرجہ ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ شفاعتِ کبریٰ کا سہرا حضور علیہ السلام ہی کے سر پہ ہو گا گو آدم علیہ السلام بڑے جلیل القدر پیغمبر ہیں اور آپ کو تمام بنی نوع انسان کے باپ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کو معصوم نوریوں نے سجدہ کیا لیکن اس کے باوجود صاف صاف فرما دیں گے کہ اَنَا بَعِیْدٌ مِنْ مَّقَامِ الشَّفَاعَتِ میں مقامِ شفاعت سے بہت دور ہوں حضرت نوح علیہ السلام رب تعالےٰ کے وہ پیغمبر ہیں جنہوں نے ساڑھے نو سو سال دنیا میں رہ کر احکاماتِ الٰہیہ کی تبلیغ کی ہے سینکڑوں سال راہِ خدا میں پتھر کھائے ہر روز اپنے خون میں نہانے والے سالہا سال خوفِ خدا میں رونے والے نبی ہیں لیکن آج شفاعت سے صاف انکار فرما رہے ہیں حضرت ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں آپ پر خدا نے نارِ نمرود کو گلزار بنایا آپ نے نمرودیوں کے بتوں کو توڑ کر علم توحید بلند کیا آپ جد الانبیاء ہیں لیکن آپ بھی شفاعت نہ کریں گے، اسی طرح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی صاف انکار فرما دیں گے، آخر کار سب کی مشکل امام الانبیاء کی بارگاہ میں حل ہو گی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ تمام نبیوں سے افضل ہیں۔

ے خلیل و نجی مسیح و صفی سبھی سے کہی کہیں بھی نہیں
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے (اعلیٰحضرت)

۲۔ تمام لوگوں کو مختلف نبیوں کی بارگاہ میں بھیجنے میں یہ حکمت ہے کہ اگر اوّلاً ہی امام الانبیاء کی بارگاہ میں لوگ چلے جاتے اور آپ ان کی شفاعت فرما دیتے تو ہو سکتا ہے کہ کوئی یہ کہہ دیتا، اگر ہم کسی دوسرے نبی کی پاس جاتے تو وہ بھی ہماری شفاعت کر دیتے اللہ تعالےٰ نے تمام لوگوں کو بڑے بڑے جلیل القدر نبیوں کے دروازوں پر پھرایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ آج کوئی بھی شفاعت کبریٰ کا اہل نہیں اور وہ ہستی جس کو شفاعت کبریٰ کا تاج زیب دیتا ہے وہ صرف اور صرف ذاتِ مصطفےٰ علیہ السلام ہیں۔ اس سے امام الانبیاء کی رفعت قدر و منزلت، کمالِ قرب تمام رسولوں، جمیع ملائکہ مقربین بلکہ تمام مخلوق پر فضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ انکی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

۳۔ قیامت کے دن باعثِ صد افتخار مقام، مقامِ محمود ہو گا جس پر حضور علیہ السلام فائز ہوں گے، مقام محمود کیا ہے اس کے متعلق خود حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ھُوَ الْمَقَامُ الَّذِیْ اَشْفَعُ فِیْہِ اُمَّتِیْ یہ وہ جگہ ہے جس میں کھڑے ہو کر میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ (روح المعانی ص ۱۴۱ ج ۱۵)

Marfat.com

ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا میں مقام محمود پر پہنچا یا جاؤں گا ایک انصاری نے عرض کی وہ کونسا مقام ہے آپ نے ارشاد فرمایا جب تمہیں ننگے بدن بے ختنہ کیے لایا جائے گا۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے اللہ تعالے ارشاد فرمائیں گے میرے خلیل کو کپڑے پہناؤ پس دو چادریں سفید رنگ کی پہنائی جائے گی اور آپ عرش کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائیں گے پھر میرا لباس لایا جائے گا میں انکی دائیں طرف کھڑا ہوں گا کہ تمام اولین و آخرین رشک کریں گے۔ (تفسیر ابن کثیر ص۶۴/۱۵)

ایک روایت میں ہے کہ خدا تعالے شفاعت کی اجازت دے گا، پس روح القدس جبریل امین کھڑے ہوں گے پھر خلیل اللہ اور بعد ازاں حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کھڑے ہوں گے۔ اور آخر میں تمہارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوں گے آپ سے زیادہ کسی کی شفاعت نہ ہوگی، یہی مقام محمود ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص۶۴/۱۵)

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اِنَّ رَبِّیْ خَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یَدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِیْ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَبَیْنَ الشَّفَاعَۃِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَۃَ وَھِیَ لِکُلِّ مُسْلِمٍ (مظہری ص۶۷/۵)

ترجمہ: بلا شبہ میرے رب نے مجھے اختیار دیا کہ میں دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کر لوں یا یہ کہ میری آدھی امت بلا حساب داخل جنت ہو جائے یا یہ کہ میں شفاعت کروں میں نے شفاعت کو اختیار کیا اور یہ ہر مسلم کے لیے ہے۔ اور ترمذی شریف میں یہ ہے کہ وَھِیَ لِمَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا اور یہ ہر اس آدمی کے لیے ہے جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:۔ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ یَدْعُوْھَا فَاُرِیْدُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَۃً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (مسلم شریف ص۱۱۲/۱)

ترجمہ: ہر نبی کو ایک خاص دعا مانگنے کی اجازت دی گئی ہر نبی نے وہ دعا مانگ لی پس میں چاہتا ہوں، کہ اس دعا کو چھپا لوں تاکہ قیامت کے دن میں اپنی امت کی شفاعت کروں۔

شفاعت کی دوسری قسم

حضور علیہ السلام کی امت کے بعض خوش نصیب آپ کی شفاعت سے بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ وَعَدَنِیْ رَبِّیْ اَنْ یُّدْخِلَ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَیْھِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ کُلِّ اَلْفٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا۔ (ترمذی ص۶۶)

Marfat.com

ترجمہ: میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا کہ وہ میری امت سے ایسے ستر ہزار لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا جن پر نہ حساب ہوگا نہ عذاب اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ایسے ہی لوگ ہوں گے۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالُوْا وَمَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ فَقَالَ اُدْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ أَنْتَ مِنْهُمْ۔ (مسلم شریف ص۱۱۶ جلد ۱)

ترجمہ: میری امت میں سے ستر ہزار لوگ بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون سے لوگ ہیں فرمایا جو داغ نہیں لگاتے منتر نہیں پڑھتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں حضرت عکاشہ بن محصن کھڑے ہوئے عرض کی اللہ تعالےٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان میں سے کر دے فرمایا تو ان میں سے ہے

ایک روایت میں ہے کہ میں قیامت کے دن رب تعالےٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوں گا، تو رب تعالےٰ کا ارشاد ہوگا۔

يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأَقُوْلُ أُمَّتِيْ يَا رَبِّ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ۔ (روح المعانی ص۱۴۱ / ۱۵)

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر کو اٹھایئے مانگئے عطا کیا جائے گا شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی پس میں اپنا سر اٹھاؤں گا، میں کہوں گا اے میرے رب میری امت پس کہا جائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر حساب نہیں جنت کے دروازوں میں سے دائیں طرف والے دروازے میں سے جنت میں داخل کر دے

تیسری قسم کی شفاعت

بعض لوگ اپنے صغائر اور کبائر کی بنا پر دخول جہنم کے مستحق ہو چکے ہوں گے حضور علیہ السلام ان کی شفاعت فرمائیں گے اور ان کو جنت میں داخل کریں گے چنانچہ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے لکھا ہے، کہ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام دو سبز حلے پہنے عرش کے پاس کھڑے اپنی جنتی اولاد کو جنت کیطرف اور دوزخی اولاد کو دوزخ کو طرف جاتے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے اچانک وہ حضور علیہ السلام کے ایک امتی کو دیکھیں گے۔ کہ فرشتے اس کو دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں گے وہ حضور کو اس کی اطلاع کرینگے

Marfat.com

حضور ان فرشتوں کے پیچھے دوڑیں گے۔ اور فرمائیں گے اے فرشتوں ٹھہرو وہ کہیں گے ہم اپنے رب کی نافرمانی نہیں کر سکتے پھر حضور علیہ السلام بائیں ہاتھ سے اپنی ریش مبارک کو پکڑ کر عرش کی طرف منہ کر کے کہیں گے الٰہی تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے میری امت کے بارے میں رسوا نہ کرے گا، اس پر عرش الٰہی سے ندا آئے گی، اے فرشتو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو پس اس گنہگار کو میزان کے پاس لایا جائے گا اور اس کے اعمال کا وزن کیا جائے گا، حضور اپنی جیب سے ایک کاغذ کا ٹکڑا نکال کر اس کی نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دیں گے، تو نیکیاں زیادہ ہو جائیں گی اور اس کی نجات ہو جائے گی وہ حضور سے پوچھے گا کہ آپ کون ہیں اور یہ کاغذ کا ٹکڑا کیسا ہے آپ فرمائیں گے کہ میں تیرا نبی ہوں اور یہ کاغذ وہ درود ہے جو تو نے مجھ پر بھیجا تھا۔

(جواہر البحار صفحہ ۳۵۷ جلد ۱)

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی یا روز جزا
دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

چوتھی قسم کی شفاعت

بعض لوگ اپنے گناہوں کے سبب دوزخ میں داخل ہوں گے حضور علیہ السلام ان کی شفاعت کریں گے اور ان کو دوزخ سے نکال کر داخلِ جنت فرمائیں گے چنانچہ جب بعض مسلمان اپنی شامت اعمال کے نتیجہ میں داخلِ جہنم ہوں گے تو ایک دن ان سے مشرک کہیں گے کہ دنیا میں ہم بت پرست اور تم خدا پرست تھے لیکن آج ہم دونوں آگ میں جل رہے ہیں تمہاری توحید تمہارے کچھ کام نہ آئی اس پر خدا کا دریائے رحمت جوش میں آئے گا اور حضور کو ان کی شفاعت کا اذن عام ہو گا کہ جس نے کلمہ توحید خلوص نیت کے ساتھ پڑھا ہے اس کو دوزخ سے نکال کر داخلِ بہشت کر دیا جائے حضور علیہ السلام اہلِ جنت کو ساتھ لے کر دوزخ کی طرف تشریف لے جائیں گے جب جہنمی دیکھیں گے کہ ہماری رہائی کے لیے نبی تشریف لا رہے ہیں تو زبانِ حال سے کہیں گے۔

لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمنِ عصیاں پہ اب بجلی گرانے جائیں گے

حضور علیہ السلام کی شفاعت سے وہ دوزخی جب دوزخ سے باہر آئیں گے تو ان کے جسم کوئلے کی طرح سیاہ ہو چکے ہونگے حضور علیہ السلام عرض کریں گے الٰہی یہ تیری جنت کے قابل نہیں پہلے ان کو جنت کے

Marfat.com

قابل بنا دے چنانچہ نہر حیات کا رُخ اس طرف پھیر دیا جائے گا وُہ سب جہنمی حضور علیہ السلام کے ارشاد سے اس نہر میں غوطہ زن ہوں گے ان کے جسم چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکنے لگیں گے اس طرح اپنے پیارے محبوب کی شفاعت سے دوزخ سے آزاد ہو کر جنت میں ابداً لآباد تک کے لیے آباد ہو جائیں گے۔

پانچویں قسم کی شفاعت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بعض لوگ وُہ ہوں گے کہ حضور ان کی شفاعت فرمائیں گے تو جنت میں ان کے درجات میں ترقی ہوگی۔

چھٹی قسم کی شفاعت

حضور علیہ السلام کی امت کے بعض صُلحاءُ وُہ ہوں گے کہ ان کے دامن صغیرہ گناہوں سے داغدار ہوں گے ان سے اطاعتِ خُدا اور مصطفےٰ میں تقصیرات واقع ہو چکی ہوں گی ان کے نامۂ اعمال میں کچھ خطائیں لغزشیں اور کچھ کوتاہیاں ہوں گی، حضور ان کی شفاعت فرمائیں گے تو ان کی ساری خطائیں اور تقصیرات معاف ہو جائیں گی۔

ساتویں قسم کی شفاعت

کفّار کے حق میں تخفیف عذاب کے واسطے آپ کی شفاعت قبول کی گئی ہے چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نبی پاک کی بارگاہ میں عرض کی کہ آپ نے اپنے چچا ابوطالب کو کیا نفع پہنچایا خُدا کی قسم وہ آپ کی حمایت کرتا تھا اور آپ کے لیے کافروں سے لڑتا تھا حضور نے فرمایا کہ میں نے اسے یہ فائدہ پہنچایا کہ:۔

وَجَدْتُهُ فِيْ غَمَرَاتٍ مِّنَ النَّارِ فَاَخْرَجْتُهُ اِلٰى ضَحْضَاحٍ میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا پایا تو میں نے کھینچ کر ٹخنوں تک کی آگ میں کر دیا۔ (مسلم شریف ص۱۱۵)

ایک روایت میں ہے کہ لَوْلَا اَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ اگر میں نہ ہوتا تو وُہ دوزخ کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوتا۔ (بخاری شریف ص۸۲)

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عروہ فرماتے ہیں ثوبیہ ابولہب کی باندھی تھی، جسے اس نے آزاد کر دیا تھا اس نے حضور کو دودھ بھی پلایا ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے بعض (حضرت عباس) نے اُسے بہت بُری حالت میں خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ مرنے کے بعد تیرا کیا حال ہے ابولہب

Marfat.com

نے کہا تم سے جدا ہو کر میں نے کوئی راحت نہیں پائی سوائے اس کے کہ میں تھوڑا سا سیراب کیا جاتا ہے اس لیے کہ میں نے (حضور علیہ السلام کی پیدائش کی خوشی میں) ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔ (بخاری شریف ص۷۶۴ ج۲)

اگر کوئی اعتراض کرے کہ قرآن مجید میں ہے لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ کافروں سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا۔ ابولہب کافر تھا اس کے حق میں تخفیف عذاب کیوں کر متصور ہو سکتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام قرطبی نے فرمایا یہ تخفیف عذاب ابولہب کے ساتھ خاص ہے اور اس شخص کیساتھ جس کے حق میں تخفیف عذاب کی نص وارد ہوئی ہے۔ (فتح الباری ص۱۱۹ جلد۹)

آٹھویں قسم کی شفاعت

قیامت کے دن سرورِ کونین مشرکوں دہریوں منافقوں اور کافروں کے بچوں کی شفاعت فرمائیں گے آپ کی شفاعت ان کے حق میں قبول کی جائے گی اور ان کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔

نورِ مجسم

جب اللہ تعالےٰ اوّلین و آخرین کو جمع فرمائیگا تو ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اور جب ربّ کریم فیصلے سے فارغ ہو گا تو مومن کہیں گے خدا تعالےٰ نے ہمارے درمیان بے شک فیصلہ تو فرما دیا اب دربارِ خداوندی میں ہماری سفارش کون کرے گا بعض ان میں سے کہیں گے کہ آدم علیہ السلام کی طرف چلو اللہ تعالےٰ نے ان کو اپنے یدِ قدرت سے پیدا فرمایا اور اس سے ہم کلام بھی ہوا پس حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے ہمارے درمیان ہمارے رب نے فیصلہ فرما دیا اور فیصلے سے فارغ ہو گیا، اب آپ ہماری سفارش فرمائیں وہ فرمائیں گے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پھر مومن حضرت نوح کے پاس آئیں گے وہ ان کو حضرت ابراہیم کے پاس بھیجیں گے حضرت ابراہیم ان کو حضرت موسیٰ کے پاس اور وہ ان کو حضرت عیسیٰ کے پاس جانے کو کہیں گے جب تمام لوگ حضرت عیسیٰ کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے میں تمہیں نبی امی عربی کے پاس بھیجتا ہوں، چنانچہ سب مومن میرے پاس آئیں گے تو اللہ تعالےٰ مجھے اجازت دے گا کہ میں دربارِ خداوندی میں کھڑا ہو جاؤں میری مجلس خوشبو سے بے حد معطّر ہو جائے گی، یہاں تک کہ میں ربّ کریم کے دربار میں آؤں گا پھر میں سفارش کروں گا۔

Marfat.com

وَیَجْعَلُ لِی نُوْرًا مِنْ شَعْرِیْ وَ اِنِّیْ اِلٰی ظُفُرِ قَدَمِی اور مجھے سر کے بالوں سے لے کر قدموں کے ناخنوں تک نور بنا دیا جائے گا۔ پھر کفار کہیں گے مومنوں نے تو اپنا سفارشی پا لیا، اب ہماری سفارش کون کرے گا، سوائے ابلیس کے اور کوئی نہیں وہی ہے وہ اس کے پاس آ کر کہیں گے، مومنوں نے اپنا سفارشی پا لیا اب تو ہماری سفارش کر تو نے ہی ہمیں گمراہ کیا ہے۔ ابلیس کھڑا ہو گا اس کی مجلس نہایت بدبودار ہو گی پھر ابلیس اونچا کھڑے جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اور شیطان کہے گا۔ کہ فیصلہ ہو چکا کہ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ بے شک اللہ تعالیٰ نے سچا وعدہ کیا اور اس کو پورا کر دیا اور میں نے وعدہ کیا تو خلاف کیا۔ (تفسیر مظہری ص ۲۶۴ ج ۵، جواہر البحار ص ۳۱۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن جو حضور علیہ السلام کی نورانیت اور بشریت دونوں کو مانتے تھے ان کو قیامت کے دن بھی حضور علیہ السلام کی نورانیت کے جلوے نظر آئیں گے ان کو حضور کی مجلس نصیب ہو گی۔ وہ ایسی خوشبو محسوس کریں گے۔ کہ آج تک انہوں نے ایسی خوشبو کبھی نہ سونگھی ہو گی، وہ حضور علیہ السلام کی اس نوری محفل میں آ کر اپنا مقصود و مطلوب حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے، نورانیت مصطفےٰ کے قائل آج حضور کو سراپا نور دیکھ کر خوش ہوں گے اور اس نورانیت سے اس قدر مستفیض ہوں گے کہ یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ۔ قیامت کے دن تو دیکھے گا کہ مومن مردوں اور عورتوں کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں طرف دوڑ رہا ہو گا، ثابت ہوا جو حضور علیہ السلام کو دنیا میں نور مانتے اور جانتے تھے وہ قیامت کے دن اہل نور ہوں گے،

ہیں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا
جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا (اعلیٰحضرت)

لیکن جنہوں نے سرکار دو عالم کو حضرت عبداللہ کے بیٹے ہونے کی حیثیت سے دیکھا یعنی جن لوگوں نے صرف آپ کی بشریت کو ملحوظ نظر رکھا اور نورانیت کو نہ دیکھا وہ قیامت کے دن حضور کی شفاعت سے محروم ہوں گے اور شیطانی گروہ قرار پائیں گے ان کا کوئی یار و مددگار نہ ہو گا وہ تاریکیوں کے سمندر میں مستغرق ہوں گے وہ مومنوں کے نور کو دیکھ کر نور کی تمنا کریں گے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ارشاد

Marfat.com

فرماتے ہیں۔ یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُوْرِکُمْ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآئَکُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا۔ (القرآن)

ترجمہ: قیامت کے دن منافق مرد اور عورتیں مومنوں سے کہیں گے ہماری طرف دیکھو تاکہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں ان کو جواب ملے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر وہاں سے نور تلاش کرو چونکہ ایسے لوگ صریحاً نص قرآنی کا انکار کر کے کفر کا ارتکاب کرتے ہیں اور شیطان کی پیروی کرتے ہیں لہٰذا لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ میں تجھ سے اور تیرے سب متبعین سے جہنم کو ضرور بھر دوں گا کی رو سے سب دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔

عطائے کوثر

خدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ہم نے تجھ کو کوثر عطا کیا۔ حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں جنت میں سیر کر رہا تھا (معراج کی رات) کہ میرا گزر ایک نہر سے ہوا جس کے دونوں طرف خالی موتیوں کے دو گنبد تھے میں نے پوچھا جبریل یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِیْ اَعْطَاكَ رَبُّكَ فَاِذَا طِیْنُهٗ مِسْكٌ اَذْفَرُ یہ وہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا کیا ہے میں نے دیکھا تو اس کی مٹی نہایت تیز خوشبودار تھی۔ (مشکوٰۃ باب الحوض)

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّهٗ نَهْرٌ فِی الْجَنَّةِ وَعَدَنِیْهِ رَبِّیْ فِیْهِ خَیْرٌ كَثِیْرٌ اَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ وَاَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَاَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَاَلْیَنُ مِنَ الزُّبْدِ حَافَتَاهُ مِنَ الزَّبَرْجَدِ وَاَوَانِیْهِ مِنْ فِضَّةٍ لَا یَظْمَاُ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ۔

ترجمہ: وہ ایک نہر ہے جنت میں جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا اس میں بہت بھلائی ہے وہ شہد سے زیادہ شیریں دودھ سے زیادہ سفید برف سے زیادہ ٹھنڈی جھاگ سے زیادہ نرم اس کے کنارے زبرجد کے برتن اس کے چاندی کے جو اس کا پانی پیے گا کبھی پیاسہ نہ ہوگا۔ (تفسیرات احمدیہ صہ ۵۰۲)

سب نبیوں کو حوض دیے جائیں گے جس سے کہ وہ اپنی امتوں کو پانی پلائیں گے، مگر

Marfat.com

حضور علیہ السلام کو جو حوض دیا گیا ہے اس کا نام کوثر ہے اور یہ سب حوضوں سے بڑا ہوگا اور اس کا پانی سب سے زیادہ افضل اور اعلیٰ اور لذیذ ہے۔

علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے دیکھا کہ آپ حوضِ کوثر پر تشریف فرما ہیں اور آپ کے دائیں جانب پیارے خلیل اللہ ہیں اور ان کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کے ساتھ اور بھی بزرگ ہیں یہاں تک کہ آپ نے ستر بزرگوں کو دیکھا اور حوض کے آگے اپنے بعض پڑوسیوں کو بھی دیکھا ان کے سامنے برتن ہیں اُن سے پوچھا کیا میں پانی پی لوں، انہوں نے کہا ہمیں رسول پاک سے اجازت لے لینے دو، آخر رسولِ کریم نے اجازت دی انہوں نے ایک پیالہ دیا آپ نے پیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو بھی پلایا مگر وہ پیالہ انگلی کے پورے کے برابر بھی کم نہ ہوا وہ پانی دودھ سے زیادہ سفید برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔

(الخیرات الحسان ص۱۰۱)

علاوہ ازیں حضور علیہ السلام کی اور بھی بہت سی خصوصیات ہیں جن کا تعلق قیامت کے دن سے ہے مثلاً حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے یَطُوْفُ عَلَیَّ اَلْفُ خَادِمٍ کَاَنَّھُمْ لُؤْلُؤٌ مَّکْنُوْنٌ۔ میرے ارد گرد ہزار خادم ہوں گے اور وہ چھپے ہوئے موتیوں کی طرح ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم نے ارشاد فرمایا اَطْمَعُ اَنْ اَکُوْنَ اَعْظَمَ الْاَنْبِیَاءِ اَجْرًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مجھے اُمید ہے کہ قیامت کے دن مجھے تمام انبیاء سے زیادہ ثواب ملے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ یَّکُوْنَ اِبْرَاھِیْمُ وَعِیْسٰی فِیْکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثُمَّ قَالَ اِنَّھُمَا فِیْ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَمَّا اِبْرَاھِیْمُ فَیَقُوْلُ اَنْتَ دَعْوَتِیْ وَذُرِّیَّتِیْ فَاجْعَلْنِیْ مِنْ اُمَّتِکَ۔ (الشفاء شریف ص۱۲۱)

ترجمہ: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ حضرت ابراہیم اور عیسیٰ علیہما السلام قیامت کے دن تم میں سے ہوں پھر فرمایا وہ دونوں قیامت کے دن میرے امتی ہوں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو کہیں گے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو میری دعا ہے اور میری اولاد ہے مجھے اپنا امتی بنا لے۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو

Marfat.com

يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتَّى إِبْرَاهِيمُ۔ (مسلم شریف ص ۲۷۳)

ترجمہ: تمام مخلوق میری طرف رغبت کرے گی۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظریں بھی مجھ ہی پر جمی ہوں گی۔

اعلیحضرت امام اہلسنت حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ؎

ما و شما تو کیا خلیل جلیل کو
کل دیکھنا کہ ان سے تمنا نظر کی ہے

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

(حدائق بخشش)

قسم سوم

اس قسم میں نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ خصائص بیان کئے جائیں گے جن میں بتایا جائے گا کہ بعض باتیں حضور علیہ السلام کے لیے تو جائز ہیں لیکن امت کے لیے ناجائز۔

نماز عصر کے بعد آپکو نماز نفل جائز ہے

ایک مرتبہ ظہر کے بعد والی دو رکعتیں آپ سے فوت ہوگئیں آپ نے ان دونوں رکعتوں کو عصر کے بعد قضا کیا پھر آپ نے ان رکعتوں پر مواظبت کی یعنی ان دونوں رکعتوں کو اپنی ذات پہ لازم فرما لیا۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی اصح وجہ یہ ہے کہ آپ کو ان کے ساتھ اختصاص ہے۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ آپ نے نماز عصر ادا کی پھر آپ میرے مکان میں داخل ہوئے اور آپ نے دو رکعتیں پڑھیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے وہ نماز پڑھی جس کو آپ نہیں پڑھتے تھے آپ نے فرمایا خالد میرے پاس آئے ظہر کے بعد جو دو رکعتیں میں پڑھا کرتا تھا ان کے پڑھنے سے انہوں نے مجھے غافل کر دیا۔ میں نے اب ان کو پڑھا۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ جس وقت یہ دو رکعتیں ہم سے فوت ہو جائیں کیا ہم ان کو قضا کریں آپ نے فرمایا تم قضا نہ کرو۔

(خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۶)

علامہ محمد بن یعقوب شیرازی صاحب قاموس نے لکھا ہے۔

وَكَانَ يُدَاوِمُ عَلَىٰ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَهٰذَا مِنْ خَصَائِصِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم وَيُكْرَهُ فِي حَقِّ غَيْرِهٖ۔ (سفر السعادت ص۸۱)

ترجمہ: حضور علیہ السلام عصر کے بعد دو رکعتیں ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اور یہ آپ کے خصائص میں سے ہے

Marfat.com

اُور دوسروں کے لیے (ان دو رکعتوں کا پڑھنا) مکروہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم یُصَلِّیْ بَعْدَ الْعَصْرِ وَیَنْھٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَہٗ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد نماز پڑھا کرتے تھے اُور اس کے پڑھنے سے (لوگوں کو) منع کرتے تھے۔ (کشف الغمہ ص ۱۲۲ ج ۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عصر کے بعد نماز پڑھنا یہ صرف حضور ہی کے لیے جائز تھا۔ کسی امتی کے لیے جائز نہیں کہ وہ عصر کے بعد نماز پڑھے کیوں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ

سَاعَتَانِ مِنَ النَّھَارِ لَا تُصَلُّوْھُمَا بَعْدَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی غُرُوْبِ الشَّمْسِ۔ (دار قطنی ص ۲۴۶ ج ۱)

ترجمہ: دن کی دو ساعتوں میں نماز نہ پڑھو، نماز فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک اُور نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک۔

صغیرہ لڑکی کو آغوش میں لیکر نماز پڑھنا

شیخین نے حضرت ابو قتادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اُور آپ امامہ بنت زینب کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے تھے جس وقت آپ سجدہ کرتے تو امامہ کو رکھ دیتے تھے اُور جس وقت آپ قیام فرماتے تو اس کو اٹھا لیتے تھے بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ امر آپ کے خصائص میں سے ہے اس کو ابن حجر نے بخاری کی شرح میں نقل فرمایا ہے۔ (خصائص)

غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کا جنازہ حضور علیہ السلام نے

Marfat.com

نے پڑھا۔ چنانچہ بخاری شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَی النَّجَاشِیَّ فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ خَرَجَ اِلَی الْمُصَلّٰی فَصَفَّ بِهِمْ وَکَبَّرَ اَرْبَعًا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حبشہ کے بادشاہ) نجاشی کے مرنے کی خبر اسی روز دی جس روز فوت ہوئے آپ عید گاہ تشریف لے گئے اور لوگوں کی صفیں بندھوائیں اور چار تکبیریں کہیں۔ (بخاری شریف ص۱۶۷)

بعض کتب میں ہے کہ معاویہ بن معاویہ مزنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں ان پر نماز پڑھائی۔

ان احادیث سے بعض لوگوں نے نماز جنازہ غائبانہ کا استدلال کیا ہے اور لکھا ہے کہ امت کے لیے بھی نماز جنازہ غائبانہ پڑھنا جائز ہے لیکن یہ استدلال احناف کے نزدیک متعدد وجوہ سے درست نہیں۔

مفتیان دین متین اور فقہائے کرام نے جنازہ کی شرائط پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔

شَرْطُ صِحَّتِهَا کَوْنُهٗ مَوْضُوْعًا اَمَامَ الْمُصَلِّیْ وَمِنْ هُنَا قَالُوْا لَا تَجُوْزُ الصَّلٰوةُ عَلٰی غَائِبٍ مُطْلَقًا۔ ترجمہ: نماز جنازہ کی شرائط صحت سے ہے جنازہ کا نمازی کے آگے رکھا ہونا اسی لیے ہمارے علماء نے فرمایا کہ مطلق کسی غائب پر نماز جنازہ جائز نہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ اِنَّ اَبَا حَنِیْفَةَ لَا یَقُوْلُ بِجَوَازِ الصَّلٰوةِ عَلَی الْغَائِبِ ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جنازہ غائب پر نماز جائز نہیں مانتے۔

حضور علیہ السلام مسلمانوں کی نماز جنازہ بڑے اہتمام سے پڑھتے تھے اگر کسی وقت رات کے اندھیرے یا دوپہر کی گرمی یا حضور علیہ السلام کے آرام فرمانے کے سبب صحابہ کرام نے حضور پرنور علیہ السلام کو اطلاع نہ دی اور دفن کر دیا تو ارشاد فرمایا لَا تَفْعَلُوْا اُدْعُوْنِیْ لِجَنَائِزِکُمْ ایسا نہ کرو مجھے اپنے جنازوں کے لیے بلا لیا کرو۔ (ابن ماجہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ ایسا نہ کرو جب تک میں تم میں تشریف فرما ہوں ہرگز کوئی میت تم میں نہ مرے جس کی اطلاع مجھے نہ دو اس لیے کہ فَاِنَّ صَلٰوتِیْ عَلَیْهِ رَحْمَةٌ میری

نماز اس پر موجب رحمت ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِنَّ ھٰذِہِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوَّۃٌ عَلٰی اَھْلِھَا ظُلْمَۃً وَاِنِّیْ اُنَوِّرُھَا بِصَلٰوتِیْ عَلَیْھِمْ بے شک یہ قبریں اپنے ساکنوں پر اندھیرے سے بھری ہیں اور میں انہیں اپنی نماز سے روشن کر دیتا ہوں (مسلم ص۳۱)
باوجود اس قدر اہتمام کے حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں سینکڑوں صحابہ کرام نے دوسری جگہوں پر وفات پائی مگر کسی حدیث صحیح صریح سے ثابت نہیں کہ آپ نے غائبانہ ان کی نماز جنازہ پڑھی ہو۔ کیا وہ آپ کی رحمت کے محتاج نہ تھے کیا حضور ان پر مہربان نہ تھے کیا آپ ان کی قبروں کو اپنی نماز سے پُر نور نہ کرنا چاہتے تھے کیا جو مدینہ منورہ میں مرتے انہیں کی قبریں محتاج نور ہوتیں اور جگہ اس کی حاجت نہ تھی یہ سب باتیں باطل ہیں حضور علیہ السلام کا ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ جنازہ غائب پر نماز ناممکن تھی ورنہ ضرور پڑھتے۔

دیکھئے واقعہ بیر معونہ میں مدینہ طیبہ کے ستر جگر پارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے کفار نے دغا بازی سے شہید کر دیئے حضور علیہ السلام کو ان کا سخت شدید رنج والم ہوا ایک مہینہ کامل کفار نا ہنجار پر خاص نماز کے اندر لعنت فرماتے رہے مگر ہرگز منقول نہیں کہ حضور علیہ السلام نے ان پر نماز جنازہ پڑھی ہو۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ جب غائب پر نماز جنازہ جائز نہیں تو پھر حضور علیہ السلام نے نجاشی اور معاویہ مزنی کا جنازہ کیوں پڑھا۔ جہاں تک نجاشی کے جنازہ کا تعلق ہے تو علماء نے اس کی متعدد وجوہات بیان فرمائی ہیں۔

وجہ اول : نجاشی کا جنازہ حضور علیہ السلام کے سامنے تھا، غائب نہ تھا۔

جیسا کہ علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ عمران بن حصین سے مروی ہے کہ نبی پاک نے فرمایا تمہارے بھائی نجاشی نے وفات پائی اٹھو اس پر نماز جنازہ پڑھو پھر حضور کھڑے ہوئے صحابہ نے پیچھے صفیں باندھیں حضور علیہ السلام نے چار تکبیریں کہیں وَھُمْ لَا یَظُنُّوْنَ اِلَّا اَنَّ جَنَازَتَہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ صحابہ کو یہی ظن تھا کہ ان کا جنازہ حضور اقدس کے سامنے ہے۔ (عمدۃ القاری ص۲۵ جلد۴)

Marfat.com

ایک روایت میں ہے فَصَلَّیْنَا خَلْفَہٗ وَنَحْنُ لَا نَرٰی اِلَّا اَنَّ الْجَنَازَۃَ قُدَّامَنَا ہم نے حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی اور ہم یہی اعتقاد کرتے تھے کہ جنازہ ہمارے آگے موجود ہے۔ (فتاوی رضویہ)

ایک روایت میں ہے کُشِفَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ سَرِیْرِ النَّجَاشِیِّ حَتّٰی رَاٰہُ وَصَلّٰی عَلَیْہِ نجاشی کا جنازہ نبی کریم کے لیے ظاہر کر دیا گیا تھا حضور نے اُسے دیکھا اور اس پر نماز پڑھی۔

وجہ دوم: نجاشی کا انتقال دارالکفر میں ہوا وہاں ان پر نماز نہ ہوئی تھی اس لیے حضور نے مدینہ میں اس کی نماز پڑھی۔

وجہ سوم: بعض لوگوں کو ان کے اسلام میں شبہ تھا یہاں تک کہ ایک منافق نے کہا کہ حبشہ کے ایک کافر پر نماز پڑھی گئی۔ آپ نے ان کی غائبانہ نماز ادا کر کے یہ واضح کر دیا کہ وہ مسلمان تھے لہذا یہ نماز صرف نجاشی کے ساتھ خاص ہوئی اس سے ہر غائب کے لیے نماز ادا کرنے کے جواز کا استدلال درست نہیں۔

وجہ چہارم: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرف گئے ہیں کہ غائب شخص پر نماز پڑھنا آپ کے خصائص میں سے ہے اور اس پر نجاشی کی نماز سے دلیل پیش کی ہے اور کہا ہے کہ آپ کے سوا کسی کو ایسی نماز پڑھنی جائز نہیں ہے۔ (خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۶)

جہاں تک معاویہ مزنی کے جنازے کا تعلق ہے تو وہ بھی حضور علیہ السلام کے سامنے تھا چنانچہ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جبرائیل امین نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ معاویہ بن مزنی نے مدینہ میں انتقال کیا۔ اَتُحِبُّ اَنْ اَطْوِیَ لَکَ الْاَرْضَ فَتُصَلِّیَ عَلَیْہِ قَالَ نَعَمْ فَضَرَبَ بِجَنَاحِہٖ عَلَی الْاَرْضِ فَرُفِعَ لَہٗ سَرِیْرُہٗ فَصَلّٰی عَلَیْہِ وَخَلْفَہٗ صَفَّانِ مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ کُلُّ صَفٍّ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ (عمدۃ القاری ج۴ ص۲۵)

ترجمہ، کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے لیے زمین لپیٹ دوں تاکہ آپ اس پر نماز پڑھیں فرمایا ہاں جبریل نے زمین پر اپنا پَر مارا جنازہ حضور علیہ السلام کے سامنے ہو گیا اس وقت حضور نے اس پر نماز پڑھی، اور فرشتوں کی دو صفیں حضور کے پیچھے تھیں ہر صف میں ستّر ہزار فرشتے تھے۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ:-

وَضَعَ جَنَاحَہُ الْاَیْمَنَ عَلَی الْجِبَالِ فَتَوَاضَعَتْ وَوَضَعَ جَنَاحَہُ الْاَیْسَرَ عَلَی الْاَرَضِیْنَ فَتَوَاضَعَتْ حَتّٰی نَظَرْنَا اِلٰی مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ فَصَلّٰی عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجِبْرِیْلُ

Marfat.com

وَالْمَلٰئِكَةُ جبریل نے اپنا داہنا پر پہاڑوں پر رکھا وہ جھک گئے بایاں پر زمینوں پر رکھا وہ پست ہو گئیں یہاں تک کہ مکہ اور مدینہ ہمیں نظر آنے لگے اس وقت رسول اللہ جبریل امین اور فرشتوں نے اس پر نماز پڑھی۔

ایک روایت میں ہے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ جبریل نے عرض کی کیا حضور اس پر نماز پڑھنا چاہتے ہیں، فرمایا ہاں فَضَرَبَ بِجَنَاحِهِ الْاَرْضَ فَلَمْ تَبْقَ شَجَرَةٌ وَلَا اَكَمَةٌ اِلَّا تَضَعْضَعَتْ وَرُفِعَ لَهٗ سَرِيْرُهٗ حَتّٰى نَظَرَ اِلَيْهِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ پس جبریل نے زمین پر اپنا پر مارا کوئی درخت اور ٹیلا نہ رہا جو پست نہ ہو گیا اور اس کا جنازہ حضور علیہ السلام کے سامنے بلند کیا گیا یہاں تک کہ آپ نے اس کو دیکھ لیا پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی۔

چونکہ جنازہ آپ کے سامنے ظاہر ہو گیا لہذا نماز غائب پر نہ ہوئی بلکہ حاضر پر ادا کی گئی اس لیے اس حدیث سے بھی غائبانہ نماز جنازہ کی دلیل ثابت نہیں ہوتی۔ اگر بالفرض محال کسی طرح ثابت بھی ہو جائے تو یہی کہا جائے گا کہ غائب پر نماز جنازہ پڑھنا امام الانبیاء کے خصائص میں سے ہے آپ کے سوا کسی کو غائب پر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ از ص۹۶ تا ص۷۳ اختصاراً)

فقہائے حنفیہ نے غائب پر نماز جنازہ پڑھنا بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شمار کیا ہے۔ یہ خصوصیت اس لحاظ سے ہے کہ کوئی دوسرا ایسی میت کی نماز جنازہ نہیں پڑھا سکتا جو اس طرح سامنے موجود نہ ہو کہ اسے ہر کوئی دیکھ سکے ورنہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ جنازہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود نہ ہوتا تھا بلکہ احادیث اور تصریحات فقہا سے ثابت ہے کہ میت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود ہوتی تھی۔

صَومِ وِصَالْ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاصَلَ فِيْ رَمَضَانَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَنَهَاهُمْ قِيْلَ لَهٗ اَنْتَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّيْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰى۔ (مسلم شریف ص۳۵۱)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان پاک میں حضور نے روزے پہ روزہ رکھنا شروع کر دیا لوگوں نے بھی ایسے ہی روزے رکھنے شروع کر دیئے حضور علیہ السلام نے ان کو منع فرمایا آپ سے کہا گیا کہ آپ تو صومِ وصال رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہیں کھلایا جاتا ہوں اور پلایا جاتا ہوں۔

ایک روایت میں ہے اَیُّکُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَ یَسْقِیْنِیْ تم میں سے میری مثل کون ہے میرا رب مجھے رات کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (بخاری ص۲۶۳ مسلم ص۳۵۱)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کھانے اور پینے سے مراد حقیقت ہے۔ آپ کے واسطے کھانا اور پانی جنت سے آتا تھا اور جنت کا کھانا کھانے والا افطار نہیں کرتا اور ایک مطلب اس حدیث کا یہ لیا گیا ہے کہ آپ میں کھانا کھانے والے کی اور پانی پینے والے کی قوت پیدا کر دی جاتی تھی۔ (خصائص کبریٰ ص۶۲۸)

ذرا اس حدیث پر غور کرو کہ حضور علیہ السلام اپنے صحابہ سے فرما رہے ہیں کہ تم میں سے کوئی بھی میری مثل نہیں ہو سکتا ان صحابہ کرام میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسے جلیل القدر یارِ غار موجود ہیں، جن کے متعلق خود آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے صدیق اکبر! حضرت آدم سے لے کر میری بعثت تک تمام مومنوں کے برابر اللہ نے مجھے ثواب عطا کیا اور قیامت تک جتنے لوگ مجھ پر ایمان لائیں گے ان سب کے برابر خدا تجھے ثواب دے گا۔ (الریاض النضرہ ص۱۶۷)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عمرو بن العاص نے ارشاد فرمایا کہ میں نے سُنا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس جبریل امین آئے اور کہا اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَاْمُرُکَ اَنْ تَسْتَشِیْرَ اَبَا بَکْرٍ اللہ تعالےٰ آپکو حکم دیتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مشورہ کر لیا کرو۔ (تاریخ خلفاء ص۴۷)

اتنی عظمت اور شان کے مالک ہوتے ہوئے بھی صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضور کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کیا تو پھر چودھویں صدی کا کوئی انسان خواہ کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو کس طرح سرورِ کونین علیہ السلام کی مثل ہو سکتا ہے۔ افسوس صد افسوس مولوی اسمٰعیل دہلوی پر جو اپنی کتاب تقویت الایمان ص۔ پر لکھتا ہے:۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑے بھائی جیسی تعظیم کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

آپکو اجنبیہ کیساتھ خلوت جائز تھی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا اُم حرام بنتِ ملحان کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور وہ آپکو کھانا کھلاتی تھی اور ام حرام عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں (ایک دن حسبِ عادت) رسولِ خدا ان کے ہاں تشریف لے گئے اور انہوں نے حضرت کو کھانا کھلایا اور آپ کے سَر میں وہ جوئیں دیکھنے لگیں پھر رسولِ خدا سو گئے اس کے بعد ہنستے ہوئے بیدار ہوئے ام حرام نے کہا یا رسول اللہ آپ کیوں ہنس رہے ہیں آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے پیش کئے گئے وہ اس دریا کے بیچ سوار ہیں وہ تخت نشین بادشاہ ہیں یا مثل تخت نشین بادشاہوں کے ہیں۔ ام حرام کہتی ہیں میں نے عرض کی آپ اللہ سے دُعا کریں وہ مجھے ان میں سے کر دے۔ پس رسولِ خدا نے دُعا کی، اس کے بعد آپ نے اپنا سر (تکیہ پر) رکھ لیا (اور سو گئے) اس کے بعد ہنستے ہوئے بیدار ہوئے میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کیوں ہنس رہے ہیں۔ فرمایا (اب کی مرتبہ خواب میں) میری امت کے لوگ خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے میرے سامنے پیش کئے گئے جیساکہ آپ نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا ام حرام کہتی ہیں، میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ اللہ سے دُعا کریں کہ وہ مجھے ان میں سے کر دے آپ نے فرمایا تم پہلے لوگوں میں سے ہو۔ چنانچہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں سمندر میں سوار ہوئیں پھر جب سمندر سے باہر آئیں تو اپنی سواری کے جانور سے گر پڑیں اور فوت ہو گئیں۔ (بخاری ص ۱۳۵ ج ۲ مسلم ص ۱۴۱ ج ۲)

اس حدیث میں جو یہ کہا گیا ہے کہ حضرت ام حرام آپ کے سر میں جوئیں دیکھتی تھیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ سَرِ اقدس میں واقعی جوئیں تھی بلکہ مطلب یہ ہے کہ امّ حرام آپ کے سَر مبارک کو ایسے دیکھتی تھیں جیسے جوئیں تلاش کرتے وقت دیکھا جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ آپ کے سَر مبارک یا کپڑوں میں کبھی بھی جوئیں نہ تھیں جیسے کہ شیخ محقق حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ دَر بعضے احادیث واقع شدہ کہ کَانَ یَغْلِیْ ثَوْبَہٗ مراد بداں حقیقت نیست یعنی بعض حدیثوں

Marfat.com

میں جو وارد ہوا ہے کہ آپ اپنے کپڑوں سے جوئیں دیکھتے تھے اس سے حقیقت مراد نہیں ہے۔ (مدارج ص۱۴۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی پتہ تھا کہ ام حرام بنت ملحان کا انتقال فلاں جگہ فلاں زمانہ میں فلاں وقت ہوگا، اسی لیے تو آپ نے دوسرے لشکر میں ان کی شمولیت کی دعا نہیں مانگی، اور یہ باتیں علوم خمسہ سے تعلق رکھتی ہیں نتیجہ یہ نکلا کہ خدا نے آپکو علوم خمسہ عطا فرمائے تھے جیسے کہ بہت سی احادیث سے ثابت ہے علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی فرماتے ہیں کہ ذَهَبَ بَعْضُهُمْ اِلٰى اَنَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم اُوْتِیَ عِلْمَ الْخَمْسِ اَیْضًا وَعِلْمَ وَقْتِ السَّاعَةِ وَالرُّوْحِ وَاِنَّهٗ اُمِرَ بِکَتْمِ ذٰلِکَ (جواہر البحار ص۲۹)

ترجمہ: بعض اس طرف بھی گئے ہیں کہ رسول خدا کو پانچوں علم اور قیامت کے وقت اور روح کا علم بھی دیا گیا ہے لیکن آپ کو ان علوم کے چھپانے کا حکم ہوا۔

علوم خمسہ کی مکمل تفصیل ہماری کتاب "بدر الکبریٰ" میں ملاحظہ فرمائیے۔

چار سے زائد شادیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ شادیاں کیں ان امہات المومنین کے نام یہ ہیں۔

۱ حضرت خدیجہ بنت خویلد ۲ عائشہ بنت ابی بکر ۳ حضرت حفصہ بنت عمر ۴ حضرت ام سلمہ بنت ابوامیہ سہل ۵ حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان ۶ حضرت سودہ بنت زمعہ ۷ حضرت زینب بنت جحش ۸ حضرت میمونہ بنت حارث، ۹ حضرت زینب بنت خزیمہ ۱۰ حضرت جویریہ بنت الحرث ۱۱ اور حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ تعالےٰ عنہن۔ بیک وقت آپ کے نکاح میں نو بیویاں رہی ہیں۔ علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ہمارے نبی مکرم کے لیے ننانوے عورتیں حلال کی گئیں یعنی آپ کو ننانوے عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت تھی۔

علامہ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کو اجازت تھی کہ آپ جتنی عورتیں چاہیں اپنے نکاح میں لے لیں اور یہ بعض دوسرے انبیاء کی بھی سنت ہے، جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک سو بیویاں تھیں اور بخاری کی حدیث میں ہے کہ سلیمان علیہ السلام

Marfat.com

کی ننانوے بیویاں تھیں اور ایک دوسرے قول کے مطابق آپ کی بیویوں کی تعداد ایک ہزار ہے۔ امام الانبیاء کے لیے چار سے زائد شادیوں کی وجوہات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ الٰہی جو میرے گھر میں شادی کرے اور جس کے گھر میں میں شادی کروں وہ میرے ساتھ جنت میں ہو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ عطا کیا۔ چونکہ آپ کا کسی لڑکی سے شادی کرنا اس کے خاندان اور قبیلے کی عظمت اور بزرگی کا سبب اور دخولِ جنت کا ذریعہ تھا اس لیے آپ کو زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت تھی تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں۔

۲۔ یہ ایک قدرتی امر ہے کہ جب کوئی کسی غم میں مبتلا ہو جاتا ہے تو جتنے اس کے غمگسار زیادہ ہوں گے اتنا ہی اس کے دل کا غم و اندوہ کم ہو جائے گا۔ حضور علیہ السلام کو کافروں اور منافقوں کی طرف سے اکثر و بیشتر تکالیف پہنچتی رہتی تھیں اس لیے ضروری ہوا کہ آپ کے غم میں شریک ہونے والے زیادہ ہوں تاکہ آپ کے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے چار سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت دی۔

۳۔ ایک تو آپ پر رسالت کا بوجھ دوسرے بیویوں کے ساتھ قیام اور ان کے اخراجات وغیرہ کا قیام اور تکلیف ہوگی کثرتِ ازواج آپ کی مشقت میں اضافے کا سبب ہوگی۔ اور تکلیف اور مشقت کی زیادتی آپ کے لیے اجرِ عظیم کا موجب ہوگی لہٰذا آپ کو چار سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت ہوئی، تاکہ آپ کے اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔

۴۔ نکاح حضور علیہ السلام کے حق میں عبادت ہے۔ اس لیے چار سے زائد شادیوں کی اجازت ہوئی۔ تاکہ آپ کی عبادت میں اضافہ ہو جائے۔

۵۔ آپ چونکہ مکمل الظاہر اور مکمل الباطن ہیں اس لیے آپ کو چار سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی کہ آپ کے باطنی محاسن میں کسی قسم کا فرق نہ آنے پائے۔ اور آپ کی نظر زیادہ سے زیادہ پاکیزہ ہوتی چلی جائے۔

بغیر ولی اور گواہ کے نکاح

کسی آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ ولی، گواہ اور حق مہر کے بغیر نکاح کرے لیکن رسولِ خدا کے لیے ان امور کے بغیر نکاح جائز ہے چنانچہ آپ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ

Marfat.com

بغیر ولی اور گواہ کے نکاح کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت آپ نے حضرت صفیہ سے شادی کی، صحابہ کرام نے کہا ہمیں معلوم نہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت صفیہ سے تزوج کیا ہے، یا اس کو ام ولد اختیار کیا ہے پھر بعض نے کہا اگر آپ حضرت صفیہ کو پردہ کرائیں گے تو وہ آپ کی بیوی ہے، ورنہ ام ولد ہوں گی۔ جب حضرت صفیہ سوار ہونے لگیں تو آپ نے ان کو چھپایا جس سے صحابہ کرام سمجھ گئے کہ آپ نے حضرت صفیہ کے ساتھ شادی کی ہے۔

حضرت زینب بنت جحش کا نکاح بھی آپ کے ساتھ بغیر ولی اور گواہ کے ہوا، چنانچہ حضرت زینب بنت جحش فخر کے ساتھ دوسری ازواج مطہرات سے فرمایا کرتی تھیں کہ تمہارے نکاح تمہارے اولیاء نے کئے اور میرا ولی خدا ہے جس نے ساتویں آسمان پر میرا نکاح کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَهَا جب زید نے اپنی غرض اس سے پوری کرلی تو ہم نے اس (زینب بنت جحش کا نکاح) آپ کے ساتھ کر دیا آپ رسولِ خدا سے عرض کیا کرتی تھیں کہ مجھے تین باتوں پر دوسری ازواج مطہرات پر فوقیت حاصل ہے۔ ایک تو یہ کہ میرے اور آپ کے جدامجد ایک ہیں، دوسری بات یہ کہ میرا نکاح آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کیا اور تیسری بات یہ ہے کہ میرے نکاح کے سفیر حضرت جبریل امین ہیں۔ (مظہری ص ۳۴۹)

آپ کے نکاح میں ولی کی اس لیے ضرورت نہیں کہ آپ سب مومن مردوں اور عورتوں کے ولی ہیں اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ اور گواہ اس لیے مقرر کیے جاتے ہیں کہ طرفین میں سے کوئی نکاح کا انکار کرے تو گواہی دی جا سکے کہ ان کا نکاح منعقد ہو چکا ہے اور رسول خدا کی یہ شان ہے کہ آپ نکاح کے بعد انکار نہیں کرتے اور اگر کوئی عورت نکاح کر کے انکار کر دے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں اس کا قول معتبر نہ ہوگا، بلکہ بعض نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ نکاح کے بعد آپ کی تکذیب سے کافرہ ہو جائے گی۔ (خصائص کبریٰ ص ۲۴۲)

نکاح کے بارے میں حضور علیہ السلام کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ احرام کی حالت میں نکاح کر سکتے ہیں چنانچہ آپ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایسے حال میں نکاح کیا کہ آپ احرام میں تھے۔ (خصائص ص ۲۴۶)

اگر آپ کسی شادی شدہ عورت کو نکاح میں لانے کا ارادہ فرمائیں تو اس کے خاوند

Marfat.com

پر فوراً طلاق واجب ہے۔ (سیرت حلبیہ ص۳۳۳ ج۳، خصائص ص۲۶۳ ج۲، جواہر البحار ص۶۳ ج۲، کشف الغمہ ص۴۹ ج۲)

آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ بیوہ عورت کے نابالغ بچے کو اس کا ولی بنا کر اس عورت سے شادی کر لیں، چنانچہ آپ نے حضرت ام سلمہ سے ایسا ہی نکاح کیا۔

مسندِ امام احمد میں ہے کہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میرے خاوند ابوسلمہ ایک دن رسولِ خدا کی بارگاہ سے ہو کر آئے اور خوشی خوشی فرمانے لگے آج تو میں نے ایک ایسی حدیث سُنی ہے جس سے میں بہت خوش ہوا ہوں، وہ حدیث یہ ہے کہ جس کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے اور وہ کہے اَللّٰھُمَّ اٰجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا خدایا مجھے اس مصیبت میں اجر دے اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عطا فرما تو اللہ تعالیٰ اس کو اجر اور بدلہ ضرور ہی دیتا ہے۔ حضرتِ ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے اس دُعا کو یاد کر لیا جب حضرت ابوسلمہ کا انتقال ہو گیا تو میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور اس دعا کو بھی پڑھ لیا لیکن مجھے خیال آیا کہ بھلا ابوسلمہ سے بہتر شخص مجھے کون مل سکتا ہے جب میری عدت گزر گئی تو ایک روز میں ایک کھال کو رنگ دے رہی تھی کہ حضور علیہ السلام تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی میں نے اپنے ہاتھ دھو لیے اور کھال کو رکھ دیا اور حضور نے اندر آنے کی اجازت چاہی میں نے آپ کو ایک گدی پر بٹھا دیا آپ نے مجھ سے نکاح کرنے کی درخواست کی، میں نے عرض کی کہ یہ تو میری بڑی خوش قسمتی ہوگی۔ لیکن بات یہ ہے کہ میں بڑی باغیرت عورت ہوں دوسرے میں عمر رسیدہ ہوں، تیسرے یہ کہ بال بچوں والی ہوں، آپ نے فرمایا سنو ایسی بیجا غیرت اللہ تمہاری دُور کر دے گا۔ اور عمر میں کچھ میں بھی چھوٹی عمر کا نہیں اور تمہارے بال بچے میرے بال بچے ہیں۔ میں نے یہ سُن کر کہا پھر مجھے کوئی عذر نہیں، چنانچہ میرا نکاح حضور علیہ السلام کے ساتھ اس طرح ہو گیا کہ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے لڑکے کو کہہ کہ وہ تیرا نکاح میرے ساتھ کر دے حالانکہ وہ لڑکا نابالغ تھا۔ (پارہ دوم ابن کثیر ص۱۲، جواہر البحار ص۶۳ ج۲، کشف الغمہ، نزہتہ المجالس ص۲۹ ج۲)

سہمِ صفی

آپ کے من جملہ خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ہر غنیمت کے مال

میں آپ کے لیے سہم صفی تھا مطلب یہ کہ غنیمت کا مال تقسیم ہونے سے پہلے جس چیز کو آپ چاہیں ، اپنی ذات کے لیے منتخب فرمالیں چنانچہ جب بنو قریظہ غلام بنائے گئے اور وہ غلام اور لونڈیوں کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کئے گئے تو ان میں ایک لونڈی تھی جسکا نام ریحانہ بنت زید تھا آپ نے اپنے لیے اس کو چن لیا اور بعد میں دوسرے بردے تقسیم کئے گئے ۔

(خصائص کبریٰ صفحہ ۲/۱۳۱ ۶)

علاوہ ازیں ایک مرتبہ آپ نے تقسیم غنیمت سے پہلے ایک تلوار کو اپنے لیے چن لیا جو بعد میں ذوالفقار کے نام سے موسوم ہوئی۔ (خصائص صفحہ ۲/۱۳۱ ۶)

اُمّت کی طرف سے قربانی

کسی کو اجازت نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے کی طرف سے اس کی اجازت کے بغیر قربانی دے ۔ سوائے امام الانبیاء کے کہ آپ اپنی امت کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے چنانچہ ترمذی شریف میں ہے ۔ اِنَّہٗ ضَحّٰی بِکَبْشٍ فَقَالَ ھٰذَا عَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ آپ نے ایک مینڈھا ذبح کیا اور کہا یہ میرے اس امتی کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی ۔ (ترمذی صفحہ ۱/۱۸۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ :۔ الٰہی اس کو میری طرف سے میری آل اور میری امت کی طرف سے قبول فرما ۔

(مسلم شریف صفحہ ۲/۱۵۶)

حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں ۔ کہ حضور علیہ السلام نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ یہ قربانی میری اور میری امت کے اس شخص کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی ۔

(ابوداؤد کتاب الاضاحی صفحہ)

Marfat.com

آپکو ہجو کرنیوالے کا قتل جائز ہے

حضرت براُبن عازب فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے چند انصار کو ابورافع یہودی کے پاس بھیجا اور ان پر عبداللہ بن عتیک کو امیر بنایا ابورافع رسول خدا کو سخت ایذا دیتا تھا اور آپ کے نقصان پر کمربستہ رہتا تھا اور وہ اپنے اس قلعے میں جو زمین حجاز میں تھا رہتا تھا۔ جب یہ لوگ اس کے قریب پہنچے اس وقت سورج چھپ چکا تھا اور لوگ اپنے مویشیوں کو شام کے وقت واپس لاچکے تھے۔ عبداللہ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ کہ تم اپنی جگہ پر بیٹھو میں جاتا ہوں دربان سے کوئی لطیف حیلہ کروں گا، شاید میں اندر چلا جاؤں، پھر قلعہ کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ دروازے کے قریب پہنچ گیا پھر اپنے کپڑوں میں اپنے آپ کو اس طرح چھپایا جیسے کوئی پاخانہ پھرتا ہے قلعہ والے اندر جاچکے تھے دربان نے عبداللہ کو دیکھا اس خیال سے کہ یہ بھی قلعہ کا آدمی ہے، آواز دی اے اللہ کے بندے اگر تو اندر آنا چاہتا ہے تو آجا کیوں کہ میں دروازہ بند کرنا چاہتا ہوں۔ میں اندر چلا گیا جب سب آچکے دربان نے دروازہ بند کرکے کنجیاں کھونٹی پر لٹکادیں۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے کنجیاں لینے کا ارادہ کیا پھر انہیں لے کر دروازہ کھولا۔ ابورافع کے پاس کہانیاں ہوا کرتی تھیں اور وہ اپنے بالاخانہ پر رہتا تھا جب اس کے پاس سے کہانیاں کہنے والے چلے گئے میں اس کی طرف چڑھ گیا۔ میں جب کوئی دروازہ کھولتا تو اندر کی جانب سے اس کو بند کرلیتا اور (اپنے دل میں کہتا تھا) اگر لوگ مجھ سے واقف بھی ہو جائیں گے، تو ابورافع کے مارنے سے پہلے مجھ تک نہ آسکیں گے جب میں اس کے پاس پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں وہ ایک اندھیرے مکان میں اپنے بچوں میں ہے مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ گھر میں کس جگہ ہے۔ میں نے ابورافع کہہ کر آواز دی اس نے جواب دیا کون میں جواب کی طرف لپکا میں نے ڈرتے ڈرتے اس پر وار کیا مگر وہ خالی گیا اور وہ چلانے لگا میں مکان سے نکل کر تھوڑی دیر بعد پھر اندر گیا اور میں نے کہا اے ابورافع یہ آواز کیسی تھی اس نے کہا تیری ماں پر مصیبت پڑے کسی نے مجھے ابھی تلوار ماری تھی عبداللہ کہتے ہیں پھر میں نے ایک بھرپور وار کیا،

Marfat.com

اس سے بھی وہ قتل نہ ہوا پھر میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ دی تب میں نے جانا کہ میں نے اُسے مار دیا ہے پھر میں ایک ایک دروازہ کھولتا ہوا زینہ تک پہنچ گیا اور یہ خیال کر کے کہ میں زمین پر آ گیا ہوں پاؤں رکھا چاندنی رات میں میں نیچے گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں اسے اپنے عمامہ سے باندھ کر نکلا اور دروازہ پر یہ کہہ کر بیٹھ گیا کہ میں آج رات نہ نکلوں گا جب تک میں یہ نہ جان لوں کہ میں نے اسے مار دیا ہے۔ جس وقت مرغ بولا موت کی خبر سنانے والا دیوار پر کھڑا ہوا اور کہنے لگا میں ابورافع اہلِ حجاز کے سوداگر کے مرنے کی خبر سناتا ہوں پھر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا جلد چلو اللہ نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے، میں نے رسولِ خدا کے پاس آ کر یہ قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا اُبْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ۔ اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا۔ آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا (اور وہ ایسا ہو گیا) جیسے مجھے کبھی اس کی تکلیف نہ تھی۔ (بخاری مصری ص ۱۸)

Marfat.com

قسمِ چہارم

اس قسم میں وہ خصائص بیان کئے جائیں گے، جن کا تعلق آخرت میں آپ کی امت کے ساتھ ہوگا

امتیازی شان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقبرہ (جنت البقیع) میں تشریف لے گئے اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ۔ ترجمہ سلامتی ہو تم پر اے مومنین کی جماعت اور ہم بھی انشاء اللہ تمہارے پاس آنے والے ہیں۔ اور ہم اپنے بھائیوں کو دیکھنے کی تمنا رکھتے ہیں۔ (یہ سُن کر) صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں آپ نے فرمایا تم میرے صحابی ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی (دنیا میں) نہیں آئے صحابہ نے عرض کی۔ کَیْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَّمْ یَاْتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یا رسول اللہ آپ قیامت کے دن ان امتیوں کو کیسے پہچانیں گے جو اب تک دنیا میں نہ آئے۔ آپ نے فرمایا مجھے بتاؤ کہ اگر ایک شخص کے پاس سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں کے گھوڑے ہوں اور وہ نہایت سیاہ گھوڑوں میں ملے ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کی شناخت نہ کرے گا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہاں آپ نے فرمایا وہ (قیامت کے دن) وضو کے اثر سے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں کے ساتھ آئیں گے اور میں حوضِ کوثر پر ان کا پیش رو ہوں گا

(مشکوٰۃ کتاب الطہارت)

حضرت ابو درداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے سجدہ کی اجازت دی جائے گی اور مجھے ہی سب سے پہلے سجدے سے سر اٹھانے کی اجازت ہوگی، پس میں اپنے آگے مخلوق کا انبوہ کثیر دیکھوں گا اور اس میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ پھر اسی قسم کا انبوہ اپنے پیچھے دیکھوں گا اور دوسری امتوں میں سے اپنی امت کو

Marfat.com

پہچان لوں گا۔ پس ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ کیف تعرف امتک من بین الامم فیما بین نوح الی امتک یا رسول اللہ حضرت نوح علیہ السلام کی امت سے لے کر آپ کی امت تک کے لوگوں میں سے آپ اپنی امت کو کیسے پہچان لیں گے۔ آپ نے فرمایا میری امت کے لوگ وضو کے اثر سے روشن پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہوں گے۔ اور سوائے اس کے اور کوئی امت ایسی نہ ہوگی اور ان کو اس طرح پہچان لوں گا۔ کہ ان کا نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں ہوگا۔ اور اس طرح بھی پہچان لوں گا کہ ان کی (خورد سال) اولاد ان کے آگے دوڑتی ہوگی۔ (مشکوٰۃ کتاب الطہارت)

ان احادیث کی شرح میں علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں :-

اَطْلَعَ اللہُ نَبِیَّہٗ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْمُغَیَّبَاتِ الْمُسْتَقْبِلَۃِ الَّتِیْ لَمْ یُطْلِعْ عَلَیْہَا نَبِیًّا غَیْرَہٗ مِنْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَۃِ۔ (عمدۃ القاری ص ۲۵ ج ۲)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو امورِ آخرت میں سے ایسے غیب کے حالات کا علم دیا جس پر کسی دوسرے نبی کو مطلع نہیں کیا۔

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو قیامت کے دن اپنے پرائے اور مومن و کافر کی پہچان ہوگی اس لیے کہ مسلمانوں کے اعضائے وضو کا چمکنا ان کے چہرے نورانی ہونا ان کے داہنے ہاتھ نامۂ اعمال ہونا ان کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشان ہونا اور ان کی اولاد کا ان کے آگے آگے دوڑنا ان کی امتیازی نشان کو ظاہر کر رہا ہوگا اور کفار کی علامات ان کے خلاف ہوں گی۔ لیکن بعض لوگ مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعت کی حدیث لَیَرِدَنَّ عَلَیَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُہُمْ وَیَعْرِفُوْنَنِیْ ثُمَّ یُحَالُ بَیْنِیْ وَبَیْنَہُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّہُمْ مِنِّیْ فَیُقَالُ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَیَّرَ بَعْدِیْ۔

ترجمہ : حوض پر ہمارے پاس کچھ قومیں آئیں گی جن کو ہم پہچانتے ہیں اور وہ ہمیں پہچانتے ہیں پھر ہمارے اور ان کے درمیان آڑ کر دی جائے گی ہم کہیں گے کہ یہ تو ہمارے لوگ ہیں تو کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا نئے کام کیے پس ہم فرمائیں گے دوری ہو دوری ہو اس کو جو میرے بعد دین بدلے۔

پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کو قیامت کے دن مومن

Marfat.com

اور کافر کی پہچان نہ ہوگی کیوں کہ آپ مرتدین کو فرمائیں گے کہ یہ میرے صحابہ ہیں اور ملائکہ عرض کریں گے کہ آپ نہیں جانتے۔

معترضین کے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا ان کو صحابی کہنا طعن کے طور پر ہوگا، جیساکہ قرآن میں ہے کہ جہنمی کافر سے قیامت کے دن کہا جائے گا ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ عذاب چکھ تو تو عزت و کرم والا ہے۔ اور فرشتوں کا یہ عرض کرنا کہ آپ ان کو نہیں جانتے، ان مرتدین کو غمگین کرنے کے لئے ہوگا۔ ورنہ ملائکہ نے ان کو یہاں تک آنے ہی کیوں دیا پھر غور کی بات تو یہ ہے کہ آج تو حضور علیہ السلام اس سارے واقعہ کو جانتے ہیں اور فرماتے ہیں اَعْرِفُهُمْ میں ان کو پہچانتا ہوں قیامت کے دن کیسے بھول جائیں گے ان لوگوں کو ملائکہ کا روکنا ان کے ارتداد کی خاص علامت ہوگی۔ نیز آج تو حضور علیہ السلام نے جنتی جہنمی لوگوں کی خبر دے دی عشرہ مبشرہ کو بشارت دی دو کتابیں صحابہ کرام کو دکھادیں۔ جن میں جنتی اور دوزخی لوگوں کے نام تھے وہاں نہ پہچاننے کے کیا معنی؟ مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیرالناس ص۵ پر لکھا ہے۔ علوم اوّلین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن وہ سب علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں۔ اب غور کیجئے کہ اوّلین میں ملائکہ بھی آجاتے ہیں پھر ملائکہ کو تو خبر ہے کہ یہ مرتد ہیں، حضور علیہ السلام کو خبر کیسے نہ ہوگی۔ جبکہ آپ کا علم ملائکہ بلکہ جمیع مخلوق سے زیادہ ہے۔ خدا تعالے ارشاد فرماتے ہیں:۔ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ مجرم اپنی نشانیوں سے پہچانے جائیں گے مومنوں کے بارے میں ارشاد ہوا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ۔ یعنی سجدوں کے اثر سے ان کی نشانیاں ان کے چہروں پر ہوں گی۔

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ اِلَّا وَتُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اُمَّتُهٗ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً فَيَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ وَاَعْمَالِهِمْ فَلِذٰلِكَ يَشْهَدُ عَلَيْهِمْ۔ وَقَالَ قَتَادَةُ الْخَلَائِقُ كُلُّهُمْ (مظہری ص۵)

ترجمہ: حضور علیہ السلام پر ہر صبح شام حضور کی امت پیش کی جاتی ہے اور حضور اپنے ہر امتی کے چہرے اور اعمال کو پہچانتے ہیں۔ اسی علم کامل کے باعث حضور قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پر ساری مخلوق پیش کی جاتی ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں چند لوگ حضور علیہ السلام پر ایمان

Marfat.com

لے آئے لیکن جب حضور علیہ السلام نے ہجرت فرمائی تو وہ لوگ مرتد ہو گئے اور کفار کے ساتھ جنگ بدر میں مسلمانوں کے مقابل آئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے ان کے بارے میں خدا تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا۔

ترجمہ: وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ان سے فرشتے کہتے ہیں تم کاہے میں تھے کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھے۔ (فرشتے) کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے تو ایسوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور بہت بُری جگہ پلٹنے کی۔ (کنزالایمان)

فرشتوں کی اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ ملک الموت اور ان کے مددگار فرشتوں کو انسانوں کے تمام نیک و بد اعمال کی خبر ہے۔ ان فرشتوں کو خبر ہے کہ ان لوگوں پر ہجرت فرض تھی مگر انہوں نے نہ کی تب ہی تو ان پر یوں عتاب کر رہے ہیں۔

رب تعالےٰ کراماً کاتبین کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ یعنی جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب جانتے ہیں۔ کاتب تقدیر فرشتہ ماں کے پیٹ میں ہی بچے کی سعادت بدبختی اس کے اعمال وغیرہ لکھ دیتا ہے وہ سب کے حالات سے خبردار ہے۔

جب فرشتے تمام انسانوں کے نیک و بد اعمال کو جانتے ہیں تو حضور علیہ السلام تو اعلم الخلق ہیں۔ آپ کو ہمارے تمام نیک و بد اعمال کی خبر کیوں نہ ہوگی۔

مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ میں ہے کہ جنتی مسلمان جہنمی مسلمانوں کو نکالنے کے لئے جہنم میں جائیں گے اور ان کی پیشانی کے نشان سجدہ دیکھ کر ان کو جل چکنے کے بعد نکالیں گے اور ان سے فرمایا جائے گا۔ فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ خَیْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان پاؤ اس کو نکال لو۔ دیکھو جنتی مسلمان دوزخی مسلمانوں کے دل کے ایمان کو پہچانتے ہیں بلکہ یہ بھی جانتے ہیں کہ کس کے دل میں کس درجہ کا ایمان ہے دینار کے برابر یا ذرہ کے برابر، تو کیا حضور علیہ السلام کو چہرہ دیکھ کر بھی خبر نہیں ہوگی۔ کہ یہ مسلمان ہیں یا کافر، خدا تعالےٰ عقل سلیم عطا فرمائے

خدا تعالےٰ سود خوار کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:-

Marfat.com

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط

ترجمہ: وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن ایسے کھڑے ہوں گے جیسے وہ آدمی کھڑا ہوتا ہے جس کو آسیب نے چھو کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر مجرم چہرے سے ہی پہچان لیا جائیگا، کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ جیسے کہ سود خوار کو گرتا پڑتا دیکھ کر ہی پہچان لیا جائے گا اسی طرح دوسرے مجرم پہچانیں جائیں گے، بلکہ اللہ والے تو دنیا ہی میں جنتی دوزخی کو پہچان لیتے ہیں کیوں کہ ہر ایک کے گلے میں اس کی تختی رب تعالیٰ نے ڈال دی ہے جسے آنکھ والے دیکھ بھی لیتے ہیں پڑھ بھی لیتے ہیں۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ وَکُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کِتٰبًا یَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا۔ ہر ایک کی تختی اس کے گلے میں پڑی ہے کل قیامت کے دن یہی تختی نامہ اعمال کی شکل میں نمودار ہوگی۔ خداتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ زُرْقًا۔

ترجمہ: جس دن صور پھونکا جائے گا اور ہم اس دن اٹھائیں گے مجرموں کو نیلی آنکھیں (کر کے)

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن کفار کی چند کھلی نشانیاں ہوں گی، منہ کالا آنکھیں نیلی ہاتھ بندھے ہوئے۔ نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں اور مومن کا حال اس کے برعکس ہوگا۔ لہٰذا قیامت کے دن ہر آدمی کو کافر اور مومن کی پہچان ہوگی۔ جو کہے کہ حضور علیہ السلام کو کافر اور مومن کی قیامت کے دن پہچان نہ ہوگی۔ وہ اس آیت کا منکر ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا کَاَنَّهُمْ اِلٰی نُصُبٍ یُّوْفِضُوْنَ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذٰلِکَ الْیَوْمُ الَّذِیْ کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ط

ترجمہ: جس دن قبروں سے جلدی سے نکلیں گے جیسے وہ نشانوں کی طرف لپک رہے ہیں آنکھیں نیچی کئے ہوئے ان پر ذلت سوار ہے یہ ہے ان کا وہ دن جس کا ان سے وعدہ کیا گیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قبروں سے اٹھتے ہی کفار اور مومنین میں فرق ہوگا۔ جس سے ہر ایک کی پہچان ہوگی۔ کافر چہرے کے بل چلے گا، نگاہ نیچے کئے ہوگا۔ چہرے پر ذلت و رسوائی

Marfat.com

کے آثار ہوں گے، مومن کا حال اس کے برعکس ہوگا۔

مولوی احمد علی دیوبندی لاہوری کہتا ہے کہ،

اس دفعہ مجھے مدینہ میں ایک بزرگ ملے جو ایک انسان کے نام پر انگلی رکھ کر بتلا دیتے ہیں کہ اس کے دل میں ایمان ہے یا نہیں۔ (ملفوظات احمد علی ص۱۲۷)

غور فرمائیے کہ جس نبی کے غلاموں کو یہ کمال حاصل ہو کہ نام پر انگلی رکھ کر قلبی کیفیات معلوم کریں اور بتادیں کہ مومن ہے یا کافر تو اس نبی مکرم کا اپنا کیا کمال ہوگا۔ کیا وہ چہرے دیکھ کر بھی نہ پہچان سکیں گے

دوسری جگہ یہی مولوی احمد علی کہتا ہے: کہ

بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے اور ان کی نگاہِ فیض کے اثر سے بحمد اللہ اتنی توفیق میسر آگئی ہے کہ اب یہ بھی مجھ پر منکشف ہو جاتا ہے۔ کہ کون اپنی قبر میں کس حال میں ہے۔ (ملفوظات احمد علی ص۱۵۱)

دیوبندی حضرات غور کریں کہ چودھویں صدی کے مولوی کو تو منوں من مٹی کے نیچے والے اہل قبر کے حالات معلوم ہو جائیں کہ قبر میں ان کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے کیا صاحبِ قبر مومن ہے یا کافر، اس کو عذاب ہو رہا ہے یا اس کی قبر پر رحمت کی بارش ہو رہی ہے وہ گنہگار تھا یا نیکوکار مگر حضور علیہ السلام کو قیامت کے دن چہروں سے بھی مرتدوں کی پہچان نہ ہو سکے گی۔ اللہ تعالٰی سمجھ نصیب فرمائے

برزخی زندگی میں امتیاز

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ مَّرْحُوْمَۃٌ تَدْخُلُ قُبُوْرَهَا بِذُنُوْبِهَا وَتَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِهَا لَا ذُنُوْبَ عَلَيْهَا تُمَحَّصُ عَنْهَا بِاِسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ لَهَا (شرح الصدور ص۱۲۸)

ترجمہ:۔ میری امت، امتِ مرحومہ ہے وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی۔ اور جب قبروں سے نکلے گی اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا اللہ تعالٰی مومنوں کے استغفار سے اس کو گناہوں سے پاک و صاف کر دیگا

Marfat.com

مومن کا فدیہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ دَفَعَ اللّٰہُ اِلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یَھُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا فَیَقُوْلُ ھٰذَا فِکَاکُکَ مِنَ النَّارِ

(مسلم شریف ج ۲ ص ۳۶۶)

ترجمہ: جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دے کہ فرمائیگا کہ دوزخ سے نجات حاصل کرنے کے لئے تیرا فدیہ ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث کا مطلب حضرت ابوہریرہ کی حدیث سے واضح ہوتا ہے جس میں ارشاد ہے کہ ہر ایک شخص کے لئے ایک مکان جنت میں ہے اور ایک دوزخ میں لہذا مومن کو جب جنت میں داخل کیا جائے گا تو اس کے ساتھ ہی کافر کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنے کفر کی وجہ سے اس کا مستحق ہے اور یہ جو لفظ ہے کہ یہ تیرا فدیہ ہے نار دوزخ سے اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کو دوزخ میں داخل کرنے کے لیے پیش کیا جاتا ہے تو یہ تمہارا فدیہ ہے جو کہ تمہارے بجائے دوزخ میں داخل کیا جا رہا ہے کفار کو ان کے گناہ کی وجہ سے دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ تو یہ مسلمان کے حق میں فدیہ ہو جائے گا۔

ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے میں نے چار ہزار برس تک دنبہ کی جنت میں پرورش کی تاکہ وہ اسماعیل علیہ السلام کی طرف سے ذبح ہو کر ان کا فدیہ ہو جائے اسی طرح میں نے فرعون کی چار سو برس تک پرورش کی تاکہ وہ دریا میں ڈوب کر موسیٰ علیہ السلام کا فدیہ ہو جائے اسیکر اشنو یہودی کی پچاس سال تک پرورش کی تاکہ وہ سولی پر چڑھ جائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے فدیہ ہو جائے اسی طرح خدا تعالےٰ یہود و نصارےٰ کی اپنی نعمتوں سے پرورش کر رہا ہے، تاکہ یہ دونوں فرقے قیامت کے دن دوزخ میں داخل ہو کر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فدیہ ہو جائیں۔

(نزہۃ المجالس ص ۳۵۱)

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِنَّ هٰذِهٖ اُمَّةٌ مَّرْحُوْمَةٌ عَذَابُهَا بِاَيْدِيْهَا فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ دُفِعَ اِلٰى كُلِّ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَيُقَالُ هٰذَا فِدَاؤُكَ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ: بیشک یہ امّت مرحومہ ہے اس کا عذاب اس کے اپنے ہاتھ ہے پس جب قیامت کا دن ہوگا ہر مسلمان آدمی کو ایک مشرک دیا جائے گا پھر کہا جائے گا کہ یہ آگ سے تیرا فدیہ ہے۔ (جواہر البحار صفحہ ۳۲۲)

حضرت ابو بردا اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاسٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِذُنُوْبٍ اَمْثَالِ الْجِبَالِ فَيَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَهُمْ وَيَضَعُهَا عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى۔ (مسلم شریف صفحہ ۳۶۴)

ترجمہ: قیامت کے دن کچھ مسلمان گناہوں کے پہاڑ سر پر لے کر آئیں گے اللہ تعالےٰ ان کے گناہ معاف فرما دیگا اور ان کے گناہوں کے پہاڑوں کو یہودیوں اور عیسائیوں پر رکھ دے گا۔

یوم قیامت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کا دن جو پچاس ہزار سال کا ہوگا کیسے گزرے گا اس پر آپ نے فرمایا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَيُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَهْوَنَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ يُصَلِّيْهَا فِي الدُّنْيَا۔ (مظہری صفحہ ۲۲)

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت کا دن مومن کے لیے چھوٹا ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اسے دنیا میں ایک فرض نماز کی ادائیگی سے بھی کم وقت محسوس ہوگا۔

دخول جنت

حضرت حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ ایک دن حضور علیہ السلام نے اتنا لمبا سجدہ

Marfat.com

کیا کہ ہمیں یہ گمان ہو گیا کہ شاید آپ کی روح کو سجدے کی حالت میں قبض کر لیا گیا ہے پھر یکایک آپ نے سرِ اقدس کو اٹھایا اور فرمایا میرے رب نے مجھ سے میری امت کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے میں نے عرض کی الٰہی جس طرح تو چاہے ان کے ساتھ سلوک کر اس لیے کہ وُہ تیرے بندے اور تیری مخلوق ہیں پھر رب تعالےٰ نے دوسری مرتبہ مجھ سے مشورہ طلب فرمایا میں نے وہی جواب دیا پھر تیسری بار مشورہ طلب فرمایا تو میں نے پھر وہی جواب دیا جو پہلے دے چکا تھا اس پر خدا تعالےٰ نے ارشاد فرمایا میں تجھے تیری امت کے بارے میں رسوا نہ کروں گا، اور مجھ کو یہ بشارت دی کہ سب سے پہلے میری امت کے لوگ جو داخلِ جنت ہوں گے وہ ستّر ہزار ہوں گے اور ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے جن سے حساب نہ لیا جائے گا۔ (خصائص کبریٰ صؔ ۵۴۸)

حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک یہودی سے کچھ قرض لینا تھا آپ اس کے پاس اپنا حق طلب کرنے کے لیے تشریف لے گئے آپ نے اس یہودی کے سامنے یوں قسم یاد فرمائی کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں پر برگزیدہ کیا۔ میں تجھ کو نہ چھوڑوں گا یعنی تجھ سے اپنا حق ضرور وصول کروں گا۔ یہودی نے کہا واللہ، اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر سے برگزیدہ نہیں کیا اس پر فاروقِ اعظم نے اس یہودی کو ایک طمانچہ مارا، یہودی نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آکر فریاد کی، آپ نے فرمایا اے عمر تم نے جو یہودی کو طمانچہ مارا ہے اس کے عوض اس یہودی کو راضی کرو اور یہودی سے ارشاد فرمایا کہ اے یہودی آدم صفی اللہ ہیں، ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ نجی اللہ، عیسیٰ روح اللہ اور میں حبیب اللہ ہوں۔ اے یہودی اللہ کے دو نام ایسے ہیں جن کے ساتھ اس نے میری امت کا نام رکھا ہے اللہ تعالےٰ کا ایک نام اسلام ہے اور اس نام کے ساتھ اس نے میری امت کا نام رکھا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا، دوسرا نام اللہ تعالےٰ کا مومن ہے اور اس نام کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے میری امت کا نام مومنین رکھا اے یہودی تم اوّلین لوگ ہو ہم آخرین السابقین قیامت کے دن جنت دوسری امتوں پر حرام ہے جب تک کہ میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے۔

(خصائص کبریٰ صؔ ۵۴۴)

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے موسیٰ علیہ السلام جو شخص میرے پاس اس حال میں آئے گا کہ وہ میرے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتا ہوگا، میں اس کو دوزخ میں داخل کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہی یہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے خدا تعالےٰ نے ارشاد فرمایا میں نے ان سے افضل کسی کو پیدا نہیں کیا، میں نے زمین و آسمان کی پیدائش سے پہلے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا، وَاِنَّ الْجَنَّةَ مُحَرَّمَةٌ عَلٰى جَمِیْعِ خَلْقِیْ حَتّٰى یَدْخُلَهَا هُوَ وَاُمَّتُهٗ۔ اور بے شک جنت میری ساری مخلوق پر حرام ہے جب تک وہ اور اس کی امت نہ داخل ہو جائے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اس کی امت کون ہے خدا تعالےٰ نے ارشاد فرمایا وہ ہر حال میں میری حمد و ثنا بیان کرنے والے ہوں گے طہارت اور پاکیزگی کے پابند ہوں گے دن کو روزہ رکھیں گے اور رات کو تہجد پڑھیں گے میں ان کے تھوڑے سے عمل کو بھی قبول فرما لوں گا۔ اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے پر ان کو داخل جنت کر دوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ مجھے اُس امت کا نبی بنا دے۔ خدا کا ارشاد ہوا ان کا نبی انہیں میں سے ہوگا اس پر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ مجھے اُس نبی کی امت میں سے کر دے ارشاد ہوا تو اس امت سے پہلے ہو چکا اس امت کا زمانہ آخری ہوگا لیکن میں تجھے اس کے ساتھ جنت میں ملا دوں گا۔

(خزینۃ ص ۱۸۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے سُنا کہ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ زُمْرَةٌ هِیَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا تُضِیْءُ وُجُوْهُهُمْ اِضَاءَةَ الْقَمَرِ

ترجمہ: میری امت کا ایک گروہ ستر ہزار کی تعداد میں جنت میں داخل ہوگا۔ ان کے چہرے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔

اس پر حضرت عکاشہ بن محصن کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ میرے لیے دُعا کیجئے کہ خدا تعالےٰ مجھے ان میں سے کر دے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا! یا اللہ اس کو ان میں سے کر دے۔ پھر ایک انصاری کھڑا ہوا اس نے عرض کی میرے لیے بھی دُعا کریں کہ خدا تعالےٰ ان میں سے کر دے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا عکاشہ تجھ سے سبقت لے گیا۔

(بخاری مصری ص ۲۸)

Marfat.com

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا آج دوزخ کا حصہ الگ کر دو، وہ عرض کریں گے الٰہی دوزخ کا حصہ کیا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے ایک ہزار میں سے نوسو ننانوے، یہ وہی وقت ہوگا جب بچے بوڑھے ہو جائیں گے حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے اور تم لوگوں کو غشی کی حالت میں دیکھو گے۔ حالانکہ وہ غشی کی حالت میں نہ ہوں گے بلکہ عذابِ الٰہی میں مبتلا ہوں گے۔ صحابہ کرام کو یہ امر بہت گراں گزراں اور انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ شخص ہم میں سے کون سا ہوگا۔ جو ہزار میں سے بچے گا، حضور علیہ السلام نے فرمایا تم خوش رہو یا جوج ماجوج میں سے ہزار اور تم میں سے ایک پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ تم اہل جنت کی ایک تہائی ہو اس پر صحابہ نے خدا کی حمد و ثنا کی اور تکبیر کہی، پھر حضور نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں جان ہے میں خواہش کرتا ہوں کہ تم اہل جنت میں سے نصف ہوگے۔ (بخاری شریف مصری ص ۱۳۳)

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ۔

اَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَ مِائَةُ صَفٍّ ثَمَانُوْنَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَ اَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْاُمَمِ

ترجمہ: اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی، اسی صفیں صرف اس امت کی اور چالیس باقی ساری امتوں کی ۔

یہ اُمّت محبوبُ الانبیاء ہے

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۔

ترجمہ: تو کیسی ہو گی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ و نگہبان لائیں گے ۔

قیامت کے دن سب سے پہلے اسرافیل کو بلایا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائیں گے کیا تم نے میرے احکام کی تبلیغ کی وہ عرض کریں گے ہاں، میں نے تیرے احکام کو جبرائیل امین تک پہنچایا، پس جبریل امین کو بلایا جائیگا اور خدا تعالیٰ اس سے پوچھے گا کیا اسرافیل نے تجھ تک

Marfat.com

میرے احکام کو پہنچایا وہ عرض کرے گا ہاں اس پر اسرافیل بری الذمہ ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ جبریل امین سے فرمائے گا بتا تو نے میرے احکام کو کن تک پہنچایا وہ عرض کریں گے یا اللہ میں نے تیرے احکام کو تیرے رسولوں تک پہنچایا پھر رسولوں سے پوچھا جائے گا؟ کیا جبرائیل امین نے میرے احکام تم تک پہنچا دیئے وہ عرض کریں گے ہاں، پس اُن سے پوچھا جائے گا کہ تم نے میرے احکام کن لوگوں تک پہنچائے وہ عرض کریں گے یا اللہ ہم نے اپنی امّت کو تیرے احکامات کی تبلیغ کر دی اس پر امتوں کو بُلا کر ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا رسولوں نے میرے احکامات کو تم تک پہنچایا ان میں سے کفّار لوگ رسولوں کی تبلیغ کا انکار کر دیں گے، رسول رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے کہ ہمارے پاس گواہ موجود ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ کون ہیں وہ عرض کریں گے امتِ محمدیہ اس پر خداوند قدوس اس امتِ مرحومہ کو اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے کا حکم دے گا، وہ حاضر ہوگی تو اس سے پوچھا جائے گا کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ رسولوں نے میرے احکامات کو اپنی امتوں تک پہنچا دیا۔ وہ کہیں گے ہاں ہم گواہی دیتے ہیں۔ کفّار اعتراض کریں گے کہ الٰہی ان لوگوں نے تو ہمارا زمانہ پایا نہیں، پھر یہ گواہی کیسے دے رہے ہیں تب حضور کی امت عرض کرے گی خدایا ہم اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر گواہی دے رہے ہیں، کیونکہ ہمارے نبی نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ تمام رسولوں نے تبلیغ کا کام بطریق احسن سرانجام دیا، پھر امتِ مرحومہ کی گواہی اور صفائی کے لیے امام الانبیاء عدالتِ الٰہیہ میں تشریف لائیں گے، حضور علیہ السلام اس امت کی گواہی کی تصدیق کریں گے۔ کہ یہ امّت مقبول الشہادت ہے۔ نیک ہے صالح ہے آپ کی اس تصدیق پر انبیاء کرام کے حق میں ڈگری دے دی جائے گی۔ (مظہری ج ۲ ص ۹۴۳، نعیمی ج ۵ ص ۸)

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کرام اپنی امت کے ظاہری اور باطنی اعمال سے خبردار ہوتے ہیں۔ کیونکہ بغیر علم کے گواہی نہیں دی جا سکتی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت سے فرمایا تھا (اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ) میں تمہیں بتا سکتا ہوں، جو تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور بچاتے ہو۔

خیال رہے کہ تاکلون اور تدخرون مضارع ہے جس میں حال اور استقبال دونوں زمانوں کی گنجائش ہے تو معنی اس کے یہ ہوئے کہ جو کچھ تم اپنے گھروں کی کوٹھڑیوں میں بیٹھ کر کھاتے ہو یا کھاؤ گے بچاتے ہو یا بچاؤ گے میں سب کی خبر تم کو دے سکتا ہوں، یعنی کھیتوں میں دلنے اور باغوں میں

Marfat.com

پھل پیدا ہوتے ہیں ہر دانہ اور پھل پر کھانیوالے کی مہر ہوتی ہے میں ان مہروں کو جانتا ہوں اور کھانے والوں کو پہچانتا ہوں۔ مقامِ غور ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتنا وسیع علم دیا، جب روح اللہ کے علم کی وسعت کا یہ حال ہے تو پھر حبیب اللہ کے علم کی وسعت کتنی ہوگی۔

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

دوسری بات یہ بھی ثابت ہوگئی کہ حضور علیہ السلام کی امت انبیاء کرام کی گواہ ہے چنانچہ دوسری جگہ خدا تعالےٰ کا ارشاد ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک امت وسط بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

اور مدعی کو گواہ پیارا ہوتا ہے کہ اسکے مقدمہ کا فیصلہ گواہ پر ہوتا ہے لہٰذا یہ امت محبوب الانبیاء ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اچھے اعمال کریں تاکہ کل حضرات انبیاء کی گواہی دے سکیں، فاسق و فاجر کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔

تیسری بات یہ ثابت ہوئی کہ حضور علیہ السلام اپنی ساری امت کے ہر ایک کے حال کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما رہے ہیں اس لیے آپ قیامت میں اپنی امت کی تائید کے ساتھ اس کی توثیق بھی فرمائیں گے۔ لوگوں کے ایمان کی نبض پر حضور علیہ السلام کا ہاتھ ہے۔ علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں ویکون الرسول علیکم شہیداً کے تحت لکھا ہے۔

او مطلع است بنور نبوت بر رتبۂ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او می شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا و لہٰذا شہادت او در دنیا بہ حکم شرح در حق امت مقبول و واجب العمل است۔ (تفسیر عزیزی ص۵۱۸)

ترجمہ: حضور علیہ السلام اپنے نورِ نبوت سے ہر دیندار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ میں ہے۔ اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کون سا حجاب اس کی ترقی کے مانع ہے پس حضور علیہ السلام

Marfat.com

تمہارے گناہوں کو تمہارے ایمانی درجات کو اور تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاق و نفاق کو جانتے اور پہچانتے ہیں لہٰذا ان کی گواہی دنیا میں بحکم شرح امت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے۔

چوتھی بات یہ ثابت ہوئی کہ حضور علیہ السلام کی نگاہ نے تمام انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے حالات تفصیل وار اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائے ہیں اور آپ کی گواہی آپ کی امت کیطرح سُنی سنائی نہ ہوگی بلکہ عینی ہوگی اگر آپ کی گواہی بھی سمعی ہوتی تو جو اعتراض اس وقت امت کی گواہی پر ہوا تھا آپ کی گواہی پر بھی ہوتا نیز آپ کی گواہی کی پھر ضرورت ہی کیا تھی۔

پانچویں بات یہ ثابت ہوئی کہ قیامت کے دن کفار بھی حضور علیہ السلام کے علم غیب اور حاضر ناظر[1] کے قائل ہوں گے اس لیے وہ حضور کی گواہی پر جرح نہ کر سکیں گے کہ حضور بغیر مشاہدہ گواہی کیسے دے رہے ہیں۔ اب جو حضور کے ان اوصاف کا منکر ہو وہ ان کفار سے بدتر ہے۔

---

[1] مسئلہ حاضر ناظر کی تحقیق کے لیے غزالی زماں علامہ احمد سعید صاحب کاظمی کا رسالہ "تسکین الخاطر" ملاحظہ فرمائیے)

Marfat.com

قسم پنجم ۵

اس قسم میں ان اعمال کی بحث کی جائے گی، جو حضور علیہ السلام پر واجب ہیں۔

نمازِ تہجّد

نمازِ تہجد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھی۔ (جواہر البحار ص ۶۲ ج ۲، کشف الغمہ ص ۴۸)

كَانَتْ صَلٰوةُ اللَّيْلِ فَرِيْضَةً عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الْاِبْتِدَاءِ وَعَلٰى اُمَّتِهٖ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ثُمَّ نَزَلَ التَّخْفِيْفُ فَصَارَ الْوُجُوْبُ مَنْسُوْخًا فِيْ حَقِّ الْاُمَّةِ بِالصَّلٰوتِ الْخَمْسِ وَبَقِيَ الْاِسْتِحْبَابُ وَبَقِيَ وُجُوْبُ قِيَامِ اللَّيْلِ فِيْ حَقِّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لِمَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ ثَلَاثٌ هُنَّ عَلَيَّ فَرِيْضَةٌ وَهِيَ سُنَّةٌ لَكُمْ اَلْوِتْرُ وَالسِّوَاكُ وَقِيَامُ اللَّيْلِ۔

(تفسیر مظہری ص ۱۱۷ جلد ۵)

ترجمہ: شروع میں نمازِ تہجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور امت پر اللہ تعالیٰ کے ارشاد[1] کے مطابق فرض تھی پھر تخفیف ہوئی اور امت کے حق میں وجوب ساقط ہو گیا پانچ نمازوں کی بنا پر اور استحباب باقی رہ گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں وجوب باقی رہا جیسے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تین چیزیں مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لیے سنت وتر اور مسواک اور نمازِ تہجد۔ خیال رہے کہ یہاں سنت سے مراد غیر فرض ہے کہ واجب و سنت دونوں کو شامل ہے۔

[1] یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا

Marfat.com

علامہ بغوی نے مذکور بالا عبارت نقل کرنے کے بعد بھی یہی فیصلہ فرمایا ہے کہ بَقِیَ الْوُجُوْبُ فِیْ حَقِّ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نمازِ تہجد کا وجوب باقی رہا۔

(معالم التنزیل صہ ۱۴۱ جلد ۴)

علامہ علاؤالدین علی بن محمد نے بھی اسی عبارت کو نقل فرمایا ہے اور آخر میں انہوں نے بھی یہ تحریر فرمایا ہے کہ وَبَقِیَ الْوُجُوْبُ ثَابِتًا فِیْ حَقِّ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نماز تہجد کا وجوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں باقی رہا۔ (تفسیر خازن صہ ۱۴۲)

علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فَتَہَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ کے تحت فرماتے ہیں فَفِیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی فَرْضِیَّۃِ التَّہَجُّدِ علیہ الصلاۃ والسلام وَعَلٰی اُمَّتِہٖ لٰکِنْ نُسِخَ ذَالِکَ فِیْ حَقِّ الْاُمَّۃِ وَبَقِیَ فِیْ حَقِّہٖ علیہ الصلاۃ والسلام

(روح المعانی صہ ۱۳۹ جلد ۱۵)

اس آیت میں حضور علیہ السلام پر اور آپ کی امت پر نماز تہجد کی فرضیت کی دلیل ہے لیکن آپ کی امت کے حق میں یہ فرضیت منسوخ کردی گئی اور آپ کے حق میں باقی رہی۔

علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے۔۔ بعض تو کہتے ہیں تہجد کی نماز اوروں کے برخلاف صرف حضور علیہ السلام پر فرض تھی۔ (تفسیر ابن کثیر پ ۱۵ صہ ۶۱)

نمازِ تہجد کے فضائل میں کچھ احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

فضائل نماز تہجد و قیام لیل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ ہر رات، رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کون ہے مجھ سے دعا مانگنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون ہے مجھ سے معافی مانگنے والا کہ اس کو عطا کروں کون ہے مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے والا کہ میں اس کو بخش دوں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

اِنَّ فِی اللَّیْلِ سَاعَةً لَا یُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ یَسْئَلُ اللّٰهَ فِیْهَا خَیْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ۔

ترجمہ: بیشک رات میں ایک گھڑی ہے کہ نہیں مانگتا مسلمان مرد اس گھڑی میں دنیا اور آخرت کے کاموں سے بھلائی مگر خدا تعالےٰ اس کو عطا کر دیتا ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّہٗ دَاْبُ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَکُمْ وَھُوَ قُرْبَةٌ لَّکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ وَمُکَفِّرٌ لِّلسَّیِّاٰتِ

ترجمہ: نماز تہجد کی ادائیگی اپنے اوپر لازم کر لو کہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور وہ تمہیں تمہارے رب کے نزدیک کرتی ہے اور وہ برائیوں کو مٹانے والی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثَلٰثَةٌ یَضْحَکُ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الرَّجُلُ اِذَا قَامَ بِاللَّیْلِ یُصَلِّیْ وَالْقَوْمُ اِذَا صَفُّوْا فِی الصَّلٰوةِ وَاِذَا صَفُّوْا فِیْ قِتَالِ الْعَدُوِّ۔

ترجمہ: تین قسم کے لوگ ہیں جن پر اللہ تعالےٰ مسکراتا ہے رات کو نماز پڑھنے والا آدمی اور نماز میں صفیں باندھنے والی قوم اور دشمن کے مقابلے میں صف آرا ہونے والی قوم۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا اَشْرَفُ اُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ۔

ترجمہ: میری امت کے صاحب عظمت لوگ قرآن پر عمل کرنے والے اور رات کو نماز پڑھنے والے ہیں۔ (تفسیر مظہری صفحہ ۱۰۹ جلد ۱۰)

چونکہ نماز تہجد قرب الٰہی کا ذریعہ ہے اس لیے تمام غوث ابدال اور ولی اس نماز کی پابندی کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ مُلا علی قاری نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کرسی پر بیٹھ کر فرمایا میں پچیس سال تک تن تنہا بیابانوں اور ویرانوں میں ریاضت کرتا رہا اور میں نے چالیس سال تک صبح کی نماز عشاء کی نماز کے وضو سے ادا کی اور پندرہ سال تک عشاء کی نماز کے بعد ایک پاؤں پر کھڑا ہو جاتا اور صبح تک قرآن پاک ختم کر دیتا۔ (نزہتہ الخاطر صہ ۵۴)

Marfat.com

علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ تیس سال تک رات بھر عبادت کرتے رہے اور ایک ایک رکعت میں ایک ختم قرآن شریف کرتے تھے آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی، آپ نے پینتالیس سال تک ایک وضو سے پانچوں وقت کی نماز پڑھی ہے۔ (ص۸۱ الخیرات الحسان)

ے عشق ماہی دے لائیاں اگیں اینہاں لگیاں کون بجھاوے ہو
نہ خود سووین نہ سوون دیوے مٹھوں سنیاں آن جگاوے ہو

مشاورت باہل الرائے

حضور علیہ السلام پر اہل الرائے صحابہ کرام سے مشورہ کرنا واجب تھا خدا تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ اور کاموں میں ان سے مشورہ کرو، یہی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی اہم معاملہ درپیش آتا تو حضور علیہ السلام صحابہ سے مشورہ طلب فرماتے تھے چنانچہ بدر والے دن آپ نے مقام روحاء پر صحابہ کرام سے مشورہ طلب فرمایا تو صدیق اکبر اور فاروق اعظم نے باری باری کھڑے ہو کر عرض کی کہ ہم آپ کے غلام ہیں آپ کے اشارے پر جان نثار کرنے کو تیار ہیں اس لیے کہ ے

غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

پھر حضرت مقداد بن اسود نے عرض کی ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح نہیں کہ کہہ دیں کہ تو اور تیرا رب جا کر لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ ہم تو آپ کے دائیں بائیں صفیں باندھ کر جم کر دشمنوں کا مقابلہ کریں گے۔ اسی طرح اُحد کے دفعہ پر بھی آپ نے مشورہ طلب کیا کہ آیا مدینہ میں رہ کر لڑیں یا باہر نکلیں جمہور کی رائے یہی ہوئی کہ باہر میدان میں جا کر لڑنا چاہیے چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ جنگ احزاب کے موقع پر بھی آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ کیا مدینہ کے پھلوں کی پیداوار کا تہائی حصہ دینے کا وعدہ کر کے غطفان سے مصالحت کر لی جائے؟ اس پر سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ نے اس کا انکار کر دیا اور آپ نے بھی مشورہ کو قبول فرمایا۔ اسی طرح آپ

Marfat.com

نے حدیبیہ والے دن اس امر کا مشورہ کیا کہ آیا مشرکین کے گھروں پر دھاوا بول دیں ؟ تو صدیق اکبر نے عرض کی یا رسول ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہمارا ارادہ صرف عمرے کا ہے چنانچہ اس مشورے کو بھی منظور کر لیا ۔ اسی طرح جب منافقین نے آپ کی زوجہ مقدسہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائی تو آپ نے فرمایا اے مسلمانوں مجھے مشورہ دو کہ ان لوگوں کا میں کیا کروں جو میرے گھر والوں کو بدنام کر رہے ہیں خدا کی قسم میرے علم میں تو میرے گھر والے برائی سے پاک ہیں ۔ اور جس شخص کے ساتھ تہمت لگا رہے ہیں واللہ میرے نزدیک تو وہ بھی بھلائی والا ہے ۔ آپ نے عائشہ صدیقہ کی جدائی کے لیے حضرت علی اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مشورہ لیا ۔

خیال رہے کہ دیوبندی کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو حضرت عائشہ صدیقہ کی پاکدامنی کا علم نہ تھا چنانچہ امام الطائفہ اسماعیل قتیل نے لکھا ہے ۔

حضرت کے وقت میں منافقوں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائی اور حضرت کو اس سے بڑا رنج ہوا اور کئی دن تک بہت تحقیق کیا مگر کچھ حقیقت معلوم نہ ہوئی ۔ (تقویت الایمان)

امام الطائفہ کا یہ کہنا کہ پھر کچھ حقیقت معلوم نہ ہوئی بالکل جھوٹ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ہے کونسی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام کو حقیقت معلوم نہ ہوئی تفسیر کبیر میں ہے کَانَ ھٰذَا الْقَوْلُ مَعْلُوْمُ الْفَسَادِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْوَحْیِ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول وحی سے قبل معلوم تھا کہ منافقین کا یہ قول فاسد و باطل ہے ۔ بخاری شریف میں حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے ۔ وَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَھْلِیْ اِلَّا خَیْرًا " خدا کی قسم مجھے اپنے اہل پر نیکی ہی کا یقین ہے ۔ بیدین کو حضور کی قسم کا بھی اعتبار نہیں ۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں ۔

لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ و حضرت عائشہ کے معاملات سے خبر نہ تھی اس کو دلیل اپنے دعوے کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے کیوں کہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے ۔

(امداد المشتاق ص ۶۷)

Marfat.com

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی پیر و مرشد ہیں مولوی اشرف علی تھانوی اور رشید احمد گنگوہی کے اور یہ صاف صاف اقرار کر رہے ہیں کہ حضور کو حضرت عائشہ کے معاملے کا مکمل علم تھا۔ اب میں دیو بندیوں سے پوچھتا ہوں کہ اسمٰعیل قتیل اور حاجی امداد اللہ ان دونوں میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے اور اگر طبیعت ناساز نہ ہو جائے تو یہ بھی بتائیں کہ جھوٹے پر قرآن کا کیا فتوے ہے۔

غرض لڑائی کے کاموں اور دیگر امور میں بھی حضور علیہ السلام صحابہ کرام سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح روایت ہے کہ آیت شاورھم میں حضرت ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم مراد ہیں یعنی اے محبوب آپ ان دو بزرگوں سے مشورہ کر لیا کریں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جس چیز پر ابوبکر و عمر جمع ہو جائیں تو میں اس کی مخالفت کبھی نہ کروں گا۔ اور فرمایا جس پر یہ دونوں جمع ہو جائیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہے۔

اس ساری بحث سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام خصوصاً شیخین حضرات بڑی عظمتوں کے مالک ہیں کہ رب العالمین نے ان کو اپنے حبیب کا مشیر بنایا۔

صحابہ سی تقدیر والوں کے صدقے
ہے پایا جنہوں نے زمانہ تمہارا

ازواجِ مطہرات کو اختیار دینا

خدا تعالیٰ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب کر دیا تھا کہ آپ اپنی ازواج مطہرات کو اس بات کا اختیار دے دیں کہ یا تو وہ آپ کے ساتھ رہنا پسند کریں یا آپ سے علیحدگی اختیار کریں چنانچہ آپ نے ان کو اختیار دیا تو سب نے آپ کو اختیار کیا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا لوگ آپ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ اندر تشریف فرما تھے اجازت نہ ملی اتنے میں حضرت

Marfat.com

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آ گئے اجازت چاہی لیکن انہیں بھی اجازت نہ ملی۔ تھوڑی دیر بعد دونوں کو یاد فرمایا گیا، گئے دیکھا کہ آپ کی ازواج مطہرات آپ کے پاس بیٹھی ہیں اور آپ خاموش ہیں۔ فاروق اعظم نے کہا دیکھو میں خدا کے پیغمبر کو ہنسا دیتا ہوں، پھر کہنے لگے یا رسول اللہ کاش کہ آپ دیکھتے میری بیوی نے آج مجھ سے روپے مانگے میرے پاس تھے نہیں، جب اس نے زیادہ ضد کی تو میں نے اٹھ کر اس کی گردن کو دبایا یہ سنتے ہی حضور مسکرانے لگے اور فرمانے لگے یہاں بھی یہی قصہ ہے دیکھو یہ سب بیٹھی ہوئی مجھ سے مال طلب کر رہی ہیں آپ کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ صدیق اکبر حضرت عائشہ کی طرف اور فاروق اعظم حضرت حفصہ کی طرف لپکے اور فرمانے لگے افسوس تم رسول اللہ سے وہ چیز مانگتی ہو جو آپ کے پاس نہیں قریب تھا کہ یہ دونوں بزرگ اپنی اپنی صاحبزادیوں کو مارتے لیکن رسول خدا نے روک دیا اس پر ازواج مطہرات نے فرمایا اب آئندہ ہم ہرگز حضور علیہ السلام کو تنگ نہ کریں گی۔ اس پر خدا کی طرف سے قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی کہ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝

(القرآن المجید)

اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تمہاری مراد دنیا کی زندگی اور اس کی زینت ہے تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھائی کے ساتھ چھوڑ دوں اور اگر تمہاری مراد خدا اور خدا کے رسول اور آخرت کا گھر ہے تو یقین جانو کہ تم میں سے نیک کام کرنے والیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اپنی بیویوں کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیں اگر تم دنیا اور اس کی رونق کو پسند کرتی ہو تو آؤ میں تمہیں اپنے نکاح سے الگ کر دوں اور اگر تم تنگی و عسرت پر صبر کر کے خدا اور رسول خدا کی رضامندی چاہتی ہو اور آخرت کی رونق کو پسند کرتی ہو تو صبر و شکر کا دامن تھام لو اور میرے ساتھ زندگی کے نشیب و فراز برداشت کر و اللہ تعالیٰ تمہیں آخرت کے انعام و اکرام سے سرفراز فرمائے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ان آیات کے نزول کے بعد اللہ کے نبی میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں ایک بات کا تم سے ذکر کرتا ہوں اس کے جواب میں جلدی نہ کر اپنے والدین سے مشورہ کر کے جواب دینا کیونکہ

Marfat.com

[illegible]

Marfat.com

آفتاب کے بعد صرف دو فرض پڑھ لیتے ہیں اور سنتوں کا خیال نہیں کرتے، فجر کی سنت قضا ہوگئی اور فرض پڑھ لیے تو اب سنتوں کی قضا نہیں البتہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے اور طلوع آفتاب سے پیشتر بالاتفاق ممنوع ہے۔ آج کل عوام فرضوں کے بعد فوراً پڑھنا شروع کر دیتے ہیں یہ ناجائز ہے پڑھنا ہو تو آفتاب بلند ہونے کے بعد زوال سے پہلے پڑھیں۔

جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل کا شروع کرنا جائز نہیں سوائے سنت فجر کے کہ اگر یہ جانے کہ سنت پڑھ لینے کے بعد جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ ہی میں شامل ہوگا تو سنت پڑھ لے مگر صف کے برابر پڑھنا جائز نہیں بلکہ اپنے گھر پڑھے یا بیرون مسجد کوئی جگہ قابل نماز ہو تو وہاں پڑھے اور یہ ممکن نہ ہو تو اگر اندر کے حصے میں جماعت ہوتی ہو تو باہر کے حصے میں پڑھے باہر کے حصے میں ہو تو اندر اور اگر اس مسجد میں اندر اور باہر دو درجے نہ ہوں تو ستون وغیرہ کی آڑ میں کہ اس میں اور صف میں حائل ہو جائے اور صف کے پیچھے پڑھنا بھی ممنوع ہے۔ اگرچہ صف میں پڑھنا زیادہ برا ہے آج کل اکثر عوام اس بات کا خاص خیال نہیں کرتے۔ (بہارِ شریعت صہ ۱۳۱، ۱۲ جلد ۴)

توکّل

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر توکّل واجب تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے کبھی مال و دولت جمع نہ فرمایا بلکہ جو آیا راہِ خدا میں نثار کر دیا اور سائل کو اتنا دیا کہ اس کو فقر و فاقہ کا فکر نہ رہتا، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور علیہ السلام سے سوال کیا آپ نے اس کو بکریوں کا اتنا بڑا ریوڑ عطا فرمایا جو دو پہاڑوں کے درمیان پوری وادی میں پھیلا ہوا تھا۔ وہ آدمی اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا ایمان لے آؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا عطا کرتے ہیں کہ فقر و فاقہ کا اندیشہ نہیں رہتا۔ (شفا شریف صہ ۶۵ جلد ۱)

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

(اعلیٰحضرتؒ)

Marfat.com

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے کوچ فرما کر جعرانہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں حنین کا مال غنیمت جمع کیا گیا یہ مال چھ ہزار غلام چوبیس ہزار اونٹ ، چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی اور ایک روایت میں ہے کہ بھیڑیں اتنی تھیں کہ شمار میں نہ آتی تھیں اب حضور علیہ السلام نے اس مال کو تقسیم فرمانا شروع کیا آپ نے زیادہ تر ان لوگوں کیطرف التفات فرمائی جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے حضرت زید بن ثابت سے فرمایا گیا کہ مال اور لوگوں کا شمار کرو ۔ اور ان لوگوں پر مال کی تقسیم کا حساب لگاؤ حساب لگایا تو ہر آدمی کو چار اونٹ چالیس بھیڑیں اور اگر سوار تھا تو بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بھیڑیں حصہ میں آئیں کہتے ہیں کہ نقدی کو حضور کے پاس جمع کر دیا گیا ۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالےٰ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ آج آپ تمام قریش سے زیادہ امیر ہیں حضور پر نور شافع یوم النشور نے تبسم فرمایا پھر حضرت ابوسفیان نے عرض کی کچھ مجھے عطا فرمایئے ، حضور علیہ السلام نے حضرت بلال سے فرمایا کہ چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دے دیئے جائیں اس پر ابوسفیان نے عرض کی میرے بڑے لڑکے یزید کا حصہ بھی دیجئے آپ نے اسے بھی چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ عطا فرمائے اس پر ابوسفیان نے عرض کی یا رسول اللہ خدا تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے آپ جنگ اور صلح دونوں میں کریم ہیں ۔ (مدارج النبوت ص۴۳)

خیال رہے کہ ایک ہے سخاوت ایک ہے جود اور ایک ہے کرم ۔ سخاوت کل مال میں سے تھوڑا خرچ کرنا ، جود کل مال میں سے اکثر خرچ کرنا اور کرم سارا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں ۔ حضرت ابوسفیان نے آپ کو کریم کہا یعنی یا رسول اللہ آپ سارا مال راہ خدا میں لٹانے والے ہیں

ہم بھکاری وہ کریم اُن کا خدا ان سے فزوں
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی (اعلحضرتؒ)

ایک مرتبہ حضور علیہ السلام صفوان بن امیہ کے ساتھ ایک گھاٹی سے گزر رہے تھے یہ گھاٹی بھیڑوں اور چارپایوں سے بھری ہوئی تھی ، صفوان بن امیہ بار بار ان بھیڑوں اور چارپایوں کو دیکھتے تھے ، حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا یہ مال تجھے پسند ہے عرض کی ہاں آپ نے فرمایا جا میں نے یہ سارا مال تجھے عطا کیا ۔ اس پر صفوان مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا میں نے ایسی عطا اور بخشش کسی انسان میں نہیں دیکھی ۔ (مدارج ص۴۲)

فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا (اعلحضرتؒ)

Marfat.com

اِستغفار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً۔

(مشکوٰۃ باب الاستغفار)

ترجمہ: قسم ہے اللہ کی میں استغفار کرتا ہوں اللہ سے اور توبہ کرتا ہوں خدا کی طرف دن میں ستر بار سے زیادہ مرتبہ۔

ایک روایت میں ہے اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

خیال رہے کہ حضور علیہ السلام کا استغفار کرنا تعلیم امت کے لیے تھا کیونکہ حضور پُرنور شافع یوم النشور علیہ السلام تو گناہ سے پاک ہیں اس سے امت کو سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ جب ہمارے رسول پاک دن میں سو سو مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے تو ہمیں تو بطریق اولیٰ استغفار کی کثرت کرنی چاہیئے اس لیے کہ ہم تو دن رات گناہوں کی آلودگیوں میں ملوث رہتے ہیں۔ ہمارے شب و روز صغائر و کبائر کی تاریکیوں میں گزرتے ہیں۔ وہ کونسا گناہ ہے جس کی بنا پر امم سابقہ عذاب الٰہی کا شکار ہوئیں اور آج اس امت میں نہیں پایا جاتا۔ بدقسمتی سے ہمارے پاکستان میں بعض نام کے مسلمان ایسے بھی ہیں جو گناہ کو گناہ تصور ہی نہیں کرتے شراب خوری، سود، زنا، لواطت، چوری، قتل ناحق والدین اور اساتذہ کی نافرمانی، جھوٹی گواہی، جھوٹ بولنا، غیبت و چغلی، کم تولنا، کم ناپنا، ملاوٹ، دھوکا بازی فریب کاری، دغا بازی وغیرہ کا بازار گرم ہے۔ یہی وجہ ہے آج ہم پاکستانی مسلمان اس عزت و وقار سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں جو کبھی فرزندانِ اسلام کا طرۂ امتیاز ہوتا تھا۔ یہ اسلام سے دوری کا نتیجہ ہے۔ کہ مشرقی پاکستان جیسا اہم حصہ ہم سے الگ ہو گیا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اب یہ قوم اور کون سے تازیانۂ عبرت کا انتظار کر رہی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس نقصانِ عظیم کے بعد قوم خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتی اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگتی اپنے اقوال اور افعال کی درستگی کرتی

Marfat.com

اپنے اعمال اور کردار میں تبدیلی لاتی، عبادات کی طرف راغب ہوتی اور معاملات کو درست کرتی تاکہ نقصان کی تلافی ہو سکے، لیکن ہو یہ رہا ہے کہ اس خطہ مغربی پاکستان کے لوگ پہلے کی نسبت زیادہ بداعمالیوں کا شکار ہو رہے ہیں اور راہِ نجات کو چھوڑ کر قعرِ ضلالت میں گرفتار ہو رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قوم کی حالت کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ پھر مغلیہ دور کے انحطاط کی یاد تازہ ہونے والی ہے۔

اے مسلمانانِ پاکستان خدارا غور کرو کہ وہ کونسی وجوہات ہیں جن کی بنا پر ہم نے ہندوؤں سے تاریخی شکست کھائی ہے کیا ہماری فوج کا قصور ہے۔ کیا ہمارے بہادر سپاہیوں نے جرأت بہادری اور دلیری کا ثبوت نہیں دیا، کیا ہماری مسلح فوج دنیا کی مانی ہوئی سخت کوش جانباز اور بہادر فوج نہیں؟ کیا ہمارے حاکم نااہل رہے ہیں۔ کیا ہماری خارجہ پالیسی کمزور تھی؟ کیا ہم بین الاقوامی شہرت یافتہ سیاسی شخصیتوں کا فقدان رہا؟ کیا اقوام عالم سے تعلقات کی کشیدگی ہماری شکست کا سبب بنی؟ ہو سکتا ہے کہ ان وجوہات میں سے بعض شکست کا باعث بنی ہوں لیکن جہاں تک حقائق کا تعلق ہے اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اب مسلمانوں میں قرونِ اولیٰ کا سا ایمان نہیں پایا جاتا، احکام خداوندی کی پابندی نہیں، سنتِ رسول کا خیال نہیں، قرآن کو ہم نے زیب طاق بنا کر رکھ دیا۔ یہودیوں اور انگریزوں کی روش کو اپنا شعار بنا لیا۔ ہمارے طرزِ تمدن اور بود و باش پر مغربی تہذیب نے قبضہ کر لیا ہماری شکل و صورت لباس و معاملات اخلاق اور اطوار سے عیسائیت اور یہودیت کی بو آتی ہے۔

ہم نے قرآن اور اسلام کو چھوڑا تو اقوامِ عالم کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو گئے۔ اے پاکستانی مسلمان! تو خالد بن ولید کا جانشین ہے سلطان صلاح الدین ایوبی تیرے کردار کا درس ہے اُٹھ ایک بار پھر ایک ہاتھ میں قرآن دوسرے ہاتھ میں تلوار لے کر رسولِ خدا کی سنت پر گامزن ہو کر یہ ثابت کر دے۔

ع نہیں ہے نا اُمید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

پچاس نمازیں

علامہ علی بن بُرہان الدین، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی اور علامہ عبدالوہاب شعرانی

Marfat.com

نے لکھا ہے۔ کہ

اَنَّہٗ یَجِبُ عَلَیْہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ یُّصَلِّیَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً عَلٰی وَفْقِ مَا کَانَ فِیْ لَیْلَۃِ الْاَسْرَاءِ (حلبیہ ص۳۴۳ ج۱، کشف الغمہ ص۴۹ ج۲، جواہر البحار ص۶۳ ج۲)

ترجمہ: معراج کی رات جو پہلے پچاس نمازیں فرض ہوئی تھیں دن رات میں انہیں پچاس نمازوں کا ادا کرنا آپ پر واجب ہو گیا۔

اسی طرح آپ پر غسل جمعہ اور قربانی واجب تھی چنانچہ آپ دو قربانیاں کیا کرتے تھے ایک اپنی اور اپنی آل کی طرف سے اور دوسری امت کی طرف سے علاوہ ازیں اِنَّہٗ یَجِبُ عَلَیْہِ اَنْ یُّؤَدِّیَ فَرْضَ الصَّلٰوۃِ کَامِلَۃً لَا خَلَلَ فِیْھَا۔ ترجمہ: بغیر کسی خلل کے فرض نماز کی کامل ادائیگی آپ پر واجب تھی۔ مسلمانوں میں سے جو تنگی اور عسرت کی حالت میں فوت ہو جاتا اور اس کے ذمے قرض ہوتا تو اس قرض کی ادائیگی حضور علیہ السلام پر واجب تھی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ قرض انسان کو جنت میں جانے سے روکتا ہے حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ اَلْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ یُکَفِّرُ کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا الدَّیْنَ خدا کی راہ میں مارا جانا سوائے قرض کے ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ السلام مرنے والے کا قرض ادا فرما دیتے تاکہ دخول جنت سے کوئی چیز مانع نہ ہو۔

مثل مشہور ہے کہ قرض محبت کی قینچی ہے ایک مرتبہ ایک آدمی حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے پاس آکر شاکی ہوا کہ میرے پاس لوگ بہت آتے ہیں ان سے چھٹکارا کی کوئی صورت بتایئے آپ نے فرمایا جو ان میں سے امیر ہیں ان سے قرض مانگو اور جو غریب ہیں ان کو قرض دیا کرو اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ امیر تمہارے پاس آنے سے اس لیے رک جائیں گے کہ وہ خیال کریں گے کہ ہم جب بھی جاتے ہیں قرض ہی مانگا جاتا ہے اور غریب اس لیے آنے سے رک جائیں گے کہ وہ سمجھیں گے کہ ہم جب بھی جائیں گے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کیا جائے گا۔

ہمارے پنجاب میں بہت سی بری رسمیں رواج پا چکی ہیں جن میں پانی کی طرح روپیہ بہا دیا جاتا ہے۔ بیاہ شادی میں بعض رسمیں ایسی ہیں جن کو پورا کرنے کے لیے اپنی پوری مالی قوت صرف

Marfat.com

کر دی جاتی ہے حالاں کہ ان رسموں کی ادائیگی میں دین اور دنیا دونوں کا نقصان ہوتا ہے مثلاً پنجاب کے عوام الناس اس بارات کو جنازے سے تشبیہہ دیتے ہیں جس میں باجہ یا ریکارڈنگ وغیرہ نہ ہو۔ بلکہ آج کل تو لڑکی والے خود مطالبہ کرتے ہیں کہ بارات کے ساتھ باجہ اور زیورات سے مزین گھوڑا ضرور ہو، لڑکی کے لیے اتنے تولے طلائی زیورات ہوں، اتنے جوڑے کپڑوں کے ہوں، سب براتی کوٹ اور پتلون میں ملبوس ہوں اور بعض اوقات لڑکے والے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں اور ہماری بارات کو کھانا جدید قسم کا دیا جائے۔ کیوں کہ ہمارے ساتھ بڑے بڑے لوگ ہوں گے۔ کہیں ان میں ہماری بدنامی نہ ہو جائے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مجبوراً باہمی ناجائز مطالبات تسلیم کرنے پڑتے ہیں چاہے مقروض ہی کیوں نہ ہونا پڑے چنانچہ ان مقاصد کی تکمیل کے لیے رشتہ داروں اور عزیز و اقارب سے بڑی بڑی رقمیں بطور قرض کے لی جاتی ہیں اور جب وہ وقت پر ادا نہیں ہوتیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ رشتہ داری منقطع اور تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ برسوں کی بنی ہوئی آن کی آن میں قرض کی لعنت کی وجہ سے بگڑ جاتی ہے۔

اسی طرح اور بھی بہت سی ناجائز رسموں پر بیجا خرچ کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ افلاس اور غربت، رسوائی اور بدنامی باہمی لڑائی گھر میں ہر وقت جھگڑا قلق و بے قراری بے چینی اور عدم سکون ذہنی پریشانی ایک دوسرے کے خلاف نفرت کے جذبات اور بعض اوقات چوری، ڈاکہ زنی اور قتل و غارت کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔

کاش ہمارے پنجابی بھائی ان غلط رسموں کو چھوڑ دیں اور جو روپے ان بری رسموں پر خرچ ہوتے ہیں ان کو اپنی معاشی حالت کی بہتری کے لیے خرچ کریں اپنی بنیادی ضروریات کی تکمیل اور معیار زندگی کو بلند کریں تاکہ سوسائٹی میں ان کو عزت اور وقار کی نگاہ سے دیکھا جائے۔

نوٹ: باجوں گاجوں کی حرمت کے متعلق مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا رسالہ "الغنا" مطالعہ کریں۔ (فانی)

Marfat.com

عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی آگئے اجازت چاہی لیکن انہیں بھی اجازت نہ ملی۔ تھوڑی دیر بعد دونوں کو یاد فرمایا گیا، گئے دیکھا کہ آپ کی ازواج مطہرات آپ کے پاس بیٹھی ہیں اور آپ خاموش ہیں۔ فاروق اعظم نے کہا دیکھو میں خدا کے پیغمبر کو ہنسا دیتا ہوں، پھر کہنے لگے یا رسول اللہ کاش کہ آپ دیکھتے میری بیوی نے آج مجھ سے روپے مانگے میرے پاس تھے نہیں، جب اس نے زیادہ ضد کی تو میں نے اٹھ کر اس کی گردن کو دبایا یہ سنتے ہی حضور مسکرانے لگے اور فرمانے لگے یہاں بھی یہی قصہ ہے دیکھو یہ سب بیٹھی ہوئی مجھ سے مال طلب کر رہی ہیں آپ کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ صدیق اکبر حضرت عائشہ کی طرف اور فاروق اعظم حضرت حفصہ کی طرف لپکے اور فرمانے لگے افسوس تم رسول اللہ سے وہ چیز مانگتی ہو جو آپ کے پاس نہیں قریب تھا کہ یہ دونوں بزرگ اپنی اپنی صاحبزادیوں کو مارتے لیکن رسول خدا نے روک دیا اس پر ازواج مطہرات نے فرمایا اب آئندہ ہم ہرگز حضور علیہ السلام کو تنگ نہ کریں گی۔ اس پر خدا کی طرف سے قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی کہ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (القرآن المجید)

اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تمہاری مراد دنیا کی زندگی اور اس کی زینت ہے تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھائی کے ساتھ چھوڑ دوں اور اگر تمہاری مراد خدا اور خدا کے رسول اور آخرت کا گھر ہے تو یقین جانو کہ تم میں سے نیک کام کرنے والیوں کے لیے اللہ تعالےٰ نے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اپنی بیویوں کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیں اگر تم دنیا اور اس کی رونق کو پسند کرتی ہو تو آؤ میں تمہیں اپنے نکاح سے الگ کر دوں اور اگر تم تنگی و عسرت پر صبر کر کے خدا اور رسول خدا کی رضامندی چاہتی ہو اور آخرت کی رونق کو پسند کرتی ہو تو صبر و شکر کا دامن تھام لو اور میرے ساتھ زندگی کے نشیب و فراز برداشت کرو اللہ تعالےٰ تمہیں آخرت کے انعام و اکرام سے سرفراز فرمائے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ان آیات کے نزول کے بعد اللہ کے نبی میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں ایک بات کا تم سے ذکر کرتا ہوں اس کے جواب میں جلدی نہ کر اپنے والدین سے مشورہ کر کے جواب دینا کیونکہ

Marfat.com

یہ تو آپ جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے آپ سے جدائی کا مشورہ نہ دیں گے پھر آپ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی میں نے فوراً جواب دیا کہ یارسول اللہ اس میں والدین سے مشورہ کرنے کی کیا ضرورت ہے مجھے خدا اور اس کا رسول اور آخرت کا گھر پسند ہے۔ آپکی تمام بیویوں نے بھی وہی کہا جو میں نے کہا۔

فجر کی دو رکعتیں

فجر کے دو فرضوں سے پہلے دو رکعتیں آپ پر واجب تھیں۔

(جواہر البحار صہ۱۱۲، کشف الغمہ صہ۴۸ جلد ۲)

یہ دو رکعتیں فجر کی دو سنتیں ہیں جن کی احادیث میں بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی دو سنتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ ایک صاحب نے عرض کی یارسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیے کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس سے نفع دے فرمایا فجر کی دو رکعتوں کو لازم کر لو ان میں بڑی فضیلت ہے ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا قل ہو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے اور قل یا ایہا الکافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے حضور علیہ السلام ان دونوں کو فجر کی سنتوں میں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان میں زمانے کی رغبتیں ہیں ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا فجر کی دو سنتیں نہ چھوڑو اگرچہ تم پر دشمنوں کے گھوڑے آپڑیں۔ (بہار شریعت صہ۹)

سب سنتوں میں قوی تر سنت فجر ہے یہاں تک کہ بعض اس کو واجب کہتے ہیں اور اس کی مشروعیت کا اگر کوئی انکار کرے تو اگر شبہتہً یا براہ جہل ہو تو خوف کفر ہے اور اگر دانستہ بلاشبہ ہو تو اس کی تکفیر کی جائے گی، لہذا یہ سنتیں بلا عذر نہ بیٹھ کر ہو سکتی ہیں نہ سواری پہ نہ چلتی گاڑی پر ان کا حکم ان باتوں میں بالکل مثل وتر ہے۔

فجر کی نماز قضا ہو گئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنتیں بھی پڑھے ورنہ نہیں۔ اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے آج کل لوگ بڑی بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں نماز قضا ہونے پر طلوع

Marfat.com

قسمِ ششم

اس قسم میں محرمات کا ذکر کیا جائے گا۔

تحریم صدقہ و زکوٰۃ

عبدالمطلب بن ربیعہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقات آدمیوں کی میل ہیں اور یہ صدقے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے حلال نہیں ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام ہدیہ کو قبول فرماتے تھے اور صدقہ کو قبول نہ فرماتے تھے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عباس سے کہا کہ آپ رسولِ خدا سے سوال کریں کہ وہ آپ کو صدقات پر عامل مقرر فرمادیں حضرت عباس نے آپ سے سوال کیا آپ نے فرمایا میں تمہیں ہاتھوں کے دھووَن پر عامل مقرر نہ کروں گا۔ (خصائص کبریٰ صنہ ۱۴۱)

اسی طرح زکوٰۃ بھی حضور اور آپ کی آلِ پاک کے لیے حلال نہیں ہے۔

علماء نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ چونکہ صدقات وغیرہ آدمیوں کے میل ہیں اور حضور علیہ السلام کا منصب شریف بہت ارفع واعلیٰ ہے اس لیے صدقات سے آپ کی ذاتِ اقدس کو منزہ کیا گیا۔ آپ نہ تو خود صدقہ قبول فرماتے اور نہ اپنی آل میں سے کسی کو صدقے کی اشیاء کھانے کی اجازت دیتے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں رکھ لی، حضور علیہ السلام نے ان کو منع کرنے اور کھجور پھینک دینے کے لیے بطور تنبیہ کے کخ کخ کہا اور پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے اِنَّا لَا نَاْکُلُ الصَّدَقَۃَ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے۔ (مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

کتابت اور قرأت

خدا تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ۝

ترجمہ: اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری ہوتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ **ترجمہ** جو لوگ پیروی کرتے ہیں اس رسول اور نبی کی جو نوشت وخواند سے پاک ہے جس کی صفات وہ تورات اور انجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہیں۔

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ لکھنا اور کتاب سے دیکھ کر پڑھنا شایان شانِ رسالت نہ تھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ لکھنا تو انسان کا کمال ہے قرآن حکیم نے فرمایا عَلَّمَ بِالْقَلَمِ اللہ نے قلم سے علم سکھایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کمال عطا کیوں نہ ہوا بلکہ نہ لکھنے کو آپ کا کمال قرار دیا گیا۔

اس کا جواب علامہ محمد اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح البیان میں دیا ہے۔ اوّلاً تو یہ کہ لکھنا انسان کا کمال اس لیے بنا کہ انسان بھول جاتا ہے۔ اور خطا کرتا ہے۔ قلم کی وجہ سے بھول اور خطا سے بچے گا۔ مثل مشہور ہے۔ قلم علم کی قید ہے اور نبی علیہ السلام کا کمال یہ ہے۔ کہ لکھتے نہیں کیوں کہ علم آپکو بھولتا نہیں، تمام مخلوق الٰہی میں بڑے عالم ہیں اور اس بڑے علم کو سینہ میں محفوظ رکھا چنانچہ فرمایا گیا اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ اے محبوب جو آیات آپ پر نازل ہوئیں ان کے بھول جانے کا خیال نہ کریں ان کو آپ کے سینہ پاک میں جمع کر دینا اور آپ کی زبان پاک سے ادا کرا دینا ہمارے ذمہ کرم پر ہے۔ نیز اگر آپ نوشت وخواندگی سے متصف ہوتے تو کوئی کہتا کہ قرآن کے مضامین پرانی کتابوں سے یاد کرکے سناتے ہیں۔

Marfat.com

دوسرے اس طرح کہ لکھنے کے قلم کا سایہ حروف پر پڑتا ہے اور حضور علیہ السلام پسند نہ فرماتے ہوں گے کہ میرے قلم کا سایہ رب کے ذکر پہ ہو یعنی میرا قلم تو اوپر ہو اور رب کا نام اس کے نیچے اس پر رب کی طرف سے حبیب کو یہ انعام ملا کہ آپ تو نہیں چاہتے کہ آپ کا قلم ہمارے نام پر ہو اور ہم نہیں چاہتے کہ کسی کا قدم آپ کے سایہ پر ہو لہٰذا آپ کا سایہ ہی پیدا نہ کیا کہ کسی کے پاؤں کے نیچے نہ آئے۔ ؎

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا (اعلیحضرت)

اگر یہ شبہ کیا جائے کہ حدیبیہ والے دن حضور علیہ السلام نے لکھا جیسے کہ ایک حدیث میں ہے ثُمَّ اَخَذَ فَکَتَبَ یعنی پھر حضور علیہ السلام نے آپ لے کر لکھا تو اس کا ازالہ اس طرح کیا جائے گا۔ کہ اس کے متعلق علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ آپ کے لکھنے سے مراد یہ ہے کہ آپ نے کتابت کے واسطے امر فرمایا تھا۔

علامہ ابن کثیر نے بھی یہی تحریر فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے لکھنے کا حکم دیا، جیسے دوسری روایت میں صاف موجود ہے کہ ثُمَّ اَمَرَ فَکُتِبَ یعنی آپ نے پھر حکم دیا اور لکھا گیا۔ اور اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ آپ نے خود لکھا تھا تو اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وقتی طور پر آپ سے لکھنے کی حرمت ساقط کر دی گئی ہو۔

شعر گوئی

خدا تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ۔

ترجمہ:۔ نہ تو ہم نے اس پیغمبر کو شعر سکھائے اور نہ یہ اس کے لائق ہے۔

شعر کہنا حضور علیہ السلام پر حرام تھا۔ (جواہر البحار صفحہ ۶۳، خصائص کبریٰ صفحہ ۶۱۶)

خدا تعالےٰ نے اپنے محبوب کو نہ شاعری سکھائی اور نہ آپ کی شایانِ شان تھی، نہ آپ کو شعر گوئی

سے کوئی محبت تھی اور اشعار کی طرف آپ کا طبعی میلان تھا۔ اس کا ثبوت آپ کی زندگی میں نمایاں طور پر ملتا ہے۔ کہ کسی کا شعر پڑھتے تھے تو اس کو وزن سے ساقط کر دیتے تھے۔ لیکن اچھے اور ردی شعر میں فرق فرما لیتے تھے، جیسے کہ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:۔

کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جید، ردی اور موزوں اور غیر موزوں شعر میں تمیز کر لیا کرتے تھے، (تفسیر روح البیان)

اس سے معلوم ہوا کہ شعر کا علم تو تھا۔ لیکن شعر گوئی کا ملکہ نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام ہر فصیح و بلیغ اور شاعر اور ہر ہر قبیلہ کو ان کے لغات اور انہی کی عبارات میں جواب دیتے تھے۔

قبل از قتال زرہ اُتارنا آپؐ پر حرام تھا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ جب آپ زرہ زیب تن فرمالیں تو دشمن سے جنگ کئے بغیر اس کا اتارنا آپ پر حرام ہے چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے: کہ رسولِ خدا نے اُحد کے دن فرمایا میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا میں نے ایک مضبوط زرہ پہن رکھی ہے اور میں نے ایک گائے ذبح کی ہوئی دیکھی میں نے اس خواب کی یہ تاویل کی ہے کہ زرہ مدینہ ہے اور گائے جنگ ہے اگر تم لوگ چاہتے ہو تو مدینہ میں ٹھہرے رہو اگر مشرکین ہم پر چڑھ آئیں گے تو ہم ان سے مدینہ میں جنگ کریں گے، اس پر صحابہ کرام نے عرض کی واللہ عہد جاہلیت میں ہم پر انہوں نے چڑھائی نہیں کی، اب اسلام میں وہ ہم پر چڑھ آئیں گے، آپ نے فرمایا تو پھر تمہیں اختیار ہے صحابہ کرام تشریف لے گئے اور رسول اللہ نے اپنی زرہ مبارک پہنی، صحابہ کرام نے سوچا کہ ہم نے رسولِ خدا کے رائے کے خلاف کیا، چنانچہ وہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ آپ جو چاہیں اختیار فرمائیں یعنی آپ کی رائے کے مطابق مدینہ ہی میں رہیں گے اور مدافعت کریں گے، حضور علیہ السلام نے فرمایا کسی نبی کو لائق نہیں کہ زرہ پہنے اور بغیر جنگ کئے اس کو اُتار دے۔

(خصائص کبریٰ ۲ ص ۶۱۹)

Marfat.com

جو عورت آپکی زوجیت میں نہ رہنا چاہے اسکو روکے رکھنا آپ پر حرام تھا،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ جون کی بیٹی جس وقت آپ کے پاس داخل ہوئی اور آپ اس کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے کہا اعوذ باللہ منک یعنی میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اس پر آپ نے فرمایا تو نے عظیم کے ساتھ پناہ مانگی ہے تو اپنے اہل کے پاس واپس چلی جا۔ علماء نے اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ بات آپ کے خصائص میں ہے کہ جس عورت نے آپکی صحبت سے کراہت کی آپ پر اس کا نکاح حرام ہے۔ (کشف الغمہ صنا جلد ۲)

ابن سعد نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کسی عورت سے منگنی کرنا چاہتے اور عورت آپ کے پیام کو رد کر دیتی تو آپ دوسری بار پیام نہ بھیجتے تھے، آپ نے ایک عورت سے منگنی کرنی چاہی اس نے کہا میں اپنے باپ سے مشورہ کر دوں گی۔ بعدازاں اس نے اپنے باپ سے مشورہ کیا اس کے باپ نے اجازت دے دی، پھر وہ رسولِ خدا سے ملی اور اس نے عرض کی کہ میرے باپ نے مجھے اجازت دے دی ہے۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا ہم نے تیرے سوا کسی اور کو اپنا لحاف بنالیا ہے۔ (خصائص کبریٰ صنہ ۶۲)

کتابیہ سے نکاح آپ پر حرام تھا۔

سعید بن منصور نے مجاہد سے اللہ تعالےٰ کے قول لا یحل لک النساء من بعد کے معنی میں روایت کی ہے کہ یہودی اور عیسائی عورتیں اس قابل نہیں کہ وہ آپ کے نکاح میں آکر امہات المومنین کا درجہ حاصل کریں۔ (تفسیر مظہری صہ ۳۶۷ جلد ۷)

حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات آخرت میں بھی آپ کی ازواج ہیں۔ وہ سب کی

Marfat.com

سب آپ کے ساتھ آپ کے درجہ میں جنت میں ہونگی اور حضور علیہ السلام کے اعلانِ نبوت کے بعد آپ پر ایمان لائے بغیر کوئی جنت میں نہیں جا سکتا لہذا کتابیہ سے نکاح کی تحریم ضروری قرار دے دی گئی۔

مسلمہ لونڈی سے نکاح کی تحریم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمہ لونڈی سے آپ کو نکاح کرنا حرام ہے اس لیے کہ مسلمان لونڈی کا نکاح کا جواز گناہ کے خوف سے ہے اور رسولِ خدا گناہ سے معصوم ہیں اور لونڈی سے نکاح کی نوبت اس وقت آتی ہے جبکہ آزاد عورت کے مہر کی طاقت نہ ہو اور حضور کا نکاح مہر کا محتاج نہیں ہے اور لونڈی سے نکاح کرنا اس لئے بھی آپ کے لیے حرام ہے کہ جو شخص لونڈی سے نکاح کرے گا تو اس کی اولاد جو اس لونڈی سے پیدا ہوگی غلام ہوگی اور حضور علیہ السلام کی ذات اقدس اس بات سے مبرا اور منزہ ہے کہ آپ کی اولاد غلام ہو۔

(ص ۶۲۲/۲ خصائص کبریٰ)

آنکھ سے اشارے کی تحریم

سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے چار آدمیوں کے سوا باقی سب کو امان دے دی ان چار میں سے عبداللہ بن ابی سرح بھی تھا وہ حضرت عثمان کے پاس چھپ گیا جب حضور نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا تو حضرت عثمان عبداللہ کو ہمراہ لائے اور عرض کی یا رسول اللہ عبداللہ سے بیعت لیجئے آپ نے تین بار اپنے سر مبارک کو اٹھا کر عبداللہ کی طرف دیکھا اور تینوں بار بیعت سے انکار فرما دیا چوتھی بار آپ نے اس سے بیعت لے لی۔ پھر آپ صحابہ

Marfat.com

کرام کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ جب تم نے دیکھا کہ میں نے اس کی بیعت سے انکار فرما دیا ہے تو تم میں سے کسی نے اس کو قتل کیوں نہ کر دیا، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں آپ کے دل کی بات کا علم نہ تھا اگر آپ اس کا قتل چاہتے تھے تو آپ نے آنکھ سے اشارہ کیوں نہ فرما دیا کہ ہم اس کو قتل کر دیتے آپ نے فرمایا کہ آنکھ چرا کر اشارہ کرنا نبی کے شایانِ شان نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ آنکھ سے اشارہ خیانت ہے۔ اور یہ نبی کے لئے جائز نہیں ہے۔

سماعِ تکبیر پر اغارت کی تحریم

ابن سبع نے رسول اللہ صلی اللہ کے خصائص میں سے اس بات کو بھی شمار کیا ہے جس وقت آپ تکبیر سنیں اغارت آپ پر حرام ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کسی قوم سے لڑائی کرتے تو اس وقت تک حملہ کرتے جب تک صبح نہ ہوتی، جب صبح ہوتی تو دیکھتے کہ اگر اذان کی آواز سنائی دیتی تو حملہ کا ارادہ ترک فرما دیتے اور اگر اذان کی آواز نہ سنتے تو چڑھائی کر کے تاخت و تاراج کرتے تھے۔ (جواہر البحار ص ۶۳، خصائص کبریٰ ص ۶۲۵/۲)

مشرک سے اعانت کی تحریم

جب حضور علیہ السلام مدینے سے جنگ بدر کیلئے روانہ ہوئے تو دو مشرک بھی حضور کے ساتھ ہو لیے جو مدینہ میں ہی رہتے تھے ایک کا نام قیس اور دوسرے کا نام حبیب بن لیساف تھا۔ حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا تم ہمارے ساتھ کیوں نکلے ہو، انہوں نے کہا آپ ہمارے ہمسایے ہیں اس لئے ہم آپ کے ساتھ نکلے ہیں۔ کہ ہمیں بھی مالِ غنیمت مل جائے گا۔ آپ نے فرمایا اگر تم اپنے مقصد

Marfat.com

ہیں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ اس پر حبیب بن یساف مسلمان ہو گیا اور نہایت دلیری سے جہاد کیا لیکن قیس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث ہے حضور علیہ السلام نے اس مشرک سے فرمایا تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ قَالَ لَا قَالَ اِرْجِعْ فَلَنْ اَسْتَعِیْنَ بِمُشْرِکٍ ، ترجمہ : کیا تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا واپس لوٹ جا میں مشرک سے امداد نہیں لیتا۔ چنانچہ وہ واپس ہو گیا۔ (ترمذی شریف صہ ۱۸۸)

جس کھانے میں بُو ہو اس کا کھانا آپ پر حرام تھا۔

حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاں قیام پذیر ہوئے جب آپ کھانا تناول فرمانے سے فارغ ہوتے تو بچا ہوا کھانا ابو ایوب کے پاس بھیج دیتے وہ کھانے میں آپ کے ہاتھ کے نشانات دیکھتے اور وہاں سے کھاتے تھے ایک دن ابو ایوب انصاری نے عرض کی ، یا رسول اللہ میں نے کھانے میں آپ کی انگلیوں کے نشان نہیں دیکھے آپ نے فرمایا اس کھانے میں لہسن تھا۔ ابو ایوب نے پوچھا کیا لہسن حرام ہے آپ نے فرمایا حرام تو نہیں (یعنی تیرے لئے تو حرام نہیں) تم میری مثل نہیں ہو میرے پاس فرشتہ آتا ہے۔ آپ نے یہ کھانا لہسن کی بو کی وجہ سے تناول نہ فرمایا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا کے پاس ایک ہانڈی لائی گئی، جس میں سبز ترکاریاں پکی ہوئی تھیں ان ترکاریوں میں آپ نے بو محسوس فرمائی۔ آپ نے فرمایا اس کو میرے اصحاب کے پاس لے جاؤ صحابہ نے بھی اس ترکاری کے کھانے میں کراہت کی اس پر آپ نے فرمایا تم کھالو میں اس لئے نہیں کھاتا کہ میں اس ذات سے مناجات کرتا ہوں جس سے تم نہیں کرتے یعنی میں اللہ تعالٰی سے مناجات کرتا ہوں اس لئے یہ بُو دار ترکاریاں نہیں کھاتا۔ (خصائص کبریٰ صہ ۲۱۳)

Marfat.com

تحریم عُریانی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کعبہ تعمیر ہوا تو حضرت عباس اور حضور علیہ السلام پتھر اپنے کندھوں پر اُٹھا کر لاتے تھے، حضرت عباس نے حضور علیہ السلام سے کہا کہ آپ اپنا تہبند اُتار کر کندھے پر رکھ لیں تاکہ پتھر آپ کے کندھے پر نہ چبھیں۔ حضور علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تو فوراً زمین پر گر گئے اور بیہوش ہو گئے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا شروع کر دیا پھر کھڑے ہوئے تو فرمایا میرا تہبند میرا تہبند اس پر آپ کو تہبند باندھ دیا گیا اس دن کے بعد پھر کبھی آپ کو بغیر تہبند کے نہ دیکھا گیا۔ (مسلم شریف ص۱۵۴ ج۱)

ان محرمات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ خُدا کے بہت لاڈلے اور پیارے رسول ہیں کہ خدُا تعالےٰ اس بات کو پسند نہیں فرماتا کہ اس کے محبوب سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جائے جس کی بنا پر اس کی عظمت وقار اور عزت پر کسی قسم کا کوئی دُھبہ آئے اور دنیا کے مورخ کسی قسم کی انگشت نمائی کریں کہ آپ نے فلاں کام کیا جو آپ کی شان کے لائق نہ تھا۔

Marfat.com

قسمِ ہفتم

اس قسم میں اُن خصائص کا ذکر کیا جائے گا، جو حضور علیہ السلام کی طفیل آپکی امت کو اس ہی دنیا حاصل ہوئے۔

اُمّتِ مرحومہ کے لیے غنائم کا حلال ہونا اور کل روئے زمین کا مسجد قرار پانا

خدا تعالے ارشاد فرماتا ہے:۔ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا۔ ترجمہ پس جو کچھ حلال اور پاکیزہ غنیمت تم نے حاصل کی ہے۔ خوب کھاؤ پیو۔

طبرانی نے ابودرداء سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزوں کیساتھ مجھے فضیلت دی گئی ہے۔ میں اور میری امت نماز میں ملائکہ کی طرح صفیں باندھتے ہیں۔ مٹی میرے واسطے وضو کی گئی، کل زمین میرے لیے مسجد کی گئی اور میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں۔ (خصائص کبریٰ ج۲ ص۵۳)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ دی گئیں تھیں۔ (۱) مجھے ایک مہینے کی راہ سے رعب کے ذریعے مدد دی گئی اور (۲) زمین میرے لیے مسجد بنادی گئی اور پاک کرنے والی بنادی گئی پس میری اُمت میں سے جس شخص پر نماز کا وقت آجائے اُسے چاہیے کہ (زمین پر) نماز پڑھ لے۔ (۳) اور میرے لیے غنیمت کے مال حلال کر دیئے گئے ہیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ کئے گئے تھے (۴) اور مجھے شفاعت کی اجازت دی گئی (۵) اور ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں تمام آدمیوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (بخاری مصری ص۴۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ مِنْ قَبْلِنَا ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ رَاٰى ضُعْفَنَا وَعِجْزَنَا فَطَيَّبَهَا لَنَا۔

Marfat.com

(مسلم شریف ۸۵/۲)

ترجمہ: غنیمتیں ہم سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھیں (اور ہم پر اس لیے حلال ہوئیں، کہ اللہ تعالےٰ نے ہماری کمزوری اور ناتوانی کو ملاحظہ فرمایا پس ہمارے لیے ان کو طیب قرار دے دیا۔

امم سابقہ کے لیے مالِ غنیمت حلال نہ تھا بلکہ جنگ کے اختتام پر تمام مالِ غنیمت ایک جگہ اکٹھا کر کے رکھ دیا جاتا تھا۔ آسمان سے آگ آتی تھی اور اس تمام مال کو جلا دیا کرتی تھی اور اگر کوئی آدمی اس مال میں سے کوئی چیز چرا لیتا تو آگ اس کو اس وقت تک نہ کھاتی جب تک وہ چرائی ہوئی چیز اس میں نہ رکھ دی جاتی۔ لیکن اس امتِ مرحومہ پر خدا تعالےٰ نے کرم فرمایا کہ مالِ غنیمت اس کیلئے حلال کر دیا گیا۔ تاکہ امت کے مجاہدوں کی حوصلہ افزائی ہو اور ان کی معاشی قوت میں اضافہ ہو۔

ہندو، سکھ، عیسائی اور یہودی وغیرہ اپنے اپنے عبادت خانوں کے علاوہ کسی دوسری جگہ عبادت نہیں کرتے کیوں کہ ہندو کی عبادت مندر، سکھ کی عبادت گردوارہ عیسائی کی عبادت گرجا اور یہودی کی عبادت کلیسا کے سوا کسی دوسری جگہ ادا نہیں ہو سکتی لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے خدا تعالےٰ نے ساری زمین کو ہمارے لیے جائے سجدہ قرار دے دیا۔ چنانچہ مسلمان کے لیے حکم ہے کہ وہ چاہے سفر میں ہو یا حضر میں، خلوت میں ہو یا جلوت میں، بلندی پر ہو یا پستی میں، بحر میں ہو یا بر میں، پہاڑ پر ہو یا میدانی علاقے میں غرضیکہ جہاں بھی ہو نماز کا وقت آنے پر قبلہ رو کھڑا ہو کر نماز کی نیت کر کے ہاتھ باندھ لے وہ زمین اس کے لیے مسجد کے حکم میں آ جائے گی۔

وضو

خدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے:۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے وضو کا پانی مانگا۔ پھر

Marfat.com

ایک ایک عضو کو دھویا، پھر آپ نے ہر ایک عضو کو دو دو بار دھویا اور فرمایا کہ یہ تم سے پہلی امتوں کا وضو ہے۔ پھر آپ نے ہر عضو کو تین تین بار دھویا اور فرمایا کہ یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کا وضو ہے۔ (خصائص کبریٰ ص ۵۳۱/۲)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وضو میں تین تین بار ہر عضو کا دھونا اس امت کی خصوصیت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی شخص کامل وضو کر کے نماز کی نیت سے گھر سے مسجد کیطرف چلتا ہے۔ تو ہر قدم پر خدا تعالےٰ اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے اور ایک گناہ ختم کر دیتا ہے۔ (ترمذی شریف ص۲)

ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مسلمان وضو کرتا ہے۔ اور اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کی آنکھوں کے گناہ چہرے سے گرنے والے آخری قطرے کے ساتھ ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ جب اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے۔ تو ہاتھوں کے گناہ ہاتھوں کے گرنے والے آخری قطرے سے محو ہو جاتے ہیں۔ جب پاؤں کو دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ پاؤں سے گرنے والے آخری قطرے سے معاف ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ وضو کے اختتام پر گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

اس حدیث میں جن گناہوں کے محو ہونے کا ذکر ہے ان سے صغیرہ گناہ مراد ہیں۔ نہ کہ کبیرہ کیونکہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ اللہ تعالےٰ کے بعض برگزیدہ بندے وضو کے پانی کو دیکھ کر وضو کرنے والے آدمی کے گناہوں کی نوعیت بھی جان جاتے ہیں۔ چنانچہ سیدی امام عبدالوہاب شعرانی رح فرماتے ہیں۔ امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ جب مسجد میں تشریف لے جاتے اور لوگوں کو وضو کرتے دیکھتے تو مستعمل پانی میں ان کو محسوس ہو جاتا تھا کہ یہ شخص فلاں قسم کا گناہ کرتا ہے چنانچہ تنہائی میں اس کو کہہ دیتے کہ تم فلاں قسم کا گناہ کرتے ہو اس کو چھوڑ دو اکثر لوگ تائب ہو جاتے آخر امام صاحب پر یہ بات شاق گذری کہ لوگوں کے عیوب پر نظر پڑتی ہے اس لیے عرض کی کہ الٰہی یہ کشف اٹھا لیا جائے۔ (الیواقیت ص۶۳/۲)

مشروعیت اذان

جب ہجرت کے بعد مسلمان مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو ایکدن مجلس مشاورت قائم ہوئی

Marfat.com

کہ نماز کے لیے لوگوں کو کیسے بلایا جائے کسی نے کہا کہ عیسائیوں کی طرح ناقوس بجایا کریں۔ کسی نے کہا یہودیوں کی طرح بوق بجایا کریں، کسی نے کہا نماز کے وقت ایک جھنڈا کھڑا کر دیا جائے اتنے میں حضرت عبد اللہ بن زید بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں ایک آدمی کو دیکھا جس کے اوپر دو سبز چادریں تھیں اس کے ہاتھ میں ناقوس تھا میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے یہ ناقوس فروخت کرو گے اس نے کہا تو اس ناقوس سے کیا کرے گا میں نے جواب دیا کہ میں اس سے لوگوں کو نماز کے لیے بلاؤں گا۔ اس نے کہا نماز کے لیے بلانے کا میں تمہیں اس سے بہتر طریقہ بتاتا ہوں چنانچہ اس نے مجھے اذان کے کلمات تعلیم کیے۔ حضور علیہ السلام نے ان کلمات کو پسند فرمایا اور بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اذان کہی۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اِذَا اُذِّنَ فِی قَرْیَۃٍ اٰمَنَھَا اللّٰہُ مِنْ عَذَابِہٖ ذَالِکَ الْیَوْمَ۔ ترجمہ جب کسی بستی میں اذان دی جائے تو خدا تعالےٰ اس دن اس بستی کو اپنے عذاب سے امن میں رکھتا ہے۔

مَنْ اَذَّنَ سَنَۃً مُحْتَسِبًا قِیْلَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِشْفَعْ لِمَنْ شِئْتَ ترجمہ جس نے ایک سال ثواب کی نیت سے اذان کہی قیامت کے دن اس سے کہا جائے گا۔ جس کی چاہے شفاعت کر۔

فَارْفَعْ صَوْتَکَ بِالْاَذَانِ فَاِنَّہٗ لَا یَسْمَعُ صَوْتَ الْمُؤَذِّنِ اِنْسٌ وَّلَا جِنٌّ اِلَّا شَھِدَلَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ ترجمہ اذان دیتے وقت اپنی آواز کو بلند کر کیونکہ جو انسان اور جن موذن کی آواز کو سنتا ہے وہ قیامت کے دن اس (موذن) کی گواہی دے گا۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

لُحُوْمُ الْمُؤَذِّنِیْنَ مُحَرَّمَۃٌ عَلَی النَّارِ وَاِنَّ اَھْلَ السَّمَآءِ لَا یَسْمَعُوْنَ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ اِلَّا الْاَذَانَ۔ ترجمہ:۔ موذنوں پر دوزخ حرام ہے۔ آسمان والے زمین والوں کی صرف اذان کی آواز سنتے ہیں۔ (کشف الغمہ ص۵ جلد ۱)

پنجوقتہ نماز

اس امت مرحومہ کی یہ خصوصیت ہے کہ خدا تعالےٰ نے اس پر پانچ نمازیں فرض کیں، امم سابقہ

Marfat.com

میں سے کسی امت پر خدا تعالے نے پانچ نمازیں فرض نہیں فرمائیں ، پانچ نمازوں کی فرضیت میں کئی حکمتیں ہیں جن میں سے چند یہاں بیان کی جاتی ہیں۔

۱۔ انسان میں ظاہر کے حواس پانچ ہیں۔ ہاتھ ، آنکھ ، زبان ، ناک اور گرمی سردی کی پہچان ان پانچ حواس کے شکریہ میں یہ نمازیں فرض ہوئیں ہر ایک حاسہ کے مقابلے میں ایک نماز ، پانچ حواس ہیں اس لیے پانچ نمازیں مقرر ہوئیں۔

۲۔ انسان کی زندگی میں پانچ حالتیں ہیں۔ لیٹنا ، بیٹھنا ، سونا ، جاگنا اور کھڑا ہونا۔ ان پانچ حالتوں میں نعمتِ مولیٰ اور رحمتِ الٰہی کا مینہ برستا ہے۔ ہر ایک حالت میں بے شمار نعمتیں ہیں۔ ہر ایک نعمت کا الگ الگ شکریہ کرنا مشکل کام ہے اس لیے خدا تعالے نے پانچوں حالتوں کی ساری نعمتوں کا شکریہ ان پانچوں میں رکھا اور یہ پانچوں نمازیں فرض کر دیں۔ جس مسلمان نے یہ پانچوں نمازیں پڑھ لیں اس نے اپنی ہر ایک حالت کا اور خدا کی ہر نعمت کا شکریہ ادا کر دیا۔

۳۔ قبلے پانچ ہیں پھر ان کی طرف عبادت کرنے والے بھی پانچ گروہ ہیں۔ بیت المقدس یہود و نصاریٰ کا قبلہ ، خانہ کعبہ مسلمانوں کا قبلہ ، بیت المعمور فرشتوں کا قبلہ ، عرش الٰہی کروبیاں کا قبلہ ، اور ذاتِ الٰہی قبلہ ہے بھولے ہوئے نمازیوں کا ، ہر ایک قبلہ کی طرف عبادت کرنے والے کا ثواب اس اُمت کو عطا فرمانے کے لیے یہ پانچ نمازیں مقرر فرمائیں۔ ایک نماز ایک قبلہ کے ثواب حاصل ہونے کے لیے مقرر ہوئی۔ پانچ قبلے تھے پانچ نمازیں مقرر ہوئیں ، جس نے یہ پانچوں نمازیں پڑھ لیں اس کے نامۂ اعمال میں پانچوں قبلوں کے عابدوں کا ثواب لکھا جائے گا۔

۴۔ دنیا کی زندگی ختم ہونے پر انسان پر پانچ مصیبتیں آتی ہیں۔ موت ، قبر ، میدان حشر ، پل صراط کا عبور کرنا اور جنت کا دروازہ بند ہونا۔ خداوند تعالے نے مسلمانوں سے ان مصائب کو رفع کرنے کے لیے یہ پانچ نمازیں فرض فرمائیں۔

حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ أَكْرَمَ اللّٰهُ بِخَمْسِ خِصَالٍ يَرْفَعُ عَنْهُ ضِيْقَ الْمَوْتِ وَعَذَابَ الْقَبْرِ وَلِيُعْطِيَهُ اللّٰهُ كِتَابَهُ بِيَمِيْنِهِ وَيَمُرُّ عَلَى الصِّرَاطِ كَالْبَرْقِ وَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

ترجمہ : جس نے پنجگانہ نماز کی محافظت کی ، خدا تعالے اسے پانچ باتیں عطا کرے گا ، اوّل موت کی سختی

Marfat.com

سے بچائے گا، دوسرے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ تیسرے حشر کے دن نہایت امن کے ساتھ رکھے گا۔ نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیگا چوتھے پُلصراط پر سے بجلی کی طرح گزر جائے گا، پانچویں جنت میں بلا حساب داخل ہوگا۔

جمعۃ المبارک

خدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔ (القرآن)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ ہم سے پہلے تھے اللہ تعالےٰ نے ان کو جمعہ سے گمراہ کردیا۔ یہودیوں کے واسطے ہفتہ کا دن عیسائیوں کے واسطے اتوار کا دن اور ہمیں جمعہ کے لیے ہدایت فرمائی۔ (خصائص کبرےٰ ص ۵۳۳، سفر السعادت ص ۱۲۸)

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے معراج کی رات عرش کے نیچے شہر دیکھے ہر شہر اس دنیا سے ستر گنا بڑا تھا۔ ہر شہر میں خدا تعالےٰ کے فرشتے خدا تعالےٰ کی تسبیح و تہلیل میں مشغول تھے وہ اپنی تسبیح میں کہتے تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِمَنْ شَهِدَ الْجُمُعَةَ الٰہی جو جمعہ کی نماز کے لیے حاضر ہو اسکی مغفرت فرمادے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِمَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٰہی جو جمعہ کے دن غسل کرے اس کی مغفرت فرمادے (حلبیہ ص ۴۴۹)

ایک حدیث میں ہے:۔

اَلْجُمُعَةُ حَجُّ الْمَسَاكِيْنِ یعنی جمعہ غریبوں کا حج ہے۔

(الدرر المنتثرہ فی الاحادیث المشتہرہ ص ۱۳۸)

حضرت میسرہ فرماتے ہیں کہ میں مسلمانوں کے قبرستان میں گیا۔ میں نے کہا السلام علیکم یا اہل القبور تم ہم سے پہلے دنیا سے کوچ کر گئے، ہم بھی تمہارے پاس آنے والے ہیں۔ خدا تعالےٰ تم پر اور ہم پر رحم کرے اور خدا تعالےٰ تمہارے اور ہمارے گناہوں کو بخشے۔ حضرت میسرہ فرماتے ہیں کہ میں نے

Marfat.com

ایک قبر سے آواز سُنی کہ اے دنیا والو! تمہیں مُبارک ہو کہ تم ہر مہینہ چار مرتبہ حج کرتے ہو میں نے کہا وہ کیسے اس نے کہا ہر مہینے کے چار جمعہ مسلمان کے چار حج ہیں۔ (درۃ الناصحین ص۲۷۶)

رمضان المُبارک

خُدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (القران الحکیم پ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (کنز الایمان)

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر امت پر روزے فرض رہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام پر ہر قمری مہینے کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں کے روزے فرض رہے۔ علامہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ کہ یہودیوں پر رمضان کے روزے فرض تھے لیکن انہوں نے چھوڑ کر ایک عاشورہ کا روزہ اختیار کیا۔ کیوں کہ اس دن موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی تھی عیسائیوں پر بھی رمضان کے روزے فرض تھے۔ چوں کہ قمری مہینے موسموں میں گھومتے رہتے ہیں اور گرمی کے روزوں میں انہیں تکلیف ہوئی تھی اس لیے انہوں نے شمسی مہینے سے موسم بہار کے روزے لازم کر لیے تاکہ گرمی سے بچے رہیں۔ اور بدلنے کے عوض بیس روزے اور بڑھا کر بجائے تیس کے پچاس بنا دیے۔ لیکن مسلمانوں پر جب خُداوند قدوس نے رمضان المبارک کے روزے فرض کیے تو انہوں نے خندہ پیشانی سے اس حکم خداوندی کو قبول کیا۔ چنانچہ ہر سال مسلمان پابندی سے اس مبارک مہینے کے روزے رکھتے ہیں۔ اور یہ اس امت مرحومہ کی خصوصیت ہے۔

روزہ میں صدہا حکمتیں ہیں۔ اسی لیے ہر قوم اس کو عبادت جانتی رہی اور جانتی ہے۔ کچھ حکمتیں بیان کی جاتی ہیں۔

۱۔ روح عالم اجسام میں آنے سے پہلے کھانے پینے وغیرہ سے پاک وصاف تھی اسی لیے گناہوں سے بھی محفوظ رہی۔ اجزائے جسم کا بھی یہی حال تھا مگر جب یہ دونوں ملے تو جسم روح کی وجہ سے اور

Marfat.com

روح جسم کی وجہ سے غذاؤں کے حاجت مند ہوتے اور گناہوں میں مبتلا ہوئے ضرورت تھی کہ اب ان کو کچھ مرغوب غذاؤں سے باز رکھا جائے تاکہ انہیں اپنی پہلی حالت یاد رہے اور پہلے کی طرح اب بھی گناہوں سے بچتے رہیں۔

۲۔ نفس اور روح ایک دوسرے کے دشمن ہیں جن کا مقام جسم انسانی ہے۔ ان میں سے ایک کی قوت دوسرے کے ضعف کا سبب ہے۔ نفس جسمانی غذاؤں اور لذتوں سے خوش ہوتا ہے۔ اور روح نیک اعمال سے ضرورت تھی کہ کچھ روز بھوک برداشت کی جائے تاکہ نفس کمزور ہو جائے۔

۳۔ بھوک بہت سی بیماریوں کا علاج ہے، فاقہ سے معدہ کی اصلاح ہوتی ہے۔

۴۔ روزہ سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور تقوے سے انسان اپنے نفس امارہ پر قابو پالیتا ہے۔ اور اس کے نفس میں سعادت پیدا ہو جاتی ہے۔ انسان تقوے کی بنا پر خیر و حسنہ اور عدل و احسان کیطرف راغب ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح نفس امارہ نفس مطمئنہ بن جاتا ہے۔ جب روزے کے اثر سے نفس، امارہ سے مطمئنہ اور انسان سراپا عدل و احسان اور پیکر رحمت و محبت بن جاتا ہے تو رب جلیل اسے کس محبت سے خطاب کرتا ہے۔ اور کس پیار سے اُسے اپنے دوستوں کی بزم میں آنے کی دعوت دیتا ہے۔

یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔

(القران المجید)

ترجمہ:- اے مطمئن نفس اپنے رب کی طرف لوٹ آ اس حال میں کہ تو اس سے خوش ہے اور وہ تجھ سے خوش ہے۔ سو میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

تقوے کی بدولت انسان اپنے نفس پر قابو پا کر اپنے آپ کو ہر قسم کے گناہ و جرم، ظلم و شر اور فتنہ و فساد سے بچانے کے قابل بن جاتا ہے۔ علاوہ ازیں تقویٰ انسان کو محسن اہل حسن و محبت اور صاحب سرور بناتا ہے۔ روزہ نہ صرف ضبطِ نفس کا ذریعہ ہے۔ بلکہ یہ قلب کا تزکیہ بھی کرتا ہے، قلب کا تزکیہ ہو جائے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی جمالیاتی حس بیدار ہو جاتی ہے اور اس میں سود و زیاں کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔

۵۔ روزہ انسان کے شعور میں اللہ تعالےٰ کی حاکمیت کے اقرار و اعتراف کو مستحکم بناتا ہے۔ اور اس شعور کو اتنا طاقتور بنا دیتا ہے۔ کہ انسان اپنی آزادی اور خود مختاری کو حکم خداوندی کے سامنے قربان کر دیتا ہے۔ روزہ انسان کے دل میں بندگی کا احساس و شعور ہر دم تازہ اور زندہ رکھتا ہے۔

Marfat.com

لیلۃ القدر

رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر کہلاتی ہے جو اپنے دامن میں خیر و برکت کے تحائف سمیٹے ہوئے آتی ہے ۔ درحقیقت یہ رات خدا تعالےٰ کا اپنے بندوں پر ایک بہت بڑا انعام ہے جو اور کسی امت کو نصیب نہ ہوا ۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا شب قدر حق تعالےٰ نے میری امت کو مرحمت فرمائی ہے ، پہلی امتوں کو نہیں ملی ۔

اس رات کی فضیلت میں قرآن حکیم میں پوری سورۃ موجود ہے جس کو سورۃ قدر کہتے ہیں ، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۔ ترجمہ :۔ بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے آپ کو کچھ معلوم بھی ہے کہ شب قدر کیسی بڑی چیز ہے ۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس رات میں فرشتے اور جبرائیل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک ۔

اس رات کو شب قدر یعنی بزرگی والی رات اس لیے کہتے ہیں کہ اس رات شام سے صبح تک تجلیاتِ الٰہیہ بندگانِ خدا کی طرف متوجہ رہتی ہیں ۔ فرشتے خدا کے نیک بندوں کی ملاقات کے لیے آسمان سے زمین پر اترتے رہتے ہیں ۔ اور فرشتوں کی اس آمد سے اہل اللہ کو عبادات اور طاعات میں عجیب حلاوت اور لطف حاصل ہوتا ہے ۔ اس رات قرآن حکیم کے نزول کی ابتداء ہوئی اور یہ ایک ایسی فضیلت ہے جس کی انتہا نہیں ۔ اس رات فرشتوں کی پیدائش ہوئی ۔ بہشت کے باغوں میں پودے لگانے کی ابتدا بھی اسی رات سے ہوئی ۔ تخلیق آدم علیہ السلام کے لیے مادہ بھی اسی رات اکٹھا کیا گیا ۔ اس رات ہر چیز سجدہ کرتی ہے ۔ حتیٰ کہ درخت بھی زمین پر گر جاتے ہیں ۔ مگر ایسی چیزوں کا تعلق امور کشفیہ سے ہے جو ہر شخص کو محسوس نہیں ہوتے ۔

حضرت عثمان بن العاص کا ایک غلام تھا جس نے کئی سال تک سمندر میں جہاز رانی کا کام کیا

Marfat.com

تھا ایک دن اس نے حضرت عثمان سے عرض کی کہ سمندر کی عجیب وغریب چیزوں میں سے ایک یہ ہے کہ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں سمندر کا کڑوا پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا اب جب وہ رات آئے تو مجھے بتانا تاکہ میں دیکھوں کہ وہ کونسی رات ہے جب رمضان پاک کی ستائیسویں رات آئی تو اس غلام نے عرض کی یہ وہی رات ہے جس میں سمندر کا کڑوہ پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔

عبدۃ بن ابی لبابہ فرماتے ہیں کہ میں نے رمضان کی ستائیسویں شب کو سمندر کا پانی چکھا تو بالکل میٹھا تھا۔ (عزیزی صـ ۲۵۸)

غالباً یہ رات رمضان کی ستائیسویں رات ہے۔ کیوں کہ سورۃ قدر میں لیلۃ القدر کا لفظ تین جگہ استعمال ہوا ہے۔ اور لیلۃ القدر کے نو حروف ہیں۔ اور نو کو تین سے ضرب دیں تو ستائیس بنتا ہے۔ لہذا یہ رات ستائیسویں کی رات ہے۔ حدیث شریف میں ارشادِ نبوی ہے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کیا کرو۔

خدا تعالیٰ اور رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کیسا تھ امتِ مرحومہ کا ذکر

خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں اپنے بہت سے ایسے نام ذکر فرمائے ہیں جن ناموں کے ساتھ قرآن، صاحبِ قرآن اور اس امتِ مرحومہ کو بھی مشرف فرمایا ہے۔ چنانچہ

(۱) اپنے آپ کو خدا تعالےٰ نے نور کہا اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اپنی کتاب قرآنِ حکیم کو بھی نور کہا وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهٗ اپنے رسول مقبول کو بھی نور کہا۔ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ۔ اور امتِ مرحومہ کو بھی نور سے مشرف فرمایا۔ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ۔

(۲) خدا تعالےٰ عزیز ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ قرآن بھی عزیز وَاِنَّهٗ لَکِتٰبٌ عَزِیْزٌ۔ حبیبِ کبریا بھی عزیز لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ مسلمانوں کو بھی عزیز کہا گیا۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ۔

(۳) اللہ تعالےٰ عظیم ہے۔ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ قرآن حمید بھی عظیم ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ

Marfat.com

سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ حضور علیہ السلام کو بھی اسی شان و عظمت سے سرفراز فرمایا گیا۔
وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ مومنوں کو بھی فوزِ عظیم کا مژدہ سنایا گیا۔ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔

(۴) رب ذو الجلال کریم ہے۔ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ اسکی کتاب بھی کریم اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ امام الانبیاء کو بھی خدا تعالے نے اس نام سے موسوم کیا۔ اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ ہم گنہگاروں کو بھی خدا نے اس نام سے مشرف فرمایا وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ۔

(۵) خدا تعالے نے اپنے آپ کو شہید کیا وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا قرآن کو بھی شہید کیا گیا وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ حبیبِ خدا بھی شہید ہیں وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا اور آپ کی امت کو بھی شہید کہا گیا:۔ لِتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ۔

(۶) اللہ جل شانہٗ نے خود کو حق کہا ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ قرآن مجید بھی حق ہے حَتّٰی جَآءَھُمُ الْحَقُّ رسول مقبول بھی حق یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الْحَقُّ مومن بھی حق کے نام سے موسوم کئے گئے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا۔

(۷) خدا تعالے مبین ہے ھُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ۔ قرآنِ حکیم بھی مبین ہے۔ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ (قرآن) حضور علیہ السلام بھی مبین ہیں۔ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ امتِ مرحومہ بھی مبین ہے وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا

(۸) خدا تعالے ہادی ہے۔ قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی قرآن بھی ہادی ہے لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ رسولِ کریم بھی ہادی ہیں لَقَدْ جَآءَکُمْ مِّنْ رَّبِّھِمُ الْھُدٰی حضور علیہ السلام کی اُمت بھی ہادی وَزِدْنٰھُمْ ھُدًی۔

(۹) خدا تعالے حاکم ہے۔ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنَنَا۔ قرآن مجید بھی حاکم ہے۔ حُکْمًا عَرَبِیًّا نبی مکرم بھی حاکم ہیں وَاَنِ احْکُمْ بَیْنَھُمْ امتِ مصطفےٰ علیہ السلام بھی حاکم ہے کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ۔

(۱۰) خدا تعالے رحمت والا ہے وَرَبُّکَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَۃِ اس کی کتاب بھی رحمت ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ حضور علیہ السلام بھی رحمت ہیں وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ آپ کی امت کو بھی رحمت سے نوازا گیا۔ فَفِیْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ۔

(۱۱) اللہ تعالے نذیر ہے۔ فَاَنْذَرْتُکُمْ نَارًا تَلَظّٰی قرآن مجید بھی نذیر ہے بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا فَاَعْرَضَ اَکْثَرُھُمْ خدا تعالے جل جلالہٗ کا نبی بھی نذیر ہے۔ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا اس امتِ مرحومہ کو بھی

Marfat.com

نذیر کہا گیا لِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ ۔

(۱۲) خدا تعالیٰ نے اپنے آپکو قرآنِ مجید میں داعی کہا ہے ۔ وَاللّٰهُ يَدْعُوا إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ قرآن بھی داعی ہے ۔ أَجِيبُوا دَاعِيَ اللّٰهِ حضور علیہ السلام بھی داعی ہیں ۔ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ امت محبوب کو بھی داعی کہا گیا ۔ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ ۔

(۱۳) خدا تعالیٰ جل جلالہٗ احسن ہے ۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ قرآن بھی احسن ہے اللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ حضور علیہ السلام بھی احسن ہیں لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ مومن بھی حسن ہیں ۔ وَمَنْ أَحْسَنُ مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللّٰهِ ۔ (معارج النبوت رکن دوم صد۳)

حرمتِ شراب

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۔ (الفرقان الحمید)

ترجمہ :- اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام ، تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ ۔ (کنز الایمان)

اس حکم کے آنے سے پہلے حضور علیہ السلام نے ایک خطبہ میں لوگوں کو متنبہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو شراب سخت ناپسند ہے بعید نہیں کہ اس کی قطعی حرمت کا حکم آجائے لہٰذا جن لوگوں کے پاس شراب موجود ہے ۔ وہ اسے فروخت کر دیں اس کے کچھ مدت بعد یہ آیت نازل ہوئی اور آپ نے اعلان کرایا کہ اب جن کے پاس شراب ہے وہ نہ اسے پی سکتے ہیں نہ بیچ سکتے ہیں بلکہ وہ اسے ضائع کر دیں ۔ چنانچہ اسی وقت مدینہ کی گلیوں میں شراب بہا دی گئی ۔ بعض لوگوں نے پوچھا ہم یہودیوں کو تحفہ" کیوں نہ دے دیں ؟ آپ نے فرمایا جس نے یہ چیز حرام کی ہے اس نے اسے تحفہ دینے سے بھی منع فرما دیا ۔ ایک صاحب نے باصرار دریافت کیا کہ دوا کے طور پر تو استعمال کی اجازت ہے ؟ فرمایا نہیں وہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے ایک اور صاحب نے عرض کی یا رسول اللہ ہم ایک ایسے علاقے میں رہتے ہیں جو نہایت سرد

Marfat.com

ہے اور ہمیں محنت بھی بہت کرنی پڑتی ہے ہم لوگ شراب سے تھکان اور سردی کا مقابلہ کرتے ہیں، آپ نے پوچھا جو چیز تم پیتے ہو وہ نشہ کرتی ہے؟ انہوں نے عرض کی ہاں فرمایا تو اس سے پرہیز کرو۔ انہوں نے عرض کی مگر ہمارے علاقے کے لوگ تو نہیں مانیں گے فرمایا اگر وہ نہ مانیں تو ان سے جنگ کرو۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر اور اس کے پینے والے پر پلانے والے پر فروخت کرنے والے پر خریدنے والے پر اور کشید کرنے اور کرانے والے پر اور اٹھا کر لے جانے والے پر اور اس شخص پر جس کیلئے اٹھا کر لے جائی گئی ہو۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کُلُّ مُسْکِرٍ خَمْرٌ وَکُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ کُلُّ شَرَابٍ اَسْکَرَ فَھُوَ حَرَامٌ ہر وہ مشروب جو نشہ پیدا کرے حرام ہے۔ ایک مقام پر فرمایا وَ اَنَا اَنْھٰی عَنْ کُلِّ مُسْکِرٍ اور میں ہر نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جمعہ کے خطبہ میں ارشاد فرمایا اَلْخَمْرُ مَاخَامَرَ الْعُقْلَ خمر سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانک لے۔ (تفہیم القرآن ص۵۰)

فقیہہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہ شراب نوشی کے دس نقصانات ہیں۔

(۱) شرابی پر مجنونانہ حالت طاری ہو جاتی ہے جو عقل مندوں کے نزدیک مذموم تصور ہوتی ہے

(۲) عقل اور مال کو ضائع کرنے والی ہے۔

(۳) شراب نوشی بھائیوں اور مخلص دوستوں کے درمیان عداوت کا سبب بنتی ہے۔

(۴) شراب ذکرِ خدا سے روکتی ہے۔

(۵) شراب انسان کے دل میں زنا کی تحریک پیدا کرتی ہے۔

(۶) شراب شر کی کنجی ہے شرابی سے ہر قسم کے گناہ کا صدور ممکن ہے۔

(۷) شرابی اپنے ساتھ رہنے والے فرشتوں کو اذیت دیتا ہے۔

(۸) شرابی اسی کوڑوں کی سزا کا مستحق ہو جاتا ہے اگر یہ کوڑے اسے دنیا میں نہ مارے جائیں تو آخرت میں اسے آگ کے کوڑے مارے جائیں گے اور یہ سزا اسے تمام رشتہ داروں اور دوستوں کے سامنے دی جائے گی۔

Marfat.com

(۹) شرابی کی کوئی نیکی اور دُعا چالیس دن تک قبول نہیں ہوتی۔

(۱۰) شرابی کے لیے دنیا سے بے ایمان ہو کر جانے کا شدید خطرہ ہے۔

یہ تو دنیا کی زندگی کے نقصانات ہیں آخرت کی سزا اس کے علاوہ ہوگی۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تین آدمی جنت میں داخل نہ ہوں گے، شراب نوشی پر مداومت کرنے والا، رشتہ داری منقطع کرنیوالا اور جادو کی تصدیق کرنے والا پھر فرمایا جو آدمی شراب نوشی پر مداومت کرتا ہے خدا تعالیٰ اسے نہر غوطہ سے پلائے گا اور نہر غوطہ میں زانی عورتوں کی شرمگاہوں سے نکلنے والا خون اور پیپ ہوگا۔ جس کی بدبو سے دوزخیوں کو سزا دی جائے گی۔

ایک حدیث میں ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شراب پیئے اس کے ساتھ نکاح نہ کرو۔ وہ بیمار ہو جائے تو بیمار پرسی نہ کرو اگر مرجائے تو اس پر نماز جنازہ نہ پڑھو اور شرابی پر چاروں آسمانی کتابوں میں لعنت کی گئی ہے اور جو شرابی کے پاس بیٹھے گا، قیامت کے دن خدا اسے اندھا کر کے اٹھائے گا۔

(درۃ الناصحین ص۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شراب پینے والے کے لئے کوئی سزا مقرر نہ تھی جو شخص اس جرم میں گرفتار ہو کر آتا تھا اُسے جوتے، لات، مکے، بل دی ہوئی چادر کے سونٹے اور کھجور کے سنٹے مارے جاتے تھے، زیادہ سے زیادہ چالیس ضربیں اس جرم پر لگائی گئی ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانے میں چالیس کوڑے مارے جاتے تھے حضرت فاروقِ اعظمؓ کے زمانے میں بھی ابتداً یہی سزا جاری رہی بعد میں جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ اس جرم سے باز نہیں آتے تو انہوں نے صحابہ کرام کے مشورے سے اسّی کوڑے سزا مقرر کر دی۔ اسی سزا کو امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ شراب کی حد قرار دیتے ہیں۔

شریعت کی رو سے ہر اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ شراب کی بندش کے اس حکم کو بزور اور قوت سے نافذ کرے۔ حضرت فاروق اعظم کے زمانہ میں بنی ثقیف کے ایک شخص رُوَیشد نامی کی دوکان اس بنا پر جلوادی گئی کہ وہ خفیہ طور پر شراب فروخت کرتا تھا۔ ایک دوسرے موقعہ پر ایک پورا گاؤں حضرتِ فاروق اعظمؓ کے حکم سے اس قصور پر جلا دیا گیا کہ وہاں خفیہ طور پر شراب کی کشید اور فروخت کا کاروبار ہو رہا تھا۔ (تفہیم القرآن ص۵)

کون نہیں جانتا کہ شراب از روئے اسلام شدید حرام ہے مگر افسوس کہ قیام پاکستان کے بعد

Marfat.com

بجائے اس کے کہ اس ام الخبائث کو ختم کر دیا جاتا اور شراب نوشی پر درّے لگائے جاتے بتدریج شراب اور منشیات میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اور غیر مسلم، بیماری اور مہمان نوازی کے نام پر وطن عزیز میں شراب نوشی کو جائز تصوّر کر لیا گیا ہے۔ نیز عام شراب نوشی کے علاوہ بکثرت انگریزی ادویات میں بھی بطور دوا شراب کا استعمال عام ہوتا ہے۔ حالانکہ حرام چیزوں میں شفا نہیں۔

شراب انسان کی سب سے بڑی دشمن ہے۔ دنیا میں جنگ، وبا یا مرض سے اس قدر انسان ہلاک نہیں ہوئے جس قدر انسان شراب کی وجہ سے لقمۂ اجل ہوئے۔ مغرب کی جدید ترین تحقیق کے مطابق تو شراب کی قلیل سے قلیل مقدار بھی انسانی جسم کے لیے بے حد مضر ہے مغرب کا سب سے ترقی یافتہ ملک امریکہ ہے۔ امریکہ میں شراب نے انفرادی زندگی کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ امریکہ میں ساڑھے نو لاکھ شرابی عادی مجرم ہیں۔ اڑتیس لاکھ امریکی شراب پی کر ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں امریکہ کے ہر بارہ آدمیوں میں ایک شخص دماغی اختلال کا شکار ہے۔ دماغی مریضوں کی تعداد میں ہر سال اڑھائی لاکھ مریضوں کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ شراب اعصاب دماغ دل معدہ اور جگر کے لیے تو بالخصوص مضر ہے اس کے استعمال سے اعصاب شل ہو جاتے ہیں۔ دماغی قوتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ معدہ میں خراش پیدا ہو جاتی ہے۔ دل کے عوارض پیدا ہو جاتے ہیں اور جگر خراب ہو جاتا ہے شراب سے خون کا دباؤ، فالج، پاگل پن، عرق النساء وغیرہ امراض پیدا ہوتے ہیں۔ شراب پینے والے کی عمر کم ہوتی ہے۔ اس کے جسم میں قوت مدافعت کم ہوتی ہے۔ اور وہ کسی بیماری کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتا۔ شرابی کی دماغی قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔

کوئی قوم جب شراب اور عیش و عشرت کی عادی ہو جاتی ہے۔ تو وہ قوم تباہی کی راہ پر گامزن ہوتی ہے۔ گویا شراب اجتماعی زندگی کی تباہی کی بھی ذمہ وار ہے۔ چنانچہ سقوط مشرقی پاکستان کی من جملہ وجوہات میں سے ایک وجہ شراب نوشی بھی ہے۔

Marfat.com

قسم ہشتم

اس قسم میں ان خصائص کا ذکر کیا جائے گا۔ جن کا تعلق آپ کے معجزات اور فضائل سے ہے۔

غزوہ میں نبی کی معیّت واجب تھی

جب حضور علیہ السلام کسی غزوہ کے لیے خروج فرمائیں تو ہر مسلمان پر واجب تھا کہ حضور کے ہمراہ لڑائی کے لئے نکلے، ہاں جس کو حضور اپنا خلیفہ بنائیں یا شرعی طور پر معذور ہو مثلاً بیمار ہو یا بوڑھا ہو اس کے لئے رخصت تھی۔ غزوۂ تبوک میں اہل مدینہ کے چند عرب قبائل شرکتِ جہاد سے باز رہے اور جو مشقتِ جنگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی اس میں ہمدردی اور اشتراکِ عمل کی بجائے آرام طلبی اختیار کی ان پر خدا تعالیٰ نے عتاب فرمایا ارشاد ہوتا ہے۔

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِّنَ الْأَعْرَابِ أَن يَتَخَلَّفُوا عَن رَّسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِ۔ ترجمہ: مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی ان کے گرد و پیش میں ہیں ان کو یہ زیبا نہ تھا کہ اللہ کے رسول کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ کہ اپنی جان کو ان کی جان سے عزیز سمجھیں۔ علامہ فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت مذکورہ کے تحت لکھا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔

هَذَا الْحُكْمُ مِنْ خَوَاصِّ رَسُولِ اللَّهِ إِذَا غَزَا بِنَفْسِهِ فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتَخَلَّفَ عَنْهُ إِلَّا بِعُذْرٍ۔ (تفسیر کبیر ص ۲۲۴ ج ۱۶)

ترجمہ: یہ حکم اللہ کے رسول کے خصائص میں سے ہے کہ جب آپ خود بنفس نفیس کسی غزوہ میں شرکت فرمائیں تو کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ آپ کے ساتھ شریک نہ ہو ہاں عذر کے ہوتے ہوئے

Marfat.com

رخصت ہے۔

صاحب روح المعانی نے اسی آیت کے تحت لکھا ہے۔ کہ وَظَاہِرُ الْآیَۃِ وُجُوْبُ النَّفِیْرِ اِذَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَی الْغَزْوَۃِ بِنَفْسِہٖ ترجمہ اس آیت سے صاف ظاہر ہوا کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس کسی لڑائی کے لئے تشریف لے جائیں تو ہر مسلمان پر شرکت واجب ہو جاتی ہے۔ (تفسیر روح المعانی صـ ۴۶ جلد ۱۱)

بعض مسلمان جنگ تبوک سے رہ گئے ان میں سے بعض اپنے اس فعل پر نادم ہوئے اور رسول پاک سے جا ملے، جیسے حضرت ابو خیثمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ جن کے متعلق حدیث میں یوں آیا ہے کہ ان کے باغ کے پھل پکے ہوئے تھے ان کی بیوی حسن و جمال کا پیکر تھی اس نے ان کے لیے گھنے سایہ میں چٹائی بچھائی اور ٹھنڈا پانی اور کھجوریں پیش کیں آپ نے ان اشیاء کو دیکھا اور فرمایا میں تو گھنے سایہ، پکی ہوئی کھجوروں، ٹھنڈے پانی اور خوبصورت عورت سے لطف اندوز ہو رہا ہوں اور رسول پاک گرم لُو کے تھپیڑوں کی زد میں ہیں۔ یہ بات مجھے زیب نہیں دیتی، اسی وقت اونٹنی تیار کی، تلوار اور نیزہ لیا اور ہوا کی طرح سفر طے کرتے ہوئے حضور کی بارگاہ میں جا حاضر ہوئے، حضور علیہ السلام نے دور سے سراب میں ایک آدمی کو دیکھا اور فرمایا کُنْ اَبَا خَیْثَمَۃَ. ابو خیثمہ ہو جا۔ دوسرے ہی لمحہ میں آپ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے، حضور علیہ السلام ان کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور ان کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی۔

(تفسیر روح المعانی صـ ۴۶ / ۱۱)

نمازی پر ارشاد نبوی کی تعمیل واجب ہے۔

خدا تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ ترجمہ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں بلائیں۔

Marfat.com

اللہ تعالےٰ خود اپنے محبوب کی بارگاہ کے آداب مسلمانوں کو سکھا رہا ہے کہ اے مسلمانوں اس درگاہِ عالی میں رہنے کا ادب یہ ہے کہ اگر تم کو کسی وقت ہمارے رسول پاک پکاریں تو تم کسی حال میں بھی ہو، نماز میں ہو، کسی وظیفہ میں مشغول ہو، گھر کے کسی کام میں ہو جس حال میں ہو تم نماز اور تمام کاروبار چھوڑ کر بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو جاؤ، بالکل دیر نہ کرو۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام ابی ابن کعب کے دروازے سے گزر رہے وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے آپ نے ان کو آواز دی انہوں نے جلدی سے نماز پوری کی اور آپ کے دربار میں حاضر ہوئے ارشاد ہوا کہ تمہیں حاضری میں دیر کیوں لگی۔ عرض کی میں نماز ادا کر رہا تھا فرمایا کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ اس پر حضرت ابی بن کعب نے عرض کی بلیٰ وَلَا اَعُوْدُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تعالےٰ۔ ترجمہ ہاں میں نے یہ آیت پڑھی ہے اب آئندہ ایسی کاہلی نہ ہوگی۔ (خازن ص ۱۸/۳، کبیر ص ۱۲۶/۱۵، روح المعانی ص ۱۹۱/۹)

حضرت ابو سعید ابن المعلیٰ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا آپ نے مجھے آواز دی لیکن نماز میں ہونے کی بنا پر میں نہ جا سکا نماز پڑھ کر میں پہنچا تو فرمایا کہ اب تک کیوں نہ آئے کیا خدا تعالےٰ نے تم سے یہ ارشاد نہ فرمایا۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ (تفسیر ابن کثیر ص ۸۸ پ ۹، بخاری شریف ص ۱۳۲/۳)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نمازی پر لازم ہے کہ نماز چھوڑ کر حضور علیہ السلام کے بلانے پر حاضر ہو جائے۔ بہت سے فقہا نے فرمایا ہے کہ نمازی بحالت نماز حضور کی خدمت میں بلانے پر حاضر ہو جائے جو خدمت فرمائیں اس کو پورا کرے پھر بھی نماز ہی میں ہے اور یہ بات ہے بھی بالکل درست کیوں کہ اگر اس نمازی نے سلام کیا تو کس سے کیا اُن سے کیا جن کو نماز میں سلام کرنا واجب ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ، اگر کسی اور کو سلام کرتا تو نماز جاتی رہتی اگر کعبہ سے سینہ پھرا تو کس طرف پھرا؟ اُدھر پھرا جو کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔

ے اور پروانے ہیں ہوتے ہیں جو کعبہ پہ نثار
شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

اگر چلا تو کدھر؟ بارگاہِ مصطفےٰ کی طرف جو عین عبادت ہے پھر نماز کیوں جائے

اگر نماز میں کسی کا وضو جاتا رہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ پانی کی طرف جائے چلے بھی کعبہ سے سینہ پھر بھی جائے عملِ کثیر کرے بھی مگر نماز ہی میں رہتا ہے تو حضور علیہ السلام تو رحمتِ الٰہی کا دریا ہیں آپ کی طرف جانا نماز کو کیوں فاسد کرے۔

حجرات کے پیچھے سے آپکو آواز دینا حرام ہے

خدا تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ۝ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

ترجمہ جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں اگر یہ لوگ یہاں تک صبر کرتے کہ آپ خود ان کے پاس آجاتے تو یہی ان کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ (قرآن حکیم پ ۲۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر حضرت عیینہ بن حصن فزاری رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں خزاعہ کے ایک قبیلہ بنی عنبرہ سے لڑائی کے لئے بھیجا جب اس قبیلے کے لوگوں نے مسلمانوں کی آمد کی خبر سنی تو وہ اپنے اہل و عیال مال و دولت اور گھر بار چھوڑ کر فرار ہو گئے، مسلمانوں نے ان کے اہل و عیال کو قیدی بنا لیا اور حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کر دیا اس پر قبیلہ کے لوگ دوپہر کے وقت جبکہ حضور خواب استراحت میں جلوہ فرما تھے آئے تاکہ اپنے اہل و عیال کو فدیہ دے کر چھوڑا لیں وہ آپ کو ازواج مطہرات کے حجروں کے پیچھے سے پکارنے لگے یَا مُحَمَّدُ اُخْرُجْ اِلَیْنَا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف تشریف لائیے اللہ تعالےٰ نے ان کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔

حضور علیہ السلام باہر تشریف لائے ان لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ ہم سے ہمارے اہل و عیال کا

Marfat.com

فدیہ لیں، اسی وقت حضرت جبریل امین نازل ہوئے انہوں نے عرض کی آپ کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ آپ اپنے اور ان کے درمیان ایک آدمی بطور فیصل مقرر فرما دیجئے آپ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ میرے اور تمہارے درمیان سبرہ بن عمرو جو تمہارا ہی آدمی ہے فیصلہ کر دے انہوں نے کہا ہمیں منظور ہے۔ سبرہ بن عمرو نے کہا کہ میں اپنے چچا اعور بن بشامہ کے ہوتے ہوئے فیصل نہیں بنتا آپ ان کو فیصل بنائیں، چنانچہ اعور بن بشامہ نے فیصلہ دیا کہ نصف قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے اور نصف سے فدیہ لے لیا جائے نبی پاک نے فرمایا میں اس بات پر راضی ہو گیا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، خدا تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس آجاتے تو یہی ان کے لئے بہتر ہوتا یعنی حضور علیہ السلام ان کے سارے قیدی بغیر فدیہ لیے چھوڑ دیتے۔

(تنویر المقباس ص ۳۵/۵ ، خازن ص ۱۸۳ جلد ۶)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بنو تمیم مدینہ طیبہ آئے اور حضور علیہ السلام کے دروازے پر کھڑے ہو کر پکارنے لگے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف تشریف لائیے ہمارا تعریف کرنا سبب ہے بڑائی کا اور ہمارا مذمت کرنا سبب ہے ذلت کا، حضور پرنور تشریف لائے اور فرمایا ایسی ذات محض اللہ تعالیٰ کی ہے جس کی تعریف کرنا سبب ہے بڑائی کا اور مذمت کرنا سبب ہے ذلت کا۔ انہوں نے کہا ہم بنی تمیم کے لوگ ہیں، ہم اپنے خطیب اور شاعروں کے ساتھ آپ سے مشاعرہ اور تفاخر کرنے کے لئے آئے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں شعر کے ساتھ مبعوث نہیں ہوا اور نہ مجھے فخر کرنے کا حکم ہوا ہے لیکن اگر تم ایسا ہی چاہتے ہو تو آؤ ہم تیار ہیں۔ ان میں سے ایک نوجوان کھڑا ہوا اس نے اپنی اور اپنی قوم کی بڑھائی بیان کی، حضور علیہ الصلاۃ نے اپنے خصوصی خطیب حضرت ثابت بن قیس کو جواب دینے کا حکم دیا چنانچہ آپ نے احسن طریقے سے جواب دیا، پھر ان کا ایک نوجوان شاعر کھڑا ہوا اس نے چند اشعار کہے آپ نے حضرت حسان بن ثابت کو جواب دینے کے لیے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے جواب دیا اس پر بنی تمیم کا ایک آدمی اقرع بن حابس کھڑا ہوا اس نے کہا بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب الٰہی دی گئی ہے اور ان کا خطیب ہمارے خطیب اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے اپنے کلام میں بڑھ گیا، پھر

Marfat.com

وہ بنی مکرم کے قریب ہوا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور علیہ السلام نے اس سے فرمایا تیرے اس سے پہلے کے اعمال تجھے نقصان نہ دینگے۔ پھر آپ نے ان کو عطیہ جات سے نوازا اور ان کو لباس فاخرہ سے سرفراز فرمایا ان کی سواریوں کے پاس بوڑھے عمرو بن الاہتم اپنے بڑھاپے کی وجہ سے رہ گئے تھے ان کو بھی انہیں کی طرح اپنی نوازشات سے مشرف فرمایا ان بنی تمیم کے لوگوں کی آوازیں حضور علیہ السلام کی موجودگی میں بلند ہوئیں تو خدا تعالےٰ نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ سے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک کی آیات نازل فرمائیں۔ (معالم التنزیل، خازن)

فخرِ دوعالم کے فضلات اُمت کیلئے پاک ہیں

شیخ محقق نے فرمایا ہے کہ علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری شریف امام اعظم ابوحنیفہ اور شیخ ابن حجر رحمہم اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ بہت زیادہ قوی دلائل سے ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام کے سارے فضلات طیب وطاہر تھے اور شمار کردہ اند آں را از خصائص وے صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اسے آپ کے خصائص میں شمار کیا گیا ہے۔ (مدارج النبوت ص۳۲)

چونکہ آپ کے فضلات امت کے لئے طیب وطاہر ہیں اس لئے بعض صحابہ نے آپ کے خون اور بول مبارک کو پیا ہے۔ چنانچہ :۔

اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور اپنا خون میرے بیٹے کو دیا اس نے اس کو پی لیا آپ کے پاس حضرت جبریل امین آئے اور آپ کو خبر دی، آپ نے اس سے پوچھا تم نے خون کا کیا کیا، عرض کی میں نے آپ کے خون کو زمین پر ڈالنا مکروہ سمجھا (لہٰذا پی لیا)، بنی علیہ السلام نے فرمایا لَا تَمَسُّكَ النَّارُ تجھے آتش دوزخ نہ چھوئے گی اور اس کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور فرمایا تم کو آدمیوں سے خرابی ہوگی اور آدمیوں کو تم سے خرابی ہوگی۔

(دار قطنی ص۲۲۵ جلد ۱)

Marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے پچھنے لگوا کر خون حضرت عبداللہ بن زبیر کو دیا کہ جاؤ باہر کسی ایسی جگہ چھپا دو کہ کوئی نہ دیکھے، وہ باہر نکل کر پی گئے جب واپس آئے تو فرمایا کیا کر آیا ہے؟ عرض کی ایسی جگہ چھپا آیا ہوں جہاں کوئی نہ دیکھے فرمایا شاید تو پی آیا عرض کی ہاں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جس جگہ میں آپ کا خون ہوگا اس کو دوزخ کی آگ مس نہ کرے گی، فرمایا جا تو بھی دوزخ کی آگ سے بچ گیا، پھر فرمایا افسوس ان لوگوں پر جو تجھے قتل کریں گے، اور افسوس کہ تو ان سے بچ نہ سکے گا۔ (مدارج النبوت ص ۱۳۱، خصائص کبرٰی ص ۶۵۹/۲، شفا ص ۴۱/۱)

ایک روایت میں ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ خون کا ذائقہ کیسا تھا فرمایا ذائقہ شہد کی طرح اور خوشبو کستوری کی طرح۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ کستوری کی خوشبو ہمیشہ آپ کے منہ سے آتی تھی، یہاں تک کہ آپ کی شہادت واقع ہوگئی۔ (جواہر البحار ص ۳۶۶ جلد ۲)

ابو سعید خدری نے فرمایا کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر زخم پہنچا، میرا باپ آپ کے پاس تھا اس نے آپ کے چہرے مبارک پر جو خون بہتا تھا اس کو چوسا اور نگل گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا مَنْ سَرَّهُ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مَنْ خَالَطَ دَمِیْ دَمَهٗ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی مَالِکِ بْنِ سِنَانٍ یعنی جو ایسے شخص کو دیکھ کر خوش ہونا چاہے جس کے خون کے ساتھ میرا خون مل گیا وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے، ایک روایت میں ہے خَالَطَ دَمَهٗ بِدَمِیْ لَا تَمَسُّهُ النَّارُ اس کا خون میرے خون کے ساتھ مل گیا اس کو آتش دوزخ مس نہ کرے گی۔

(جواہر البحار ص ۳۴۸، خصائص کبرٰی ص ۶۶/۲)

ایک روایت میں ہے کہ جنگ احد میں حضور پر نور کا دانت مبارک شہید ہوا تو لب مبارک بھی مجروح ہوگیا جس سے خون بہنا شروع ہوگیا، حضرت مالک بن سنان نے جو دیکھا تو آگے بڑھ کر لب مبارک کو چوسنا شروع کر دیا اور اتنا چوسا کہ وہ جگہ سفید ہوگئی، جب وہ چوس رہا تھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا پھینک دے اس نے کہا واللہ میں آپ کا خون مبارک ہرگز زمین پر نہ پھینکوں گا اور نگلتا ہی گیا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا ہر کہ خواہد کہ بنگرد بمردی از اہل بہشت بنگرد بسوئے ایں، یعنی جو کسی جنتی مرد کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص یعنی مالک بن سنان کو دیکھ لے۔ (مدارج النبوت ص ۱۳۱)

ایک غلام نے حضور علیہ السلام کو پچھنے لگائے جب وہ فارغ ہوا تو جو خون نکلا وہ پی گیا آپ نے فرمایا تیرا بھلا ہو تو نے خون کا کیا کیا اس نے عرض کی میں نے اس کو اپنے پیٹ میں غائب کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا اِذْهَبْ فَقَدْ اَحْرَزْتَ نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ۔ جا تو نے اپنے نفس کو دوزخ سے بچالیا۔ (جواہر البحار صفحہ ۲۷۸ جلد ۱)

حضرت ام ایمن فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو ایک مٹی کے پیالے میں پیشاب کیا رات کو مجھ پر پیاس کا غلبہ ہوا میں نے اس پیالہ کو اٹھا کر جو کچھ اس میں تھا پی لیا، جب آپ صبح کو اٹھے میں نے آپکو خبر دی، آپ سن کر ہنسے اور فرمایا لَنْ تَشْتَكِىْ وَجَعَ بَطْنِكِ بَعْدَ يَوْمِكِ هٰذَا اَبَدًا۔ آج کے بعد تم کبھی اپنے پیٹ کے درد کی شکایت نہ کرو گی۔

(خصائص کبرے صفحہ ۶۶ جلد ۲، دلائل النبوت صفحہ ۳۸۱)

حضور علیہ السلام کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا آپ اس میں پیشاب کیا کرتے تھے اور اس کو اپنے تخت کے نیچے رکھ دیا کرتے تھے، ایک دفعہ آپ بیدار ہوئے اور اس پیالے کو تلاش کیا نہ ملا آپ نے اس کے متعلق دریافت کیا لوگوں نے عرض کی اس کو برہ خادمہ ام سلمہ نے جو سرزمین حبشہ سے آئی تھی پی لیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا آتش دوزخ اس پر حرام ہو گئی۔

(خصائص کبریٰ صفحہ ۶۶ جلد ۲، جواہر البحار صفحہ ۳۴۸ جلد ۱)

مولوی اشرف علی نے لکھا ہے کہ ام ایمن اور برکت نے جو بول مبارک نوش کیا فَلَمْ تَجِدَاهُ اِلَّا كَمَاءٍ عَذْبٍ طَيِّبٍ۔ یعنی ان کو ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے۔

(نشر الطیب صفحہ ۱۶۲)

حضور علیہ السلام کے فضلات کو زمین نگل جاتی تھی تاکہ لوگوں کو نظر نہ آئیں اور ان کی طبیعت میں دوسرے لوگوں کے فضلات کی طرح نجاست اور کراہت کا خیال پیدا نہ ہو۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ہیچ کس اثر فضلہ ایشاں را بروئے زمین ندیدہ زمین می شگافت و فرو میبرد و از آں مکان بوئے مشک می شمیدند۔ کسی نے آپ کے فضلہ مبارک کا اثر زمین پر نہیں دیکھا کیوں کہ زمین پھٹ جاتی اور اس کو اپنے اندر لے لیتی اور اس جگہ سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔

(تفسیر عزیزی پارہ عم صفحہ ۲۱۹)

Marfat.com

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَغَوَّطَ انْشَقَّتِ الْأَرْضُ فَابْتَلَعَتْ غَائِطَهُ وَبَوْلَهُ وَفَاحَتْ لِذٰلِكَ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ۔ (شفا شریف صد۴۳ جلد ۱)

جب حضور علیہ السلام پاخانہ پھرنے کا ارادہ فرماتے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے پاخانے اور پیشاب کو نگل جاتی اور وہاں سے عمدہ اور پاکیزہ خوشبو مہکنے لگتی۔

حضرت حافظ ابو نعیم فرماتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے ارشاد فرمایا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَأْتِي الْخَلَاءَ فَلَا نَرٰى شَيْئًا مِنَ الْأَذٰى قَالَ يَا عَائِشَةُ أَمَا عَلِمْتِ أَنَّ الْأَرْضَ تَبْتَلِعُ مَا يَخْرُجُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَلَا يُرٰى مِنْهُ شَيْئٌ۔ (دلائل النبوت صد۳۸)

ترجمہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے ہیں۔ ہمیں وہاں کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے عائشہ کیا تو نہیں جانتی جو چیز انبیا کے جسم سے نکلتی ہے زمین اس کو نگل جاتی ہے اور اس میں سے کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلا جاتے تھے تو میں آپ کے بعد وہاں جاتی تھی مگر میں پاکیزہ خوشبو سونگھتی تھی میں نے یہ بات آپ سے عرض کی آپ نے فرمایا اے عائشہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم انبیاء کے جسم اہلِ جنت کی ارواح کے اوصاف پر پیدا ہوتے ہیں، جو شئے انبیاء کے جسموں سے نکلتی ہے۔ اس کو زمین نگل جاتی ہے۔ (خصائص کبریٰ ص۱۷۵ ج۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے ارشاد فرمایا کہ ایک سفر میں مَیں حضور علیہ السلام کے ساتھ تھا حضور کو قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ پس آپ نے ایک جگہ قضائے حاجت فرمائی بعد ازاں میں وہاں گیا مجھے پاخانہ اور پیشاب وغیرہ کا کوئی نشان نظر نہ آیا میں نے وہاں ایک مٹی کا ڈھیلہ دیکھا پس میں نے اس کو پکڑا تو اس میں سے بہترین خوشبو آ رہی تھی۔

(مدارج النبوت صد۳۱ جلد ۱)

Marfat.com

بنتِ رسول پر تزوج جائز نہیں

حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ منبر پر تھے اور فرما رہے تھے کہ بنی ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت مانگی کہ وہ اپنی لڑکی کا نکاح حضرت علی بن ابی طالب سے کر دیں، آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ میں ان کو اجازت نہ دوں گا سوائے اس صورت کے کہ علی المرتضیٰ میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور بنی ہشام کی بیٹی سے نکاح کریں، میری بیٹی میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جو شے اس کو ناپسند ہے وہ مجھے بھی ناپسند ہے جو چیز اس کو ایذا دے گی وہ مجھ کو ایذا دیتی ہے۔ (خصائص کبریٰ صہ ۲۶۸ جلد ۲)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے منگنی کرنی چاہی، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا کسی کو یہ جائز نہیں کہ رسول اللہ کی بیٹی پر عدو اللہ کی بیٹی سے شادی کرے۔ (خصائص کبریٰ ص ۲۶۹/۲)

ان احادیث پر غور کیجئے کہ جب حضور نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی موجودگی میں دوسری شادی سے منع فرمایا تو آپ نے حضور سے یہ عرض نہیں کی کہ یا رسول اللہ جب اللہ تعالےٰ نے چار شادیوں کی اجازت دی ہے کہ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ تو آپ کیوں منع فرما رہے ہیں صرف اس لئے عرض نہیں کی کہ جانتے تھے کہ حضور علیہ السلام کو احکام خداوندی میں تبدیلی کا اختیار ہے کہ جب چاہیں اپنے خصوصی اختیارات سے کوئی حکم کسی سے ساقط کر دیں۔ اس کی تفصیل آئندہ صفحات پر آرہی ہے۔

آپ سے رشتہ کرنے والا جنتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص

Marfat.com

دوزخ میں داخل نہ ہوگا جس نے میرے خاندان میں شادی کی ، یا میں نے اس کے خاندان میں شادی کی ،
ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ میں اپنی امت میں سے کسی کی شادی اپنے خاندان میں نہ کروں اور میں اپنی امت میں سے کسی کے خاندان میں شادی نہ کروں مگر وہ میرے ساتھ جنت میں ہو ، اللہ تعالےٰ نے میرے اس سوال کو پورا فرما دیا ۔ (خصائص کبریٰ صفحہ ۶۷ ج ۲)

ان دونوں احادیث سے ثابت ہوا کہ صدیق اکبر ، فاروق اعظم عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین جنتی ہیں کہ ان میں سے شیخین حضرات آپ کے سسر اور حضرت عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہما آپ کے داماد ہیں ۔

بعض لوگ اصحابہ ثلاثہ کی شان میں نا زیبا کلمات استعمال کر کے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرتے ہیں ۔ ان بد باطن اور کوتاہ اندیش لوگوں کی آنکھیں حقائق کو دیکھنے سے اندھی ہو گئی ہیں ، اگر ان کے پاس چشم بصیرت اور دیدۂ معرفت ہوتی تو ان کو رسول اور اصحاب رسول میں قرب و معیت کے دلنواز اور روح آفریں نظارے جا بجا نظر آتے لیکن دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہو یا ہجرت و جہاد جنگ ہو یا صلح دعوتِ تبلیغ ہو یا عمل و اطاعت اطمینان و سکینہ ہو یا انقباض و عسرت دکھ ہو یا سکھ رحمت ہو یا زحمت سفر ہو یا حضر دنیا ہو یا آخرت ہر جگہ اصحابِ رسول رسولِ اکرم کے ساتھ ہیں اور ہر حال میں یارانِ نبی اپنے آقا و مولا کے رفیق ہیں ۔

احکام شریعت میں اختیار

خدا تعالےٰ کی طرف سے حضور علیہ السلام کو احکام شریعت میں مکمل اختیار دیا گیا ہے ، احکام خداوندی میں سے جس حکم کو چاہیں کسی خاص آدمی کے لیے ساقط فرما دیں اور جس حکم کو چاہیں کسی خاص کے ساتھ خاص کر دیں ۔ چنانچہ :-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں ہلاک ہو گیا آپ نے فرمایا کیسے عرض کی وَقَعتُ عَلٰی اِمرَأَتِی

Marfat.com

فِی رَمَضَانَ میں ماہِ رمضان میں (روزے کی حالت میں) اپنی عورت کے ساتھ ہمبستری کر بیٹھا، حضور علیہ السلام نے فرمایا فَأَعْتِقْ رَقَبَۃً" ایک غلام آزاد کر دو، عرض کی میرے پاس غلام کہاں سے آیا فرمایا فَصُمْ شَہْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھو، عرض کی اتنی طاقت نہیں اس پر آپ نے فرمایا فَأَطْعِمْ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا" ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو عرض کی اتنی طاقت بھی نہیں (اتنے میں) حضور علیہ السلام کے پاس کھجوروں سے بھری ہوئی ایک زنبیل لائی گئی۔ آپ نے فرمایا سائل کہاں ہے اس نے عرض کی حضور میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا یہ کھجوریں لے جاؤ اور ان کو جا کر (غریبوں میں) تقسیم کر دو عرض کی یا رسول اللہ کوئی ہم سے زیادہ بھی غریب ہوگا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا ہے۔ مدینہ میں کوئی گھر ہم سے زیادہ حاجت مند نہیں ہے حضور علیہ السلام مسکرائے حتیٰ کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے اور آپ نے فرمایا جاؤ اپنے اہل و عیال کو جا کر کھلا دو۔ (بخاری مصری صہ ۲۸۹ ج ۴ مسلم شریف صہ ۳۵۴ ج ۱)

غور کرو کہ جو آدمی جان بوجھ کر روزہ توڑے وہ ایک غلام آزاد کرے یا دو مہینے متواتر روزے رکھے اور یا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ خدا تعالےٰ نے اپنے محبوب کو احکام شریعت کا مالک و مختار بنایا ہے چنانچہ حضور علیہ السلام نے بہت سے شرعی احکام نزولِ قرآن سے پہلے ہی جاری فرما دیئے تھے چنانچہ حرام و حلال عورتیں، حرام و حلال غذائیں، وضو اور غسل کے احکام ہجرت سے پہلے ہی دیئے جا چکے تھے ان کا نزول قرآن میں بعد ہجرت ہوا اگر ایسا نہ ہوتا تو مسلمان ہجرت سے پہلے وضو کیسے کرتے غسل کیوں کر کرتے اور نکاح و غذا کے احکام کیسے معلوم ہوتے۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا!

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَّالزُّبَیْرَ بْنَ الْعَوَّامِ کَانَ فِیْ مَشَقَّۃٍ عَظِیْمَۃٍ مِّنْ حِکَّۃِ الْبَدَنِ فَرَخَّصَ لَھُمَا فِیْ لُبْسِ قَمِیْصِ الْحَرِیْرِ۔ ترجمہ بیشک عبد الرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام کو جسمانی خارش کی سخت تکلیف تھی، حضور پُر نور شافع یوم النشور علیہ السلام نے ان کو ریشمی قمیص پہننے کی رخصت دی۔

اگرچہ ریشم کا کپڑا پہننا مسلمان مرد ان کے لیے ناجائز ہے چنانچہ حضور علیہ السلام

کا ارشاد ہے حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِیْرِ وَالذَّهَبُ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ ریشم کا لباس اور سونا میری اُمت کے مردوں پر حرام کیا گیا ۔ (ریاض الصالحین ص۴۷۵)

لیکن حضور علیہ السلام نے حضرت عبداللہ بن عوف اور زبیر بن عوام کے لیے اس حرمت کو حلت میں بدل کر یہ ثابت فرما دیا کہ ہم جس کے لئے چاہیں حرام چیز حلال فرما دیں اور جس کے لئے چاہیں حلال چیز حرام کر دیں ۔ جیسے کہ جنگ تبوک سے رہ جانے والے تین صحابہ کعب بن مالک، مرارہ بن ربیعہ اور ہلال بن امیہ پر ان کی منکوحہ بیویاں کچھ عرصہ کے لئے حرام فرما دیں ۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے حضرت سہلہ سے روایت کی ہے کہ حضرت سہلہ ابو حذیفہ کی بیوی نے حضور علیہ السلام سے عرض کی یا رسول اللہ ابو حذیفہ کا غلام سالم میرے گھر آتا ہے (میں کیا کروں) حضور علیہ السلام نے فرمایا تو اس کو اپنا دودھ پلا دے حضرت سہلہ نے اس غلام سالم کو اپنا دودھ پلا دیا ۔ حالانکہ وہ بڑی عمر والا تھا اور اس سے پہلے جنگ بدر میں شریک ہو چکا تھا ۔

(جواہر البحار ص۳۵۹ ج۱ ، خصائص کبریٰ ص۶۸۹ ج۲)

دو سال کی عمر سے زائد بچے کو دودھ پلانا حرام ہے جیسے کہ فقہائے کرام نے تصریح فرمائی ہے چنانچہ مسئلہ یہ ہے کہ بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی دو سال کی مدت پوری ہونے کے بعد بطور علاج بھی دودھ پلانا یا پینا جائز نہیں ۔ (بہارِ شریعت ص۳) لیکن حضور علیہ السلام نے حضرت سہلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اجازت اور رخصت دے دی کہ وہ بڑی عمر والے بدری سالم کو اپنا دودھ پلا دے ۔ یہ حضور علیہ السلام کے احکامِ شریعت کے مالک ہونے کی واضح دلیل ہے ۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد اعرابی سے ایک گھوڑا خریدا آپ نے اس اعرابی کو اپنے پیچھے کر لیا تاکہ اسے اسکے گھوڑے کی قیمت ادا کر دیں حضور نے چلنے میں سرعت کی اور اعرابی سست رفتار تھا بعض لوگوں نے اس اعرابی کے پاس آ کر اس گھوڑے کا مول کیا اور وہ نہیں جانتے تھے کہ نبی پاک نے اس گھوڑے کو خرید لیا ہے ۔ بعض لوگوں نے آپ کی قیمت خرید سے زیادہ قیمت لگا دی اس پر اعرابی نے حضور کو آواز دی اور کہا کہ اگر آپ اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہیں تو خرید لیں ورنہ میں اس کو فروخت کر دوں ۔ حضور علیہ السلام اس اعرابی کی آواز پر کھڑے ہو گئے اتنے میں وہ

Marfat.com

اعرابی قریب آپہنچا آپ نے اس سے فرمایا کیا میں نے تجھ سے گھوڑا نہیں خریدا اعرابی نے کہا واللہ میں نے ہرگز گھوڑا آپ کے ہاتھ فروخت نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں نے تجھ سے گھوڑا خرید کر لیا ہے۔ اتنے میں وہاں ایک ہجوم اکٹھا ہوگیا اور حضور اور اعرابی دونوں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھتے تھے اعرابی نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ کوئی ایسا گواہ لائیں جو گواہی دے کہ واقعی آپ نے مجھ سے گھوڑا خریدا ہے۔ مسلمانوں میں سے جو آدمی بھی آیا اس نے کہا تجھے ہلاکت ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سچ بولتے ہیں یہاں تک کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ تشریف لائے آپ نے فرمایا! اَنَا اَشْہَدُ اَنَّکَ بِعْتَہٗ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے اسے فروخت کیا ہے۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خذیمہ سے فرمایا تم کیسے گواہی دیتے ہو حالانکہ تم اس وقت ہمارے ساتھ نہ تھے عرض کی یا رسول اللہ اِنَّا نُصَدِّقُکَ بِخَبَرِ السَّمَآءِ اَفَلَا نُصَدِّقُکَ بِمَا تَقُوْلُ ہم آسمانی خبروں میں آپکی تصدیق کرتے ہیں تو اس ارشاد پر آپ کی تصدیق کیوں نہ کریں فَجَعَلَ صلے اللہ علیہ وسلم شَہَادَتَہٗ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فِی الْقَضَایَا بِشَہَادَتِ رَجُلَیْنِ حضور علیہ السلام نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دے دیا۔

(نسائی شریف صفحہ ۲۰۱/۲، ابوداؤد صفحہ ۵۰۸/۲)

وَالْمَشْہُوْرُ اَنَّہٗ رَدَّ الْفَرَسَ بَعْدَ ذَالِکَ عَلَى الْاَعْرَابِیِّ فَمَاتَ مِنْ لَیْلَتِہٖ عِنْدَہٗ۔

(حاشیہ ۱۳ نسائی شریف صفحہ ۲۰۱/۲)

ترجمہ: مشہور یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے وہ گھوڑا اعرابی کو واپس کر دیا وہ اس کے ہاں اسی رات مر گیا۔

سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قرآن جمع کیا اور زید بن ثابت نے لکھا لوگ حضرت زید کے پاس آتے آپ اس وقت آیت کو نہ لکھتے جب تک دو گواہ گواہی نہ دیتے سورۃ برائت کی آخری آیات سوائے خزیمہ بن ثابت کے کسی سے نہ مل سکیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا یہ آیات لکھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ایک کی شہادت کو دو کے برابر قرار دیا ہے۔ پس زید بن ثابت نے ان آیات کو قرآن میں لکھ دیا۔

(حاشیہ ابوداؤد شریف ۶ صفحہ ۵۰۸/۲)

Marfat.com

غور کرو قرآن مجید کا حکم تو یہ ہے کہ فَاشْهِدُوا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ کہ انصاف کرنے والے دو گواہ بناؤ مگر حضور علیہ السلام نے حضرت خزیمہ کی ایک گواہی کو دو کے برابر بنا دیا" تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ آپکو یہ بھی اختیار ہے کہ جس کسی کو چاہیں قرآن کے کسی حکم سے مستثنیٰ کر دیں۔

حضرت براءابن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن ہم لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ جو شخص ہماری نماز پڑھے گا اور ہماری سی قربانی کرے گا۔ اس نے قربانی کی اور جو شخص نماز سے پہلے قربانی کرے گا وہ قربانی نہ ہوگی، گوشت کی بکری ہوگی، یہ سن کر ابو بردہ بن نیار کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے قبل اس کے کہ مکان سے نماز کے لئے باہر آؤں قربانی کر دی ہے میں نے یہ جانا کہ آج کا دن کھانے پینے کا ہے میں نے جلدی کی میں نے خود بھی کھانا کھایا اور اپنے پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ گوشت کی بکری ہے ابو بردہ نے عرض کی میرے پاس چھ ماہ کا بکری کا بچہ ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے اچھا ہے کیا وہ بکری کا بچہ میری طرف سے قربانی کے لیے کافی ہوگا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اِذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِیَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ اس کو ذبح کر دو اور تیرے بعد کسی کے لیے ایسی قربانی جائز نہیں۔

(بخاری مصری ص ۳۱۶ ، خصائص کبریٰ ص ۶۸۸)

قربانی کے جانور تین قسم کے ہوتے ہیں اونٹ گائے اور بکری ہر قسم میں اس کی جتنی نوعیتیں ہیں سب داخل ہیں۔ بھینس گائے میں اور بھیڑ اور دنبہ بکری میں داخل ہے ان کی بھی قربانی ہو سکتی ہے۔ جہاں تک ان قربانی کے جانوروں کی عمروں کا تعلق ہے اونٹ پانچ سال کا، گائے دو سال کی، بکری ایک سال کی۔ اس سے عمر کم ہو تو قربانی جائز نہیں، ہاں دنبہ یا بھیڑ کا بچہ جو چھ ماہ کا ہو مگر اتنا بڑا ہو کہ دور سے سال بھر کا دکھائی دے اس کی قربانی جائز ہے (بہار شریعت ص ۱۳۹ ح ۱۵)

مگر حضور علیہ السلام نے اپنے خصوصی اختیارات سے کام لیتے ہوئے حضرت ابو بردہ کے لیے چھ ماہ کا بکری کا بچہ قربانی کے لیے جائز قرار دے دیا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رخصت دے دی تھی کہ وہ طلوع فجر کی بجائے طلوع شمس سے روزہ کی ابتدا کیا کریں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روزے کی ابتدا آفتاب کے طلوع ہونے سے ہوتی تھی،

Marfat.com

اس سے قبل آپ کو کھانے کی اجازت تھی۔ (جواہر البحار ص۲ ، کشف الغمہ ص۶)

مقام غور ہے کہ خدا تعالیٰ تو ارشاد فرماتے ہیں۔

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔ اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر۔ (کنز الایمان)

یعنی طلوع فجر کے بعد کسی روزے دار کو اجازت نہیں کہ وہ اب سحری کھائے جو طلوع فجر کے بعد کھائے پئے گا اس کا روزہ نہیں اس لئے کہ یہ ارشاد ربانی کی مخالفت ہے لیکن حضور علیہ السلام نے حضرت انس کے لئے یہ حکم بدل دیا اور طلوع فجر کی بجائے طلوع آفتاب تک ان کو سحری کھانے کی اجازت دے دی، حضرت انس کے لئے یہ رخصت اس بات کی دلیل ہے کہ سب لوگ تو قانون الٰہی کی پابند ہے اور قانون الٰہی جنبش لب مصطفیٰ کا پابند ہے۔

ایک آدمی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا فَاَسْلَمَ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يُصَلِّيْ اِلَّا صَلٰوتَيْنِ فَقَبِلَ ذٰلِكَ مِنْهُ وہ اس شرط پر ایمان لایا کہ وہ صرف دو نمازیں پڑھے گا حضور علیہ السلام نے اس کی اس شرط کو قبول فرمالیا۔ (بذل المجہود ص۲۴۸ ج۱)

اس کی شرح میں مولوی خلیل احمد سہارنپوری نے لکھا ہے۔ اِنَّهٗ يَخُصُّ مَنْ يَّشَاءُ بِمَا يَشَاءُ مِنَ الْاَحْكَامِ وَيُسْقِطُ عَمَّنْ يَّشَاءُ مَا يَشَاءُ مِنَ الْوَاجِبَاتِ (بذل المجہود ص۲۴۸ ج۱)

ترجمہ، حضور علیہ السلام احکام میں سے جو حکم چاہیں جس کے ساتھ چاہیں خاص کر دیں اور واجبات میں سے جو چاہیں جس سے چاہیں ساقط کریں۔

مولوی خلیل احمد سہارنپوری نے اس بات کو لکھ کر اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ حضور علیہ السلام احکام شریعت میں تبدیلی کے مجاز ہیں خدا نے آپکو مالک و مختار بنایا ہے، جب حضور نے اس صحابی کے لئے دو نمازوں کو پانچ کے قائم مقام کر دیا تو خدا نے یہ نہ فرمایا کہ اے محبوب میں نے تو پانچ فرض کی ہیں آپ نے میری اجازت کے بغیر تین کیسے معاف فرما دیں بلکہ خدا تعالیٰ کی خاموشی اس بات کی بین دلیل ہے کہ حضور کا کام خدا کا کام ہے۔ حضور کا اس صحابی سے تین نمازیں ساقط کرنا مرضی الٰہی کے مطابق تھا کہ گفتہ او گفتہ اللہ بود۔

Marfat.com

۷ تیری مرضی ہے تیرے خدا کی رضا تو نے جو بھی کہا بس وہی ہو گیا
منتظر رہتی ہے رحمتِ حق سدا کب اُسے آقا تیرا اشارہ ملے

ابن تیمیہ نے لکھا ہے وَقَدْ اَقَامَہُ اللّٰہُ مَقَامَ نَفْسِہٖ فِیْ اَمْرِہٖ وَنَھْیِہٖ وَاِخْبَارِہٖ وَبَیَانِہٖ فَلَا یَجُوْزُ اَنْ یُّفَرَّقَ بَیْنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فِیْ شَیْئٍ مِّنْ ھٰذِہِ الْاُمُوْرِ (الصارم المسلول صـ۴۱)

ترجمہ: اور تحقیق اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ السلام کو امر و نہی اطلاع دینے اور بیان میں اپنا قائم مقام بنایا ہے ان میں سے کسی چیز میں بھی اللہ اور رسول میں فرق کرنا جائز نہیں ہے۔

کمالِ نگاہ نبوت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ رکوع اور سجود مکمل کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ بَعْدِ ظَھْرِیْ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (بخاری شریف مصری صـ۱۵۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میرا منہ صرف قبلہ ہی کی طرف دیکھتے ہو فَوَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا سُجُوْدُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ۔ خدا کی قسم مجھ پر تمہارے رکوع اور سجود پوشیدہ نہیں میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ (مسلم شریف صـ۱۸۰)

اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان سوئی کے ناکے کے برابر دو آنکھیں تھیں ان دونوں آنکھوں سے آپ دیکھتے اور ان آنکھوں کو کپڑا اور غیر کپڑا مانع نہ تھا۔ علاوہ ازیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کی ایک آنکھ پیٹھ کے پیچھے تھی کہ آپ اس آنکھ سے اپنے پیچھے کی شے کو ہمیشہ دیکھتے تھے۔ (خصائص کبرےٰ صـ۱۵۲) کَانَ لَہٗ بَیْنَ کَتِفَیْہِ عَیْنَانِ کَسَمِّ الْخِیَاطِ یُبْصِرُ بِھِمَا لَا تَحْجُبُھُمَا الثِّیَابُ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان سوئے کے ناکے کے برابر دو آنکھیں تھیں جن سے آپ دیکھتے تھے اور ان آنکھوں کو کپڑا مانع نہ تھا۔ (سیرت حلبیہ صـ۳۴۲)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَرٰی فِی اللَّیْلِ فِی الظُّلْمَۃِ کَمَا یَرٰی فِی النَّھَارِ فِی الضَّوْءِ۔

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی تاریکی میں بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ دن کی روشنی میں۔

(خصائص کبریٰ ص۱۵۱، جواہر البحار ص۸)

وَیَرٰی فِی اللَّیْلِ وَفِی الظُّلْمَۃِ کَمَا یَرٰی بِالنَّھَارِ وَالضَّوْءِ (جواہر البحار ص۱۱) حضور علیہ السلام رات اور اندھیرے میں بھی ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے دن اور روشنی میں دیکھتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لَمَّا تَجَلَّی اللہُ عَزَّوَجَلَّ لِمُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یُبْصِرُ النَّمْلَۃَ عَلَی الصَّفَا فِی اللَّیْلَۃِ الظَّلْمَاءِ مَسِیْرَۃَ عَشَرَۃِ فَرَاسِخَ (شفا شریف ص۴۳)

ترجمہ:۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے لئے اللہ تعالےٰ نے تجلّی فرمائی تو وہ اندھیری رات میں تیس۳۰ میل کے فاصلے سے پہاڑ پر چونٹی کو دیکھ لیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ اِنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم رَاٰی رَبَّہٗ مَرَّتَیْنِ مَرَّۃً بِبَصَرِہٖ وَمَرَّۃً بِفُؤَادِہٖ۔ بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ایک بار سر کی آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

دیکھا ہے جس جناب نے خالق کو بے حجاب
سدرہ و لامکاں کے راہی تمہیں تو ہو

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب کا دیدار نہیں کیا صرف تجلیات کو دیکھا جس کا اثر آپکی نگاہ پر یہ ہوا کہ آپ رات کی تاریکی میں سیاہ پتھر پر سیاہ چیونٹی کو تیس۳۰ میل کے فاصلے سے دیکھ لیا کرتے تھے اور امام الانبیاء نے تو بچشم سر اپنے رب کا دیدار کیا ہے پھر آپ کی نگاہ میں کتنی قوت پیدا ہو گئی ہو گی۔ حق تو یہ ہے کہ نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کے ذرے ذرے کا مشاہدہ فرما رہی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت زید بن حارث حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا تونے کس حال میں دن گزارہ، عرض کی کہ سچا مومن ہو کر فرمایا تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے حضرت

Marfat.com

زید نے عرض کی، وَکَاَنِّی اَنْظُرُ اِلٰی عَرْشِ رَبِّیْ بَارِزًا وَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ یَتَزَاوَرُوْنَ فِیْھَا وَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَھْلِ النَّارِ یَتَضَاغَوْنَ فِیْھَا۔ (مفتاح العلوم صفحہ ۱۷، سیرت حلبیہ صفحہ ۱۷۲ جلد ۲)

ترجمہ: میں گویا عرش الٰہی کو ظاہراً دیکھ رہا ہوں اور گویا جنتیوں کو ایک دوسرے سے جنت میں ملتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور دوزخیوں کو دوزخ میں شور مچاتے دیکھتا ہوں۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا۔

گفت خلقاں چوں بہ بینند آسماں　　من بہ بینم عرش را با عرشیاں

جس طرح لوگ آسماں کو دیکھتے ہیں میں اسی طرح عرش کو اہل عرش سمیت دیکھتا ہوں۔

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من!　　ہست پیدا ہم چو بت پیش شمن

آٹھوں بہشت اور ساتوں دوزخ میرے سامنے اس طرح ظاہر ہیں جس طرح بت پرست کے سامنے بت

اہل جنت پیش چشم ز اختیار　　در کشیدہ یک بہ یک را در کنار

جنتی لوگ میری آنکھ کے سامنے پسندیدگی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ بغل گیر ہو رہے ہیں۔

کر شد ایں گوشم ز بانگ آہ آہ　　از حنین و نعرۂ وا حسرتا

میرے یہ کان دوزخیوں کی ہائے ہائے کی آواز اور چلانے اور ہائے افسوس کے نعرہ سے بہرے ہوگئے۔

اس شعر میں ان آیات کے مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَھُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْھَا رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ۔

ترجمہ اور یہ لوگ دوزخ میں چلاتے ہوں گے کہ ہمارے پروردگار ہمیں یہاں سے نکال کر دنیا میں لے جا کہ ہم جیسے عمل کرتے تھے ویسے نہیں بلکہ نیک عمل کریں گے۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَھُمْ فِیْھَا زَفِیْرٌ وَّشَھِیْقٌ

ترجمہ پس جو بدبخت ہیں وہ دوزخ میں ہوں گے وہاں ان کا چیخنا اور دھاڑیں مارنا ہوگا۔

یا رسول اللہ بگویم سر حشر　　در جہاں پیدا کنم امروز نشر

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حشر کا بھید کہہ ڈالوں میں آج ہی جہاں میں سب راز ظاہر کر دوں۔

(مثنوی شریف جلد اول صفحہ ۱۴۸)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہوگیا آپ نے سبب

Marfat.com

پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ میں اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں، حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ دی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا اس نے عرض کی کہ میں اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں، سو اس پر آپ نے فرمایا کہ اس نوجوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوئی۔ (تحذیر الناس صہ ۳۴)

یہ فخرِ کونین کے غلاموں اور جاں نثاروں کی نگاہ کا کمال ہے کہ کھڑے ہیں فرش پر دیکھ رہے ہیں عرش کو فرشِ زمین پر کھڑے ہو کر جنت اور اہلِ جنت، دوزخ اور اہل دوزخ کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ جنت ساتویں آسماں پر اور دوزخ ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ جس آقا کے غلاموں کی قوتِ باصرہ کا یہ کمال ہے جس آفتاب کے ذرّوں کی نظر کا یہ حال ہے کہ جنت و دوزخ عرش و فرش، جنتی اور دوزخی کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ تو اس آفتابِ کونین کی نظر کا کیا پوچھنا۔

ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمٰن طفسونجی اپنی آنکھوں میں سرمہ ڈال رہے تھے، ایک آدمی نے عرض کی حضور اسی سلائی سے میری آنکھوں میں بھی سُرمہ ڈال دیجئے آپ نے اس کی آنکھوں میں اس سلائی سے سُرمہ ڈال دیا اس پر اس آدمی نے کہا نَظَرْتُ مِنَ الْفَرْشِ اِلَی الْعَرْشِ۔ میں نے فرشِ زمین سے عرشِ الٰہی تک کی تمام چیزوں کو دیکھ لیا۔ (بہجۃ الاسرار صہ ۱۵۸)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ آپ نے مجھے فرمایا کہ ایک ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھو جب میں پڑھ چکا تو فرمایا آسمان کی طرف دیکھو میں نے دیکھا فرمایا کہ اب تمہیں کیا منظر آرہا ہے میں نے عرض کی عرشِ اعظم تک دیکھ رہا ہوں، پھر فرمایا زمین کی طرف دیکھو میں نے زمین کیطرف دیکھا آپ نے فرمایا کہ اب تمہیں کیا دکھائی دے رہا ہے؟ میں نے عرض کی تحت الثریٰ تک (انیس الارواح صہ ۱۲)

جس نبی کے امتیوں کی قوتِ باصرہ کا یہ کمال ہو کہ تحت الثریٰ سے لے کر عرش مجید تک کی ہر چیز ان کی نگاہوں کے سامنے ہے اس نبی کی اپنی نگاہ میں کتنی طاقت ہوگی۔

Marfat.com

لعاب دہن

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم عاشورے کے دن اپنے شیر خوار بچوں کو اور اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ کے شیر خوار بچوں کو بلاتے اور ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیتے اور ان کی ماؤں سے آپ فرما دیتے تھے کہ ان کو رات تک دودھ نہ پلانا آپ کا لعاب دہن ان بچوں کو تمام دن کافی ہوتا۔ (خصائص کبریٰ ۱ ص ۱۵۲)

عامر بن کریز اپنے فرزند عبد اللہ کو حضور پر نور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لائے، اس وقت عبد اللہ کی عمر پانچ سال کی تھی آپ نے اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اسکی ایسی برکت ہوگئی کہ اگر وہ کسی پتھر کو مارتے تھے تو اس پتھر سے پانی نکل آتا تھا۔ (خصائص کبریٰ ۱ ص ۱۵۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی کے ساتھ جا رہے تھے۔ کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کے رونے کی آواز سنی گئی اور وہ دونوں اپنی ماں کے ساتھ تھے آپ جلدی سے ان کے پاس تشریف لے گئے آپ نے فرمایا میرے بیٹوں کا کیا حال ہے کیوں روتے ہیں، حضرت فاطمہ نے کہا کہ یہ دونوں پیاس سے روتے ہیں آپ نے پانی طلب فرمایا لیکن پانی کہیں سے دستیاب نہ ہو سکا، آپ نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ ان دونوں میں سے ایک کو مجھے دے دو حضرت فاطمہ نے ایک صاحبزادے کو پردہ کے نیچے سے دے دیا آپ نے اس کو لے کر اپنے سینے سے لگا لیا وہ چلا رہا تھا اور چپ نہ کرتا تھا آپ نے اپنی زبان مبارک نکال کر اس کے منہ میں ڈال دی تو وہ بچہ چوسنے لگا یہاں تک کہ اس نے رونا اور چلانا بند کر دیا اس کو چین آگیا لیکن دوسرے صاحبزادے رو رہے تھے آپ نے فرمایا کہ دوسرے صاحبزادے کو بھی دے دو آپ نے اس کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کیا جیسے کہ پہلے کے ساتھ کیا تھا پس دونوں صاحبزادے چپ ہوگئے۔ (خصائص کبریٰ ۱ ص ۱۵۴)

انوکھی نیند

حدیث شریف میں ہے "تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ" جب میں آرام کرتا ہوں تو اس

Marfat.com

وقت صرف میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا وہ ہر وقت بیدار رہتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ رسولِ پاک کی خدمت میں کچھ فرشتے حاضر ہوئے اس وقت آپ آرام فرما رہے تھے فرشتوں نے آپ کے متعلق کہا یہ جو تمہارے صاحب آرام فرما ہیں ان کی ایک عجیب مثال ہے وہ مثال ان سے بیان کرو، بعض فرشتوں نے کہا کہ آپ تو سوئے ہوئے ہیں دوسرے نے جواب دیا اِنَّ الْعَیْنَ نَائِمَۃٌ وَالْقَلْبُ یَقْظَانٌ مثال بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ان کی صرف آنکھ سوئی ہوئی ہے۔ دل نہیں سویا وہ ہر وقت بیدار رہتا ہے پھر فرشتے بولے کہ ان کی مثال اس طرح ہے جیسے کہ ایک شخص نے مکان بنایا ہو کہ وہ لوگوں کو بلا کر لائے تاکہ وہ کھانا کھائیں پھر وہ بُلانے والا حکم کے مطابق بلائے تو اس صورت میں جو شخص بُلانے والے کی اطاعت کرے گا کھانے میں شریک ہوگا ورنہ محروم رہے گا۔ پھر ان فرشتوں نے مثال مذکورہ کی اس طرح وضاحت کی کہ مکان سے مراد جنّت اور بلانے والے سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصٰی مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالےٰ کی اطاعت کی (اور جنت میں داخل ہوا)، اور جس شخص نے آپ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کی یعنی وہ جنّت سے محروم رہا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۲۷)، اسی حدیث کا ترجمہ علامہ اقبال نے یوں کیا ہے۔ ؎

تماشہ تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش ؛ جلائے خدا اور بجھائے محمد

تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ ؛ بنائے خدا اور بسائے محمد

اس حدیث سے جہاں پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری خدا تعالےٰ کی اطاعت و فرمانبرداری ہے وہاں پر یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ حضور علیہ السلام کا مقدس دل ہمہ وقت بیدار رہتا ہے، احکام خداوندی کے سننے اور وحی الٰہی کے سمجھنے کے لئے نیند اور بیداری ان کے حق میں یکساں اور برابر ہے۔

دلِ پاک بیدار اور چشم خفتہ ؛ نرالا تھا عالم میں سونا تمہارا

پسینہ مبارک

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ہمارے پاس آئے

Marfat.com

اور آپ نے ہمارے پاس قیلولہ فرمایا آپ کو پسینہ آگیا میری والدہ ماجدہ ایک شیشی لائی اور وہ (اس میں) پسینہ مبارک پونچھ رہی تھی کہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے آپ نے پوچھا اے ام سلیم یہ تم کیا کر رہی ہو، میری والدہ نے کہا یہ پسینہ ہے اس کو ہم اپنی خوشبو کے لئے لیتے ہیں آپ کا یہ پسینہ سب خوشبوؤں سے بہتر ہے۔ (خصائص کبرے ص۱۶۶ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے اپنی لڑکی کی شادی کرنی ہے اور میرے پاس خوشبو نہیں آپ کچھ خوشبو عنایت فرمائیں، فرمایا کل ایک کھلے منہ والی شیشی لے آنا اور کسی درخت کی ایک لکڑی لے آنا وہ شخص دونوں چیزیں آپ کے پاس لے آیا آپ نے اپنی کلائیوں سے پسینہ پونچھ کر اس شیشی میں ڈال دیا حتیٰ کہ وہ بھر گئی آپ نے اس سے فرمایا کہ یہ لے جاؤ اور اپنی بیٹی سے کہو وہ اس لکڑی کو اس شیشی میں ڈبو کر خوشبو لگا لیا کرے جس وقت وہ لڑکی اس خوشبو کو لگاتی تو تمام اہلِ مدینہ کو یہ خوشبو پہنچتی تھی کمال خوشبو کی بنا پر لوگوں نے اس مکان کا نام بیت المطیبین یعنی خوشبو والوں کا گھر رکھ دیا۔ (خصائص کبرے ص۱۶۸ ج ۱)

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور علیہ السلام خوابِ استراحت میں جلوہ فرما تھے آپکی پیشانی پر پسینہ کے قطرات جمع تھے میں نے اس پسینہ میں سے کچھ شیشی میں لے لیا اتفاقاً میری ایک سہیلی کی لڑکی کی شادی ہوئی میں نے اس شیشی میں سے کچھ پسینہ لے کر بطور خوشبو اس لڑکی کو لگا دیا اس لڑکی کے اس عضو سے جہاں پر میں نے پسینہ لگایا تھا ساری عمر خوشبو آتی رہی پھر اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اس سے بھی وہی خوشبو آتی تھی یہاں تک کہ اس لڑکی کی نسل میں جو بچہ بھی پیدا ہوتا تھا اس سے وہی خوشبو آیا کرتی تھی، اہل مدینہ اس خاندان کو بیت العطارین یعنی عطر والوں کا گھر کہہ کر پکارتے تھے، (تتمہ معارج النبوت ص۱۲ ج ۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم حضور علیہ السلام کے لئے چمڑے کا بستر بچھایا کرتی تھی اور آپ اس پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے، حضرت انس فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام سو کر اٹھتے تو میں ایک شیشی میں آپ کا پسینہ اور بال (جو جھڑ جاتے تھے)، جمع کرتا اور پھر ان کو خوشبو میں ملا لیتا، کہتے ہیں کہ جب حضرت انس کا آخری

Marfat.com

وقت آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ میرے حنوط (جو خوشبو میت کے کفن میں لگائی جاتی ہے) میں وہ خوشبو بھی ملا دینا چنانچہ وہ ملائی گئی۔ (بخاری شریف مصری صفحہ ۹۵)

ایام شیر خوارگی کے چند خصائص

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ آپ کی نبوت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے جس کی وجہ سے میں ایمان لایا کہ آپ ابھی بچے تھے اور جھولے میں تھے کہ میں نے چاند کو دیکھا کہ وہ آپ سے باتیں کرتا تھا اور آپ اپنی انگلی سے جس طرف اشارہ فرماتے تھے، وہ چاند اسی طرف ہو جاتا تھا، حضور علیہ السلام نے فرمایا ہم دونوں آپس میں باتیں کرتے تھے اور وہ مجھے بہلاتا تھا اور میں اس کی تسبیح کی آواز کو سنتا تھا جب کہ وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا تھا۔

(خصائص کبریٰ صفحہ ۱/۵۳، مظہری صفحہ ۶/۵۱۲، جواہر البحار صفحہ ۲/۱۱، معارج صفحہ ۲/۲۴)

کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لئے ؛ یہ سراپا نور تھے وہ تھا کھلونا نور کا!
چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں ؛ کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا!

اِنَّ مَهْدَهٗ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَحَرَّكُ بِتَحْرِيكِ الْمَلَائِكَةِ (مظہری صفحہ ۶/۵۱۳، کشف الغمہ صفحہ ۲/۱۸، جواہر البحار صفحہ ۲/۶۵) ترجمہ: بے شک حضور علیہ السلام کا جھولا فرشتے ہلاتے تھے۔

ے مکاں عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمانِ سرائے محمد

حضرتِ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں:

مَا كُنَّا نَحْتَاجُ إِلَى السِّرَاجِ مِنْ يَوْمِ أَخَذْنَاهُ لِأَنَّ نُوْرَ وَجْهِهٖ كَانَ أَنْوَرَ مِنَ السِّرَاجِ فَإِذَا احْتَجْنَا إِلَى السِّرَاجِ فِي مَكَانٍ جِئْنَا بِهٖ فَتَنَوَّرَتِ الْأَمْكِنَةُ بِبَرَكَتِهٖ۔

ترجمہ: جب سے حضور علیہ السلام ہمارے ہاں تشریف فرما ہوئے ہیں ہمیں کبھی چراغ کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کیوں کہ آپ کے چہرے کی نورانیت چراغ کے نور سے زیادہ تھی جب کسی جگہ چراغ کی ضرورت محسوس ہوتی ہم آپ کو وہاں لے جاتے پس آپ کی برکت سے وہ جگہ روشن ہو جاتی۔ (مظہری)

Marfat.com

دیے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت
عجب روشنی تو نے پائی حلیمہ رضی اللہ عنہا

وَجَاءَتْ بِهِ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ لِيُقَبِّلَهُ فَخَرَجَ الْأَسْوَدُ مِنْ مَكَانِهِ حَتَّى الْتَصَقَ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ

(تفسیر مظہری جلد ۱۴ صفحہ ۵۱۴)

ترجمہ: حضرت حلیمہ سعدیہ حضور علیہ السلام کو لے کر حجرِ اسود کے پاس آئیں تاکہ آپ اس کو بوسہ دے لیں، حجرِ اسود اپنی جگہ سے نکل کر آپ کے چہرے مبارک سے لگ گیا۔

خاکِ پا کی برکت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ جب خدا تعالٰی نے حضرت عزیر علیہ السلام کو سو سال کے بعد دوبارہ زندہ کیا تو وہ اپنے دراز گوش پر بیٹھ کر اپنے محلے میں تشریف لائے نہ تو آپ نے لوگوں کو اور ان کے گھروں کو پہچانا اور نہ لوگوں نے آپ کو پہچانا آپ اندازے سے اپنے مکان پر تشریف لائے وہاں آپ نے ایک سو بیس سالہ ایک بڑھیا کو بیٹھے دیکھا یہ آپ کی کنیز تھی جس کو آپ بیس سال کی عمر میں چھوڑ گئے تھے آپ نے اس بڑھیا سے فرمایا کہ کیا یہ عزیر علیہ السلام کا مکان ہے اس بڑھیا نے کہا ہاں اور پھر کہنے لگی اتنی مدت کے بعد عزیر علیہ السلام کا نام لینے والا کون ہے آپ نے فرمایا میں عزیر (علیہ السلام) ہوں، اللہ تعالٰی نے مجھ پر سو سال تک موت طاری رکھی، پھر دوبارہ زندہ کیا اس بڑھیا نے کہا حضرت عزیر علیہ السلام تو مستجاب الدعوات تھے اگر آپ عزیر (علیہ السلام) ہیں تو آپ اللہ تعالٰی سے دعا کیجئے کہ میں انکھیاری ہو جاؤں آپ نے رب تعالٰی سے دعا فرمائی اور اس کی آنکھوں پر اپنا دستِ مبارک پھیرا تو وہ صحت یاب ہو گئی اور اسے دونوں آنکھوں سے دکھائی دینے لگا، پھر اس کے ہاتھ سے پکڑ کر کہا اللہ کے حکم سے کھڑی ہو جا وہ کھڑی ہو گئی تو ایسے ہو گئی جیسے اس پر بڑھاپے کے آثار تھے ہی نہیں۔ اس نے آپ کو دیکھا اور پہچان لیا پھر اس نے کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ عزیر (علیہ السلام) ہیں۔

Marfat.com

(مظہری صہ ۳۴۱ ، خازن صہ ۲۳۵ ، معالم التنزیل صہ ۲۳۵)

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے اپنی نبوت کے ثبوت میں جو دلائل پیش کئے ان میں یہ صفات بھی شامل ہیں وَ اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَ الْاَبْرَصَ کہ میرے نبی ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ سے اندھا پیدا ہوا اور جس کو برص کی بیماری ہو میرے پاس لے آؤ میں اپنا دستِ مبارک پھیروں گا تو نابینا کو بینائی اور برص والے کو شفا مل جائے گی ، چنانچہ آپ مادر زاد اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے تو خدا تعالٰے اس کو بینا کر دیتا ۔

جب بشیر یوسف علیہ السلام کا کرتہ لے کر مصر سے چلا تو ہوا نے اللہ سے اجازت مانگی کہ کرتہ کے پہنچنے سے پہلے ہی حضرتِ یعقوب علیہ السلام کے پاس حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو پہنچا دوں ، اللہ تعالٰے نے اسے اجازت دے دی ، حضرت یعقوب اپنی اولاد کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے کہا میرا غم جاتا رہا مجھے گمان ہے کہ خوشی قریب آگئی مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے ۔ ؎

اس دن یعقوب پیغمبر خبراں غیب سنائیاں !
اج پیاریاں سجناں ولوں سرد ہوائیں آئیاں

جب بشیر کنعان پہنچا تو اس نے حضرت یعقوب کے چہرے پر کرتہ ڈال دیا ، حضرت یعقوب علیہ السلام نے دیر تک اس کی خوشبو سونگھی اور بینائی واپس آگئی ۔

(احسن القصص صہ ۲۲۲)

آن بشیر نبی دے منہ تے اوہ پیراہن پایا
ساعت پلک لگی نہ کوئی نور اکھیں وچ آیا

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسٰی السلام کے ہاتھ میں شفا تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے میں شفا تھی ۔

جو شفا حضرت عزیر اور عیسٰی علیہما السلام کے ہاتھ میں اور حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے میں تھی وہی شفا ہمارے آقا و مولا امام الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین پاک کے ساتھ لگنے والی خاک میں تھی ۔ چنانچہ مولوی عبدالستار نے لکھا ہے ۔ کہ

حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایک یہودی تھا جو حضور پر نور علیہ السلام کی شان

میں بڑے نازیبا کلمات استعمال کیا کرتا تھا اس کی ایک لڑکی تھی جو خدا اور رسول پر ایمان لا چکی تھی اس نے جب دیکھا کہ میرا باپ میرے رسول پاک کی شان میں بے ادبی کرتا ہے تو اس نے خدا سے دعا مانگی کہ الٰہی میرے باپ کو کسی ایسی مصیبت میں گرفتار کر دے کہ یہ نبی کی گستاخی سے باز آجائے، خدا نے اس کی دعا کو قبول فرمایا اور اس کے باپ کو اندھا کر دیا اس کی آنکھوں میں درد شروع ہو گیا وہ دن رات بے چین رہنے لگا، اس نے بڑے علاج کرائے لیکن بے سود کہیں سے آرام نہ آیا آخر ایک دن اس لڑکی کے دل میں رحم پیدا ہوا اور اپنے باپ سے کہنے لگی کہ مدینہ طیبہ میں ایک طبیب آیا ہے اگر تو کہے تو میں اس سے تیری آنکھوں کے لیے دوا لے آؤں۔ اس کے باپ نے اجازت دے دی، یہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں مدینہ منورہ آئی، اس نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام اپنے حجرے میں آرام فرما رہے ہیں آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا اور یہ بھی سوچا کہ اگر میں خالی واپس چلی گئی تو باپ کو کیا جواب دوں گی آخر سوچ سوچ کر اس نے آپ کی نعلین پاک کو جھاڑا جو خاک برآمد ہوئی اس کی پڑیا بنا کر گھر لے آئی اور اپنے باپ کی آنکھوں میں وہ خاک مبارک ڈال دی۔ خاک کا آنکھوں میں پہنچنا تھا کہ خدا وند قدوس نے اس کی آنکھوں میں نورانیت کا دریا جاری فرما دیا۔ وہ خوش ہو گیا اور اس نے اپنی لڑکی سے پوچھا کہ بتا یہ سرمہ کہاں سے لائی ہے اس لڑکی نے کہا یہ اسی نبی کے پاؤں سے لگنے والی نعلین پاک کی خاک ہے جس کی شان میں آپ گستاخیاں کرتے ہیں، جب اس نے یہ سنا تو کہنے لگا کہ تو نے میرے دشمن کے پاؤں کی خاک میری آنکھوں میں ڈال دی چھری لی اور اپنی آنکھوں کو بے نور کر دیا خدا نے پھر کرم فرمایا اور بینائی واپس کر دی اس نے پھر چھری ماری اور نابینا ہو گیا، خدا نے پھر نورانیت کو واپس کر دیا اسی طرح اس نے چھ مرتبہ اپنی آنکھوں کو بے نور کیا جب ساتویں مرتبہ چھری مارنے لگا تو ے

آخر کن وچہ پیا آوازہ خالق دی سرکاروں
ایہہ اکھیاں ہن چھوڑ نہ جادن خاک نبی دی پاروں
تینوں ضد شیطان چڑھائی تو کفروں باز نہ آویں
خاک محمدی اکھیں پا کے تو دوزخ مول نہ جاویں!

آواز آئی کہ ہم اس خاک کی برکت سے جہنم کی آگ بھی تم پر سے حرام کر چکے ہیں تم ان آنکھوں کو کیوں ضائع کر رہے ہو اس آواز نے اس کے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ ایمان لے آیا۔ (اکرام محمدی ص۱۸۹)

Marfat.com

تو زندہ ہے وَاللہ جل جلالہٗ

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص حضور رحمۃ للعالمین حیاتِ حقیقی جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اپنی نورانی قبر میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں، گوناگوں لذتیں حاصل کرتے ہیں، سنتے ہیں دیکھتے ہیں جانتے ہیں جس طرح چاہتے ہیں تصرفات فرماتے ہیں۔ حج کرتے ہیں اپنی امتوں کے اعمال کا مشاہدہ کرتے ہیں اس عالم میں بھی ان کے ظہور کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ آنکھ والوں نے ان کے جمال جہاں آراء کی بارہا زیارت کی اور ان کے انوار سے مستفیض ہوئے اب ذرا اس کی تفصیل کی طرف آیئے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں معراج کی رات بیت المقدس کی طرف جاتے ہوئے مَرَرْتُ بِقَبْرِ مُوْسٰی فَاِذَا هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ۔ میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا (میں نے دیکھا) کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سینکڑوں سال حضور سے پہلے ہو گزرے ہیں —— لیکن اب تک اپنی قبر میں کھڑے نماز ادا کر رہے ہیں جب کلیم اللہ کی حیات بعد الممات کا یہ کمال ہے تو پھر حبیب اللہ کی حیات کا کیا کمال ہوگا۔

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ۔ اے محبوب گذشتہ نبیوں سے پوچھ لو کیا ہم نے کچھ اور معبود بنائے ہیں جن کی عبادت کی جائے خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب کو از آدم تا عیسیٰ علیہم السلام تمام نبیوں سے پوچھنے کا حکم دیا اور پوچھا اسی سے جاتا ہے جو زندہ بھی ہو اور جواب بھی دے سکے معلوم ہوا کہ سارے نبی زندہ ہیں وہ اپنی قبروں میں پابند نہیں عالم کی سیر کر سکتے ہیں کیوں کہ یہ نہ فرمایا گیا کہ خط یا ڈاک یا تار کے ذریعہ ان سے پوچھ لو نہ یہ کہ ان کی قبروں سے جا کر پوچھو نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مزارات پر کبھی گئے، یہی مطلب ہے کہ اے پیارے وہ حضرات تمہارے پاس آتے ہی رہتے ہیں آپ ان سے ملتے ہی رہتے ہیں، معراج میں وہ آئے آپ نے ان کو حج کے لئے جاتے دیکھا چنانچہ علامہ محمد بن یعقوب

Marfat.com

شیرازی نے سفر السعادت میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضور علیہ السلام حج کو جاتے ہوئے جب وادیٔ عسفان میں پہنچے تو فرمایا اے ابوبکر جانتے ہو یہ وادی کونسی ہے عرض کی یہ وادیٔ عسفان ہے آپ نے فرمایا۔ اس وادی سے حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام گزرے وہ دونوں سُرخ اونٹوں پر سوار تھے، جن کی نکلیں کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی تھیں ان دونوں نے اون کی چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔ اور وہ لبیک لبیک کہتے ہوئے حج کے لئے جا رہے تھے۔ (سفر السعادت ص ۲۴۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور علیہ السلام کی معیت میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان وادی ازرق سے گزر رہے تھے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ کان میں انگلی رکھے اتر رہے ہیں۔ اور وہ لبیک کہتے جا رہے ہیں۔ پھر جب ہم جحفہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جو اپنی سُرخ اونٹنی پر سوار ہیں اور وہ ریشم کا جبہ زیب تن کئے ہوئے ہیں اور ان کی اونٹنی کی مہار کھجور کے پتوں کی ہے۔ اور لبیک کہتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔ (کشف الغمۃ ص ۲۱۶)

چونکہ آپ ان کو حج وداع میں ملے اس لئے اے محبوب ان سے پوچھ لیجئے کہ آیا ہم نے اپنے سوا کوئی دوسرا معبود بنایا ہے۔

یہ آیت حیاتِ انبیاء کے لیے ایسی صریح ہے جس میں تاویل کی گنجائش نہیں کیوں کہ نہ ان کی امتوں سے پوچھنا مراد ہے نہ ان کی کتابوں سے کیوں کہ ان کی امتیں فنا یا مشرک ہو چکی تھیں اور ان کی کتابیں یا ختم ہو گئیں تھیں یا محرف جن میں کفر و شرک بھرا ہوا ہے۔

جب حضرت صالح، داؤد، یونس اور موسیٰ علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور حج کرتے ہیں، جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں تو امام الانبیاء حبیبِ کبریا تو بطریق اولیٰ زندہ ہیں۔ اِنَّہٗ حَیٌّ فِیْ قَبْرِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم وَیُصَلِّیْ فِیْہِ بِاَذَانٍ وَّاِقَامَۃٍ (ترجمہ) حضور علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہیں اذان اور اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابو نعیم نے دلائل النبوت میں روایت کی ہے کہ حضرت سعید ابن مسیب سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جنگ حرہ کے زمانہ میں میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ مسجدِ نبوی میں میرے سوا اس وقت کوئی نہ تھا ان ایام میں کسی نماز کا وقت نہ آتا تھا مگر قبر انور سے اذان کی آواز سنتا تھا ایک روایت میں ہے کہ اذان اور تکبیر کی آواز سنتا تھا

یہ روایت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ حقیقی جسمانی پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے جس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہو سکتی ہے۔

حضرت احمد رفائی رحمۃ اللہ علیہ نے حج کیا اور بعد ازاں حضور علیہ السلام کے روضۂ انور پر حاضری دی اور عرض کی یا رسول اللہ پہلے میرا جسم میرے وطن میں اور میری روح آپ کے پاس ہوتی تھی اب میرا جسم اور روح دونوں آپکے پاس ہیں آپ اپنے ہاتھ مبارک کو نکالئے تاکہ میں ان پر بوسہ دوں حضور علیہ السلام نے اپنی قبرِ انور سے اپنا ہاتھ باہر نکالا تو حضرت احمد رفائی نے بوسہ دیا۔ (جواہر البحار ص ۱۱۴)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حضور علیہ السلام کے روضہ پر حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا السلام علیکم یا سید المرسلین تو روضۂ مبارک سے ان کے سلام کا جواب ملا۔ وعلیکم السلام یا امام المسلمین اے مسلمانوں کے پیشوا تم پر سلام ہو۔ (انیس الارواح ص ۵۵)

خواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہیں کہ میں اپنے پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی کے ساتھ حضور علیہ السلام کے روضۂ اقدس پر حاضر تھا حضرت خواجہ نے فقیر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اب تم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہو، سلام عرض کرو۔ میں نے سلام عرض کیا تو روضۂ انور سے آواز آئی اے قطب مشائخ بحر و بر وعلیکم السلام، جونہی یہ آواز آئی حضرت خواجہ نے فرمایا بس اب تمہارا کام پورا ہو گیا۔

(انیس الارواح ص ۱۴)

روضۂ اقدس سے ہاتھ مبارک کا باہر نکلنا اور سلام کا جواب آنا اس بات پر روشن دلیل ہے کہ حضور علیہ السلام حیاتِ حقیقیہ جسمانیہ دنیاویہ سے زندہ ہیں۔ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:۔

لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ إِلَّا وَتُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَعْمَالُ أُمَّتِهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً فَيَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ وَأَعْمَالِهِمْ (جواہر البحار ص ۲۰/۲، مظہری ص ۵/۲۷)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر روزانہ صبح و شام آپ کی امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ آپ ان کو ان کی علامات اور ان کے عملوں سے پہچان لیتے ہیں۔

Marfat.com

ایک روایت میں ہے۔

اَنَّہٗ تُعْرَضُ اَعْمَالُ اُمَّتِہٖ عَلَیْہِ وَیَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لَھُمْ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: آپ پر آپکی امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور آپ اُن گنہگاروں کے لیے خُدا سے طلب مغفرت کرتے ہیں۔ (جواہر البحار صہ ۲)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش ہونا ان گنہگاروں کے گناہوں کی بخشش کے لیے خُدا سے دُعا کرنا، اور ہر امتی کو پہچاننا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آپ قبرِ انور میں زندہ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِیَ السَّلَامَ۔ (مشکوٰۃ صہ ۸۶)

ترجمہ: خدا تعالیٰ کے بہت سے فرشتے زمین پر سیاحت کرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ۔

ترجمہ: جس شخص نے میرے پاس آکر مجھ پر درود پڑھا میں اُسے سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دُور سے درود پڑھا تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

حضور علیہ السلام پر درود و سلام کا پیش کیا جانا اس دعویٰ کی روشن دلیل ہے کہ آپ اپنی قبرِ منور میں زندہ ہیں، ورنہ درود و سلام پیش کرنا بے فائدہ ثابت ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ کی پیش کردہ حدیث پر بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر قبرِ انور پر درود پڑھا جائے تو حضور علیہ السلام سنتے ہیں، اور اگر دُور سے پڑھا جائے تو حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں سنتے، بلکہ فرشتے حضور علیہ سلام کو پہنچا دیتے ہیں۔

لیکن ہمارے نزدیک ہر شخص کا درود و سلام حضور علیہ السلام سنتے ہیں درود و سلام پڑھنے والا خواہ قبرِ انور کے پاس حاضر ہو یا کہیں دور ہو، قریب اور دُور کا فرق رسول اللہ کے لیے نہیں بلکہ درود و سلام پڑھنے والے کے لیے ہے اس دعوے کے ثبوت میں کچھ نقلی اور کچھ عقلی دلائل

Marfat.com

پیش کیے جاتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث میں یہ کہاں ارشاد ہے کہ دور سے درود پڑھنے والوں کا درود مجھے صرف فرشتوں کے ذریعے ہی پہنچتا ہے میں اُسے مطلقاً نہیں سنتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ مَا مِنْ عَبْدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ اِلَّا وَکَّلَ اللّٰهُ بِهَا مَلَكًا یُبَلِّغُنِیْ وَکَفٰی اَمْرَ آخِرَتِهٖ وَدُنْیَاهُ وَکُنْتُ لَهٗ شَهِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ ترجمہ کوئی ایسا آدمی نہیں جو مجھ پر سلام بھیجے میری قبر شریف کے نزدیک مگر یہ کہ موکل کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ ایک فرشتے کو جو مجھے وہ سلام پہنچاتا ہے اس کے لیے دنیا و آخرت کے اجر میں یہی کافی ہے کہ میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔

(جذب القلوب ص۲۰۳)

ایک روایت میں ہے مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ وَکَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكًا یُبَلِّغُنِیْ۔ جو شخص میری قبر کے پاس آکر مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالےٰ نے ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے جو اس کا درود مجھ تک پہنچاتا ہے

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ قبر شریف پر جو درود و سلام پڑھتا ہے اُسے بھی حضور علیہ السلام کے سامنے فرشتہ پیش کرتا ہے اب اگر فرشتے کا حضور کی بارگاہ میں درود پیش کرنا حضور علیہ السلام کے سننے کے منافی ہو تو ان احادیث کا واضح مطلب ہوگا کہ میری قبر انور پر جو درود پڑھا جائے میں اُسے بھی نہیں سنتا۔ ایسی صورت میں یہ احادیث پہلی حدیث کے معارض ہونگی جس میں صاف موجود ہے مَنْ صَلّٰی عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ۔ یعنی جو میری قبر پر درود پڑھتا ہے میں اسے سنتا ہوں۔ لہٰذا اس بات کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ فرشتے کا درود و سلام پہنچانا اس بات کی دلیل نہیں کہ حضور خود اس درود و سلام کو نہیں سنتے۔

دلائل الخیرات کے خطبے میں ہے کہ حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک آپ سے دور رہنے والوں اور بعد میں آنے والوں کے درودوں کا کیا حال ہے تو فرمایا اَسْمَعُ صَلٰوةَ اَهْلِ مَحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُهُمْ میں محبت والوں کے درود کو خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں۔ (دلائل الخیرات، جواہر البحار ج)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ لیس مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُهٗ حَیْثُ کَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِیْ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ (ترجمہ) کوئی بندہ مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر اس

Marfat.com

کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے وہ جہاں بھی ہو (صحابہ نے عرض کیا ، حضور علیہ السلام آپ کی وفات کے بعد بھی فرمایا ہاں میری وفات کے بعد بھی ، بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے ۔ (جلاء الافہام ص ۶۳)

اس حدیث سے صراحتہً یہ بات ثابت ہوگئی کہ درود پڑھنے والا دنیا کے کسی بھی خطے میں کھڑے ہو کر درود پڑھے حضور علیہ السلام تک اس کے درود کی آواز پہنچ جاتی ہے یا یوں کہئے کہ حضور اس کے درود کی آواز کو خود بہ نفس نفیس سُن لیتے ہیں اور جس طرح دنیاوی زندگی میں سُن لیتے تھے اُسی طرح اب بھی سُن لیتے ہیں ۔

جو اولیاء کرام قرب نوافل کے درجہ پر فائز ہوتے ہیں ان کے متعلق حدیث شریف میں آتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ ۔ ترجمہ : میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے ۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں فَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰہِ سَمْعًا لَہٗ سَمِعَ الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذَالِکَ النُّوْرُ بَصَرًا لَہٗ رَاٰی الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ ۔

(تفسیر کبیر ص ۹۱/۲۱)

ترجمہ : اللہ کے جلال کا نور جب بندے کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ قریب اور دُور کی آواز کو سُن لیتا ہے اور یہی نور جلال جب بندے کی بصر ہو جاتا ہے تو وہ قریب اور دُور کی چیزوں کو دیکھتا ہے ۔

دور کی چیزوں کو دیکھنا اور سننا جب اولیاء کرام کے لئے دلیل شرعی سے ثابت ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو ولایت کی صفت سے متصف ہیں کی ذات مقدسہ میں یہ کمال کیسے نہ ہوگا ۔ جب معراج کی رات حضور علیہ السلام کا شق صدر ہوا تو جبریل امین نے قلب انور کو آب زمزم سے دھوتے ہوئے فرمایا قَلْبٌ سَدِیْدٌ فِیْہِ عَیْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ (فتح الباری ص ۴۱۰/۱۳) ترجمہ قلب اطہر ہر قسم کی کجی سے پاک ہے اس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں دو کان ہیں جو سنتے ہیں ۔

قلب اطہر کے ان کانوں اور آنکھوں کا دیکھنا اور سننا عالم محسوسات سے وراء الورار حقائق کے لئے ہے جیسے کہ خود حضور علیہ السلام نے فرمایا اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ ۔ میں وہ اشیاء دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ آوازیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے ۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

بدانکہ وے صلی اللہ علیہ وسلم می بیند ومی شنود کلام ترا زیرا کہ وے متصف است بصفات اللہ تعالیٰ ویکے از صفات الہی آں ست کہ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ مر پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم نصیب وا فراست ازیں صفت ۔ (مدارج النبوت ص۲۸۷ ج۲)

ترجمہ :۔ جاننا چاہیئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تجھے دیکھتے ہیں اور تیرا کلام سنتے ہیں اسلئے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس کا ہم نشین ہوں جو مجھے یاد کرے اور آنحضرت کو اس صفت سے پورا پورا حصہ ملا ۔

مصطفےٰ آئینہ روئے خدا است
منعکس دروے ہمہ خوئے خدا است

یہ عبارت بھی اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دور و نزدیک کی سب آوازوں کو سنتے ہیں ۔ اب ذرا عقلی دلائل کی طرف آیئے ۔

ہر شخص جانتا ہے کہ قبرِ انور پر جو درود پڑھا جاتا ہے اسے حضور علیہ السلام ضرور سنتے ہیں ۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے ۔ کہ قبرِ انور پر درود پڑھنے والے کی آواز کس ذریعہ سے حضور علیہ السلام کو پہنچتی ہے جس طرح دور کی آواز کا حضور تک پہنچنا مشکل معلوم ہوتا ہے بالکل اسی طرح قبرِ انور پر صلوٰۃ وسلام کا حضور علیہ السلام کی سمع اقدس تک پہنچ جانا یقیناً مشکل ہے کیوں کہ قبرِ انور میں جس مقام پر حضور علیہ السلام جلوہ گر ہیں وہاں نہ دنیا کی ہوا پہنچ سکتی ہے نہ عالم اسباب کے مطابق کسی آواز وغیرہ کا پہنچنا ممکن ہے اس کے باوجود بھی حضور علیہ السلام قبرِ انور میں درود وسلام کی آوازیں سُن لیتے ہیں تو اگر اسی طرح بعید کی آواز بھی سُن لیں تو کیوں کر ناممکن ہے ۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی کہ آپ چالیس دن کے ننھے اور حضرت حلیمہ نے آپکو اٹھایا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ آپ چاند سے باتیں کرتے تھے اور وہ آپ سے باتیں کرتا تھا آپ نے فرمایا اے چچا میری مادرِ مشفقہ نے مجھے کس کر باندھ رکھا تھا اس درد سے میں نے رونا چاہا تو چاند نے عرض کی یارسول اللہ اگر آپ کے آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی زمین پر گر گیا تو زمین سے قیامت تک سبزہ پیدا نہ ہوگا حضرت عباس نے عرض کی آپ تو اس دن چالیس دن کے تھے ،

Marfat.com

یہ حال کیوں کر معلوم ہوا ؟ آپ نے فرمایا چچا قسم ہے اس ذات مقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں لوح پر قلم کی آواز کو اس وقت سنتا تھا جب کہ میں شکم مادر میں تھا اور اس سے زیادہ عجیب تر بات یہ ہے کہ میں شکم مادر میں چاند اور سورج کی تسبیح کو سنتا تھا جبکہ وہ عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے۔ (مجموعۃ الفتاویٰ ج۲ ص۹۷ ، معارج النبوت ج۲ ص۴)

اس حدیث میں غور فرمایئے کہ جب حضور علیہ السلام کی قوت سماعت کا یہ کمال ہے کہ شکم مادر میں رہ کر لوح محفوظ پر چلتے ہوئے قلم کی اور عرش کے نیچے تسبیح کرنے والے فرشتوں کی آواز سنتے تھے تو کیا آج گنبد خضرا میں رہتے ہوئے درود وسلام کی آوازیں نہیں سن سکتے ؟ یقیناً سن سکتے ہیں۔

آج کل سائنس کا زمانہ ہے سائنس کی حیرت انگیز ایجادات نے بہت سے مسائل کو حل کر دیا ہے۔ ریڈیو، ٹیلیفون، ٹیلی ویژن، وائرلیس سیٹ ایسی ایجادات ہیں جن سے ہزاروں میل کی آواز کو سن لیا جاتا ہے۔ ایک آدمی لندن میں بیٹھ کر ٹیلیفون کرتا ہے تو اس کی آواز کو ہم اور ہماری آواز کو وہ آسانی سے سن لیتا ہے۔ اسی طرح ہم پاکستان میں بیٹھ کر دنیا کے ہر ملک کی خبریں ریڈیو سے سن لیتے ہیں جب مادی قوت کا یہ کمال ہے۔ تو پھر روحانی قوت کا کیا کمال ہوگا۔ کیوں کہ مادی دنیا اسباب کی محتاج ہے۔ اور روحانیت اسباب سے بے نیاز ہے۔ لہٰذا مادی قوت وطاقت کے مقابلے میں روحانی قوت و طاقت بہت زیادہ ہے۔ اور امام الانبیاء منبع اور مخزن ہیں روحانیت کا، آپ کی روحانی طاقت تو یقیناً ہر مخلوق سے زیادہ ہے اس لیئے آپ اپنی روحانی قوت سے ہمارے درود وسلام کو یقیناً سن لیتے ہیں۔

اب ایک تشریح طلب امر باقی رہ گیا وہ یہ کہ جب حضور علیہ السلام دور کے درود وسلام کو سن لیتے ہیں تو پھر فرشتے کے مقرر کرتے میں کیا حکمت ہے اس کا جواب مولوی انور شاہ کشمیری نے لکھا ہے کہ " جاننا چاہئے کہ نبی علیہ السلام پر درود پیش کرنے کی حدیث علم غیب کی نفی پر دلیل نہیں ہو سکتی اگرچہ علم غیب کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نسبت اللہ تعالےٰ کے علم کے ساتھ ایسی ہے جیسے غیر متناہی کے ساتھ متناہی کی نسبت، یہ دلیل نہ ہونا اس لیئے ہے کہ فرشتوں کی پیش کش کا مقصد صرف یہ ہے کہ درود شریف کے کلمات بعینہا بارگاہ عالیہ نبویہ میں پہنچ جائیں، حضور علیہ السلام نے ان کلمات کو پہلے جانا ہو یا نہ جانا ہو، (بارگاہ رسالت میں کلمات درود کی پیشکش، بالکل

ایسی ہے جیسے رب العزت کی بارگاہ میں یہ کلمات طیبات پیش کئے جاتے ہیں اور اس کی بارگاہ الوہیت میں اعمال اٹھائے جاتے ہیں، چونکہ یہ کلمات ان چیزوں میں سے ہیں جن کے ساتھ خدا تعالےٰ کو تحفہ پیش کیا جاتا ہے اس لئے یہ پیش کش علم کے منافی نہیں لہذا کسی چیز کا پیش کرنا کبھی علم کے لئے بھی ہوتا ہے اور لبسا اوقات دوسرے معانی کے لئے اس فرق کو خوب پہچان لیا جائے۔ (فیض الباری ص ۲/۳۰۲)

فیض الباری کی اس عبارت سے اچھی طرح واضح ہوگیا کہ بارگاہ رسالت میں فرشتوں کا درود شریف پیش کرنا حضور علیہ السلام کی لاعلمی پر مبنی نہیں بلکہ کلمات درود لعینہا کو بطور تحفہ و ہدیہ پیش کرنا مقصود ہوتا ہے سننے اور جاننے کو اس پیشکش سے کوئی تعلق نہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکًا اَعْطَاہُ اَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ قَائِمٌ عَلٰی قَبْرِیْ اِذَا مِتُّ فَلَیْسَ اَحَدٌ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ صَلَاۃً صَادِقًا مِّنْ قَلْبِہٖ اِلَّا قَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلّٰی عَلَیْکَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ۔

(کشف الغمہ ص ۱/۲۷ ، جواہر البحار ص ۲/۲)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالےٰ کا ایک فرشتہ ہے جس کو تمام مخلوق کی قوت سماع عطا ہوتی ہے وہ میری وفات پر میری قبر پہ قائم رہیگا جو بھی خلوص نیت سے مجھ پہ درود پڑھے گا وہ فرشتہ کہیگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فلاں کے بیٹے فلاں نے آپ پر درود پڑھا ہے۔

حضور علیہ السلام تمام مخلوق کے لئے رسول ہیں، چنانچہ مسلم شریف کی حدیث ہے۔

اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً "میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

جب حضور علیہ السلام تمام مخلوق کے لئے رسول اور نبی ہیں تو جو فرشتہ قبر انور پر مقرر ہے وہ بھی چونکہ مخلوق ہے لہذا آپ اس کے بھی نبی اور رسول ہیں یا یوں کہئے کہ وہ فرشتہ حضور علیہ السلام کا امتی ہے،

خدا تعالےٰ جانتا تھا کہ چودھویں صدی میں کچھ کم عقل ایسے پیدا ہوں گے جو سرور کونین کی قوت سامعہ پر اعتراض کرتے ہوئے زبان درازی کریں گے کہ اگر نبی دور کا درود و سلام سن سکتا ہے تو پھر فرشتہ کیوں مقرر ہے۔ خدا تعالےٰ نے ان کا رد فرمایا اور فرشتے کو مقرر فرما کر گویا یوں ارشاد فرمایا کہ اے عقل کے اندھو یہ فرشتہ میرے محبوب کا امتی ہے اور ساری مخلوق سے بڑھ کر قوت سامعہ کا مالک ہے دنیا کے کسی خطے میں بھی کوئی شخص درود و سلام پڑھے وہ سن لیتا ہے جس نبی کے امتی کی

Marfat.com

قوتِ سامعہ کا یہ کمال ہو اس نبی کی اپنی قوتِ سامعہ کا کیا کمال ہوگا۔

ذخیرہ
لاہور پاکستان

Marfat.com

قوتِ سامعہ کا یہ کمال ہو اس نبی کی اپنی قوتِ سامعہ کا کیا کمال ہوگا۔

ذخیرہ
شرقپوری نقشبندی مجددی
لاہور پاکستان

Marfat.com